

القول الصواب  
في مسألة  
أيصال ثواب

الانفادات:

عبد السلام محمد عباس روني صاحب

الانقلم:

قادی محمد امجد مسعود اشرف شیخ

بیت  
بازار  
ازدوب بازار لاہور



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# الْقَوْلُ الصَّوَابُ

فی مسئلة

## ایصالِ ثواب

از افادات

مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی

از قلم

خادم مناظر اسلام قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی

خطیب جامع غوثیہ قادریہ اسلام پورہ گلہ مہر نور والا گوجرانوالہ

ناشر

شبیر برادرز 40-B اردو بازار لاہور

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	.....	القول الصواب فی مسئلہ ثواب
از قلم	.....	قاری محمد ارشد مسعود شرف چشتی
کمپوزنگ	.....	نوید گرافکس
صفحات	.....	228
ناشر	.....	شبیر برادرز B-40 اردو بازار لاہور
قیمت	.....	75 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ قادریہ میلاد مصطفیٰ چوک، سرکلر روڈ، گوجرانوالہ

مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام، گوجرانوالہ

مکتبہ المجاہد بھیرہ شریف، سرگودھا

مکتبہ غوثیہ بھیرہ شریف، سرگودھا

# انتساب

مفسر قرآن و مفکر اسلام محسن ملک و ملت و عظیم سیرت نگار

ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری نور اللہ مرقدہ

جن کے

فیضان کرم نے کتنے بے مایہ قطروں کو سمندر کی سی وسعت دی اور جن کی ایک ادنیٰ نگاہ التفات نے بے شمار ذروں کو گوہر انمول بنا دیا۔

اور ان کی عظیم یادگار

جامعہ محمدیہ غوثیہ والکلویۃ الغوثیۃ للبنات بھیرہ شریف

اور صاحبزادہ والا شان پیر محمد امین الحسنات شاہ مدظلہ العالی کی خدمت میں جو عصر حاضر میں مسلمانان عالم کیلئے علم و فضل اور رشد و

ہدایت کا مینارہ ہیں۔ (قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی)

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱۶	حدیث نمبر (۴-۵)	۱۶	انتساب
			تقریظ: مفتی محمد خان قادری صاحب
۱۷	دعا میت کیلئے بلندی درجات کا ذریعہ ہے۔	۱۷	تقریظ: مولانا خان محمد قادری صاحب
۱۸	قبر میں میت دعا کی منتظر ہوتی ہے۔	۱۸	تقریظ: مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف
			قادری صاحب
۲۰	زندوں کے کھانے پینے کی طرح مردہ دعا کا محتاج ہوتا ہے۔	۱	حرف آغاز
		۳	فرمان خدا کہ مسلمان پہلوں کیلئے دعا کرتے ہیں۔
	تعزیت کے دنوں میں بیٹھنا اور مردہ کیلئے دعا	۴	صدقہ جاریہ۔ علم نافع اور نیک اولاد کی دعا سے فائدہ
۲۱	حدیث نمبر (۹)	۶	امام نووی فرماتے ہیں۔
	صحابہ کا بعد از جنازہ دعا کرنا	۷	ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔
	نبی اکرم ﷺ کا اہل بقیع کیلئے	۱۲	ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔
	بحکم خدا دعا کرنا		شوکانی لکھتے ہیں۔
۲۳	حدیث نمبر (۱۲)	۱۳	حدیث نمبر (۲)
	اولاد کی دعا والدین کیلئے احابت والی دعا ہوتی ہے۔	۱۴	حدیث نمبر (۳)
۲۴	حدیث نمبر (۱۴)	۱۵	دعا سے میت کو فائدہ پہنچنا
	حکیم نبوی ﷺ نجاشی کیلئے دعا کرو		ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔
۲۵	صحابہ کا قبل از جنازہ دعا کرنا		
۲۶	مومنین کی دعا سے گناہوں کا ختم ہونا		

- ۴۲ جس کیلئے صدقہ کیا جائے اس کی قبر میں  
ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔
- ۴۳ آگ بجھ جاتی ہے۔  
۲۷ فوت شدہ والدین کیلئے دعا کرنا۔
- ۴۳ مردے کو روزوں کا ثواب بھی ملتا ہے۔  
واجب اور دعا کرنا مومنین کیلئے سنت نوح  
علیہ السلام بھی ہے۔
- ۴۴ ابن تیمیہ لکھتے ہیں  
شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں۔
- ۴۶ ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔  
۲۸ ابراہیم علیہ السلام کی بھی سنت ہے۔
- ۴۸ روزوں کا کفارہ میت کی طرف سے  
۲۹ فرشتے بھی مومنین کیلئے دعا کرتے ہیں۔
- حدیث نمبر (۲۹)
- ۴۹ میت کی نذر پوری کرنا  
۳۲ مردہ کو صدقہ کا ثواب پہنچتا اور نفع دیتا ہے۔
- ۵۰ میت کی طرف سے روزہ و حج  
۳۳ اجماع امت اور امام نووی
- ۵۱ میت کی طرف سے روزے کے متعلق اقوال  
اجماع امت اور ابن قیم الجوزیہ
- ۵۲ والدین کی طرف سے حج کرنیوالا قیامت  
ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمن اور اجماع
- کے دن نیکوں کے ساتھ اٹھے گا۔  
۳۴ حدیث نمبر ۱۹
- میت کی طرف سے حج کرنے والا دوزخ  
۳۴ ماں کی طرف سے پانی کا صدقہ
- سے بری لکھا جائے گا۔  
۳۶ ماں کی طرف سے باغ کا صدقہ
- والدین کی طرف سے حج کرنے والے کا  
۳۷ صدقہ نورانی تھاں میں رکھ کر مردے پر
- حج قبول کیا جائے گا۔ اور ان کو اللہ کے  
پیش کیا جاتا ہے۔
- نزدیک نیک لکھا جائے گا۔
- ۵۳ حدیث نمبر (۳۸)
- ۵۴ حدیث نمبر (۳۹)
- جن نے حج نہ کیا اس کے مرنے کے بعد  
۳۸ والدین کی طرف سے قربانی یا صدقہ
- اس کی طرف سے حج کرنا  
۳۹ کرنے والے کو پورا ثواب ملے گا۔
- ۵۵ حدیث نمبر (۳۱-۳۲)
- ۴۰ جو صدقہ کرنا چاہے والدین کی طرف سے کرے۔
- ۴۱ ایصال ثواب صرف اہل ایمان کیلئے  
حدیث نمبر (۲۶)

- ۷۴ امام قرطبی فرماتے ہیں۔
- ۷۵ ابن تیمیہ اور ابن قیم لکھتے ہیں۔
- ۷۵ امام نووی فرماتے ہیں
- ۷۶ میت کی طرف سے کھانا کھلانا
- ۷۶ مروں کو نیک ہمسایوں سے فائدہ پہنچنا
- ۷۷ فضائل اعمال میں ضعیف
- ۷۹ احادیث کا حکم
- ۷۹ ملا علی قاری اور علامہ زرکشی فرماتے ہیں۔
- ۷۷ ابوطالب محمد بن علی اور ابن عبد اللہ فرماتے ہیں
- ۷۹ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل
- ۸۰ نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔
- ۸۰ شاہ ولی اللہ اور خفاجی فرماتے ہیں۔
- ۸۱ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا
- ۸۱ اہل علم کے عمل کرنے سے بھی ضعیف
- ۸۱ حدیث قوی ہو جاتی ہے۔
- ۸۳ مولوی عبدالستار نے لکھا۔
- ۸۳ ایصالِ ثواب عند المتقدّمین والمؤخرین
- ۸۳ ام لامونین سیدہ عائشہ اور امام حسن و حسین رضوان اللہ علیہم کاعمل
- ۸۵ طریقہ انصار اور امام طاؤس کا قول
- ۵۶ میت کی طرف سے حج کی نذر پوری کرنا
- ۵۷ فوت شدہ بہن کی طرف سے حج کرنا
- ۵۷ افضل ترین صلہ رحمی میت کی طرف سے حج کرنا
- ۵۸ ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔
- ۶۱ بوڑھے باپ کی طرف سے حج کرنا
- ۶۲ سید ثابت ابی المعانی لکھتے ہیں۔
- ۶۳ تسبیح، ذکر اور تلاوت سے میت کو فائدہ
- ۶۵ شرح امام نووی
- ۶۶ قبر پر شاخ رکھنے والی حدیث سے علامہ
- سندھی کا استدلال
- ۶۷ امام قرطبی اور بعض علماء کا استدلال
- ۶۸ اسلاف کی وصیتیں
- ۶۹ سیدنا بریدہ اور ابوالعالیہ کی وصیت
- قبر پر ذکر خدا کرنے سے قبر کا کشادہ ہونا
- قبرستان سے گزرنے والے کیلئے ثواب ہی
- ثواب
- ۷۱ جن کو تلاوت کا ثواب کیا گیا وہ کرنے والے کی قیامت کو شفاعت کریں گے
- ۷۲ قبرستان میں تلاوت کرنے کی وجہ سے گنہگاروں کے عذاب میں تخفیف
- حدیث نمبر (۵۳)
- ۷۳ طریقہ انصار اور امام طاؤس کا قول



- امام احمد کا فرمان اور قرأت علی القبور پر ۸۶ شاہ رفیع الدین کے نبیرہ کا قول رجوع
- امام شافعی اور مالک بن دینار کا قول و عمل ۸۸ ابن انحوی کا قول بقلم شوکانی، محمد بن اسماعیل ۱۰۱
- مسلمانوں کا اکٹھا ہو کر مردہ کے لئے تلاوت کرنا۔ ۸۹ میرنذیر حسین ثناء اللہ وغیر ہم
- امام ابن قدامہ اور اجماع ۹۰ فتاویٰ علمائے حدیث سے اقتباس ۱۰۲
- حماد کی کا قول اور امام خیشم کی وصیت ۹۰ فتاویٰ عبدالحی سے اقتباس ۱۰۸
- امام ابن الصلاح اور امام قرطبی کا قول ۹۱ فتاویٰ برکاتیہ سے اقتباس ۱۰۹
- امام سیوطی اور امام نووی کا قول ۹۲ نواب صدیق حسن اور ختم خواجہ جگان
- انسان نیک عمل کا ثواب دوسرے کو ایصال ۹۳ دوسرا طریقہ ۱۱۱
- ثواب کر سکتا ہے صاحب ہدایہ اور شوکانی لکھتے ہیں۔ ۹۴ ختم مجدد الف ثانی
- شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں ۹۴ ختم قادریہ ۱۱۲
- علامہ ثناء اللہ پانی پتی اور جمہور کا قول ۹۵ ختم دفع شر ۱۱۳
- شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا قول ۹۶ ختم برائے میت ۱۱۳
- علامہ محمد جعفر بن عبدالکریم سندھی فرماتے ہیں۔ ۹۶ محمد بن علی حقی النازلی لکھتے ہیں
- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نتیجہ اور قرآن ۹۷ مانعین ایصال ثواب پر ابن تیمیہ ابن قیم اور ۱۱۶
- محمد بن اسماعیل کے فتوے ۱۱۷
- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نتیجہ اور قرآن ۹۷ نواب وحید الزمان کا فتویٰ ۱۱۷
- خوانی ۹۸ فقہ محمدیہ کلاں سے اقتباس ۱۱۸
- حاجی امداد اللہ مہاجر کی فرماتے ہیں ۹۸ حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح سے ۱۱۹
- رشید احمد گنگوہی اور اسماعیل دہلوی اور فاتحہ ۹۹ اقتباس ۱۱۹
- مروجہ ملا علی قاری فرماتے ہیں ۱۰۰
- اشرف علی تھانوی کا قول ۱۰۰ امام نووی اور مولوی عبدالجبار غزنوی کا فتویٰ ۱۲۰

	کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا	۱۲۳	جامع البیان فی تفسیر القرآن
۱۵۸	کھانے پر قرآن پڑھنا باعث برکت ہے	۱۲۴	ابن عباس، درمنشور، تفسیر القرآن العظیم
۱۵۹	حدیث نمبر (۳-۴)	۱۲۵	بحر المیٹ، خازن
۱۶۰	حدیث نمبر (۵)	۱۲۷	مدارک، روح المعانی، معالم التنزیل
۱۶۱	حدیث نمبر (۶)	۱۲۹	کمالین، جامع البیان
۱۶۱	ایصال ثواب کیلئے دن مقرر کرنا	۱۳۰	ابن کثیر، احکام القرآن
	حدیث نمبر (۱)	۱۳۱	
۱۶۳	حدیث نمبر (۲-۳)	۱۳۲	مفردات القرآن، قرطبی
۱۶۵	حدیث نمبر (۴-۵)		صفوة التفاسیر، حسینی، فارسی
	حدیث نمبر (۶-۷)	۱۳۳	ترجمہ شاہ ولی اللہ، موضح القرآن
	حدیث نمبر (۸-۹)	۱۳۴	
۱۶۶	حدیث نمبر (۱۰)	۱۳۵	مواہب الرحمن، عثمانی، رونی
۱۶۸	اعتراض نمبر (۱)	۱۳۶	فتح البیان، درس قرآن تفسیرات الاحمدیہ
۱۶۹	جواب		تفسیر ضیاء القرآن
۱۸۰	اعتراض نمبر (۱) کے تحت ابن تیمیہ لکھتے کہیں۔	۱۳۹	مزید حوالہ جات
۱۸۱	مانعین و معترضین کا ایک اور اعتراض	۱۵۴	کسی چیز کی نسبت کسی کی طرف کرنا
	اہل کا معنی لغت سے	۱۵۵	احادیث کی روشنی حدیث نمبر (۱-۲)
۱۸۲	اہل کا معنی اہل تفاسیر کی نظر میں		حدیث نمبر (۳)
۱۸۳	تفسیر کبیر		حدیث نمبر (۴-۵)
۱۸۴	انوار التنزیل و روح البیان	۱۵۶	حدیث نمبر (۶-۷)
۱۸۵	ابی سعود جلالین مظہری	۱۵۷	حدیث نمبر (۸-۹)

۱۹۶	شاہ ولی محدث دہلوی فرماتے ہیں۔	۱۸۶	حدیث نمبر (۱۰-۱۱)
	امام ابوالیث سمرقندری فرماتے ہیں۔	۱۸۷	حدیث نمبر (۱۲)
۱۹۷	مخالفین کی نظر میں	۱۸۸	حدیث نمبر (۱۳)
	مولوی وحید الزمان نے لکھا۔	۱۸۹	حدیث نمبر (۱۴-۱۵)
	مولوی عبدالحی نے لکھا	۱۹۰	حدیث نمبر (۱۶)
۱۹۹	شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں	۱۹۱	حدیث نمبر (۱۷)
	شاہ رفیع الدین کا قول	۱۹۲	اہل کامعانی محدثین اور فقہاء کی نظر میں
۲۲۰	فتاویٰ دارالعلوم دیوبند سے اقتباس		امام نووی فرماتے ہیں۔
۲۰۱	مولوی خرم علی بلہوری نے لکھا	۱۹۳	شارح بخاری علامہ عینی فرماتے ہیں
۲۰۲	فہرست ماخوزیات		تاج الجامع کی عبارت
			امام فخرالدین رازی فرماتے ہیں۔
		۱۹۵	امام ابن عابدین شامی فرماتے ہیں۔
			فتاویٰ عالمگیری میں ہے

## تقریظ

محقق العصر حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری صاحب مدظلہ العالی بانی جامع اسلامیہ لاہور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پہ نہایت ہی مہربان اور رحم فرمانے والا ہے اس کی شان رحیمی کے ساتھ شان رحمانی بھی ہے جس میں دوست تو کیا دشمنوں پر بھی کرم نوازی ہے۔ حضرت شیخ سعدی نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا

دوستاں را کجا کنی محروم

تو کہ با دشمنان نظر داری

(اے اللہ آپ اپنے دوستوں کو کیسے محروم فرمائیں گے جب کہ آپ کی کرم نوازیاں دشمنوں پر بھی ہیں) یہ اس کی شان کریمی ہی ہے کہ دنیا میں دشمنوں کے لئے نعمتوں کا دسترخوان بچھا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بندے ہی کی طرف سے کیا اور کوتاہیاں ہیں ورنہ خالق و مالک تو کرم ہی فرماتا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

راہ دکھائیں کسے کوئی راہ رو منزل ہی نہیں

اس بے پایاں اور بے بہا کرم کی بنا پر اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میں بندے کو معاف کر دوں اس لئے اس نے مختلف آسان سے آسان طریقوں کی طرف راہنمائی بھی فرمائی تاکہ بندہ اس طرف آجائے اور میں اسے معاف کروں کسی نے اس بارے خوب کہا

رحمت خدا بہانہ نی جوید

(اللہ تعالیٰ کی رحمت بخشش کے لئے بہانہ تلاش کرتی ہے)

پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ کرم کہ کوئی آدمی دوسرے کے لیے عمل کرے مثلاً دعائے یا صدقہ کرے تو

اس کے ذریعے بھی درجات میں بلندی اور گناہوں سے مغفرت مل جاتی ہے بشرطیکہ آدمی مسلمان ہو۔ کیونکہ کافر کو یہ چیزیں فائدہ نہیں دے سکتیں ان چیزوں سے فائدہ حاصل تب ہوگا جب آدمی میں ایمان ہوگا۔

احادیث مبارکہ میں جنازہ کی وجہ سے مغفرت کا تذکرہ موجود ہے حالانکہ یہ میت کا اپنا عمل نہیں بلکہ دوسروں کا عمل ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کی تعریف فرمائی جو یوں دعا کرتے ہیں

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان .

اے ہمارے رب ہمیں معاف فرما دے اور ان ہمارے بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ گزر چکے ہیں۔

یہ دعا بھی قرآنی ہے۔

ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب۔

ہمارے رب مجھے میرے والدین اور تمام اہل ایمان کو روز قیامت معاف فرما دے۔

تو یہ سراپا اللہ تعالیٰ کا کرم و لطف ہے جو اپنے بندوں پر فرماتا ہے۔ سلطان العلماء شیخ عزالدین عبدالسلام اس کے قائل نہ تھے وصال کے بعد خواب میں ملے اور پوچھا تو فرمایا اس معاملہ میں رجوع کرتا ہوں اس جہاں میں آ کر پتہ چلا کہ یہ فقط اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔

کچھ اہل بدعت اس کی مخالفت کرنے سے باز نہیں آتے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے محروم رکھنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہلسنت کے علماء کو جزا عطا فرمائے جو آج بھی صحیح راہ کو

اپنائے ہوئے ایصال ثواب کو اللہ تعالیٰ کی نعمت شمار کرتے ہیں فاضل نوجوان عزیز قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی کی کاوش بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس میں انہوں نے کتاب و سنت کے

نصوص اور علماء متقدمین و متاخرین کے اقوال کو احسن انداز میں جمع کر دیا ہے تاکہ کوئی بھی اہل بدعت اور رحمت الہیہ سے مایوس لوگوں کی پھیلانی ہوئی غلط فہمیوں کا شکار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو

قبول فرماتے ہوئے امت مسلمہ کیلئے اسے ناف و مفید بنائے اور ہمیں ہمیشہ دین کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد خان قادری

کاروان اسلام

بروز ہفتہ ۲۰۰۱-۵-۱۲

زیر ترتیب

# حقیقت مسئلہ نور و بشر

(از قلم قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی)

# شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

زیر طبع: (از قلم قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تقریظ

خطیب العصر پروردہ ضیاء الامت حضرت علامہ حافظ خان محمد قادری صاحب الخلق عیال اللہ..... مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اس قول کی سچائی میں کوئی شک نہیں ایک کنبے کا سربراہ تو صرف اپنے کنبے کو پالتا ہے اس کی نگرانی کرتا ہے اس کی ہر ممکن خیر خواہی کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کی خیر خواہی فرماتا ہے بلکہ جو بندہ اس کی مخلوق کی خیر خواہی کرتا ہے اللہ اس سے پیار کرتا ہے اور اسے اپنا ولی گردانا ہے خیر خواہی صرف دنیا تک محدود نہیں بلکہ حقیقی خیر خواہ وہ ہے جو مسلمان بھائی کے مرنے کے بعد اس سے ہمدردی اور نیکی کرے اس لئے پس مرگ مسلمان کے جنازے میں شریک ہونا اس کیلئے دعائے مغفرت کرنا اور اسے اچھے الفاظ سے یاد کرنا علامت ایمان بھی ہے اور مسلمان کا نشان بھی ہے ایصال ثواب خیر خواہی اور بھلائی کے عملی اظہار کا نام ہے۔

اور بندہ مومن کا دوسرے مومن بھائی کیلئے ایثار کا نام ہے جس پر قرآن و حدیث اور پوری امت کا عمل شاہد و عادل ہے سوائے معتزلہ گمراہ فرقہ کے یا جو اس بے دین فرقہ کے پسماندگان ہیں ان کے سوا باقی ساری امت کا ایصال ثواب کے مسئلہ پر اتفاق رہا ہے بد قسمتی سے کفر و طاغوت کے آلہ کار گمراہ فرقوں نے جہان شیرازہ امت کو بکھیرنے کیلئے بد عقیدگی کے طوفان اٹھائے اور فتنے پکائے اور مسلمانوں کے عقائد و اعمال کی مقدس ردا کو چھید ڈالا اور ہر عمل میں شک و شبہ کے کانٹے چھو دیئے ہیں ایصال ثواب کا مسئلہ بھی ان کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ نہیں رہا اگرچہ علمائے امت نے فرض خیر خواہی ادا کرتے ہوئے اس مسئلہ کو بھی واضح کرنے کی سعی مشکور فرمائی مگر جس انداز اور سلیقہ سے عزیز مکرم علامہ قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی زید مجدہ نے فاضل محتشم حضرت علامہ مولانا محمد عباس رضوی صاحب کی بھرپور توجہ اور اعانت سے اس مسئلہ پر دلائل و براہین فراہم کئے ہیں وہ انہیں کا حصہ ہیں اس کتاب میں اہم بات یہ ہے کہ اس میں خارجی معتزلی فرقہ کی باقیات کے اکابرین کی عبارات

سے احقاق حق کیا گیا ہے اور مسئلہ کو واضح کر دیا گیا ہے اگر منکرین میں ذرا بھی دیانت ہوگی تو سر تسلیم خم کئے بناں نہیں رہ سکیں گے ہم مولانا کو اس سنجیدہ اور حسین کوشش پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ دوسرے نوجوان علماء بھی ان کی تقلید کریں گے اور میدان تعلیم و تحقیق میں اپنا اپنا فرض ادا کریں گے۔ انشاء اللہ۔

خان محمد قادری

قراة علی القبور (قبروں پر قرآن پڑھنا) پر ایک منفرد کتاب جس کو مناظر اسلام صوفی باصفاء حضرت علامہ مولانا محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی نے نہایت ہی محققانہ انداز میں اپنے قلم بے باک سے مرتب کیا جو اس موضوع پر اردو زبان میں پہلی کتاب ہے۔

## القول المنصور فی قراة علی القبور

(از قلم: مناظر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد عباس رضوی صاحب)

## کشف الرین فی مسئلہ رفع الیدین

(مترجم۔ مناظر اسلام علامہ محمد عباس رضوی صاحب)



# تقریظ

مترجم لفظی ترجمہ قرآن محقق زمان واعظ شیریں بیان حضرت علامہ مولانا مفتی

پیر محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری صاحب مدظلہ العالی

دنیا سے عالم برزخ میں جانے والے مسلمان کیلئے کون کون سی چیز فائدہ مند اور نفع رساں ہو سکتی ہے یہ وہ موضوع ہے جس پر کتاب و سنت، آثار صحابہ اور علماء سلف و خلف کے اقوال جیسے دلائل و براہین سے کتابیں بھری پڑی ہیں اس سے قبل متعدد علماء کے اس میدان میں اسپ روانی فرمائی اور حق تحقیق ادا فرمادیا زیر نظر کتاب محقق و مناظر اہلسنت علامہ محمد عباس صاحب رضوی کے تلمیذ رشید چمنستان تحریر و تقریر کی نو شگفتہ کلی مولانا قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی صاحب سلمہ کی تحقیقات کا وہ مرتبہ مجموعہ ہے کہ جسکی ترتیب و تدوین اور تبویب میں موصوف کے استاذ گرامی کی زبردست تربیت اور انکا گہرا فیض نظر آتا ہے بندہ ناچیز کثرت مشاغل و مصروفیات کے باعث عربی عبارات، تراجم اور موصوف کے تبصرہ کو بنظر غائر تو نہیں پڑھ سکا البتہ سرسری نظر بالاستیعاب دیکھنے کا شرف حاصل کیا ہے ماشاء اللہ انداز ترتیب شستہ اور پھر اس موضوع پر تخریج حوالہ جات موصوف کا طرہ امتیاز ہے۔ بلاشبہ مولانا نے اہل تحقیق کو موثر خطوط پر کام کرنے کی ایک خوبصورت انداز میں راہنمائی فرمائی ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ کریم جل جلالہ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے مولانا کے جذبہ صادقہ محنت و شاقہ کو اپنی جناب میں قبول فرماتے ہوئے اس کتاب کو گمراہوں کیلئے ہدایت اور عاشقوں کیلئے پختگی ایمان کا ذریعہ بنائے۔

آمین بحرمہ طہ و یسین

محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری گوجرانوالہ ۸ ربیع النور ۱۴۲۲ھ



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حرف آغاز

تمام حمد و ثناء کے لائق وہ ذات برحق ہے جس کی رحمت کا کوئی ٹھکانہ نہیں اور جس کا فرمان عام ہے

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِیْعًا

مجھے ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے قریب ایک گاؤں (رنجھائی) میں ایک پروگرام پر برادر م جناب قاری محمد عابد صاحب و قاری عبدالستار صاحب کے حکم کے تحت جانے کا اتفاق ہوا جو صرف کسی کے ایصالِ ثواب کے لیے منعقد کیا گیا تھا پروگرام کے بعد برادر م قاری عابد صاحب نے حکم فرمایا کہ میں اس موضوع پر کچھ نہ کچھ لکھوں لیکن میں اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی علم سے ہمیشہ خائف رہا مگر چند در چند ان کے اصرار پر آخر ہمت کر کے قدم رکھا اور سمجھ لیا کہ السعی منی والایتمام من اللہ اور حسن اتفاق کہ میں نے ابھی پچاس صفحات ہی لکھے تھے کہ استاد مکرم مناظر اسلام وارث علوم سید المرسلین عالم باعمل صوفی باصفاء حضرت علامہ محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی کا ایک پروگرام موضع حبیب آباد (پتوکی) اسی موضوع پر تھا کہ آپ نے نہایت شفقت فرماتے ہوئے مجھے بھی ساتھ چلنے کا حکم فرمایا وہاں آپ نے جو لیکچر دیا اس کے نوٹس آپ نے مجھے عطا فرمائے اور فرمایا کہ میں اس کو ایک کتاب کی شکل دوں کیونکہ میرا پروگرام آخر سو صفحات تک کا تھا اور خوش قسمتی سے دوبارہ محترم جناب پیر سردار احمد صاحب قادری مدظلہ العالی نے اسی موضوع پر اعتراضات کے جوابات اور وما اهل به لغير الله پر لیکچر

دینے کی آپ کو دعوت دی تو اس موضوع کی تیاری کے وقت بھی میں آپ کے پاس اکثر حاضر رہتا تھا جس کی وجہ سے مزید مواد میسر آیا حقیقت تو یہی ہے کہ میں صرف ایک ترتیب دینے والا ہوں ورنہ یہ کتاب بھی آپ ہی کی طرف سے ہدیہ قارئین ہے۔ باقی میں قارئین کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میں ایک انسان ہوں اور الانسـان مرکب من الخطاء والنسیان اگر کسی مقام پر کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو دامن کرم سے اسے مخفی فرما کر زبان طعن دراز نہ فرمائیں بلکہ بندہ ناچیز کو مطلع فرما کر شکر یہ کا موقع دیں اور اور اگر اس میں کوئی بھلائی پائیں تو وہ خدا کی طرف سے ہے تو اس بھلائی کی وجہ سے میرے حق میں دعا فرمائیں کہ خدا مجھے ہدایت اور ثابت قدمی عطا فرمائے۔ اور خدائے لم یزل عزوجل سے دعا گو ہوں کہ وہ احباب جنہوں نے میری راہبری اور معاونت فرمائی خدا ان کو اجر عظیم عطا فرمائے خصوصاً حضرت علامہ مولانا مفتی پیر محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری صاحب، پروفیسر ابرار حسین ساقی صاحب، حضرت علامہ غلام مرتضیٰ ساقی صاحب استاذ الحفظ، حافظ خضر حیات صاحب اور رانا نعیم اللہ خان صاحب وغیرہم۔

اور خدائے بزرگ و برتر اس حقیر سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر ہمارے لیے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین۔

قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ  
الْمُرْسَلِينَ شَفِيعِ الْمُذْنِبِينَ وَعَلَى آلِهِ وَخُلَفَائِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَ  
عُرَّتِهِ وَأَوْلِيَاءِ أُمَّتِهِ أَجْمَعِينَ .

أَمَّا بَعْدُ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور  
ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور نہ پیدا کر ہمارے دلوں  
میں بغض اہل ایمان کیلئے اے ہمارے رب

بے شک تو رؤف رحیم ہے۔

(پ ۲۷ سورۃ الحشر آیت نمبر ۱۰)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ پہلے گزرے ہوئے مسلمان بھائیوں کیلئے دعا کرنا یعنی  
مغفرت طلب کرنا حکم خالق ارض و سماء ہے اور اس سے فوت شدہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا  
ہے جیسا کہ علماء، فقہاء، محدثین اور آئمہ تفاسیر کا اجماع ہے جیسا کہ ابن قیم الجوزیہ لکھتے  
ہیں۔

إِنَّهَا تَنْتَفِعُ مَنْ سَعَى الْأَحْيَاءِ بِأَمْرَيْنِ مُجْمَعٍ عَلَيْهَا بَيْنَ أَهْلِ السُّنَّةِ مِنَ  
الْفُقَهَاءِ وَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالتَّفْسِيرِ . ( کتاب الروح صفحہ ۲۹۷ )

یعنی اس پر فقہاء محدثین اور اہل تفاسیر کا اتفاق ہے کہ مردوں کو زندوں سے دو صورتوں میں نفع پہنچتا ہے

نمبر (۱) مَا تَسَبَّبَ إِلَيْهِ الْمَيِّتُ فِي حَيَاتِهِ .

یعنی وہ صورت جس میں مردہ حالت حیات میں سبب تھا۔

نمبر (۲) دُعَاءُ الْمُسْلِمِينَ لَهُ وَاسْتِغْفَارِهِمْ وَالصَّدَقَةُ وَالْحَجَّ .

دوسری صورت یہ کہ کوئی مسلمانوں میں سے اس کیلئے دعا و استغفار

کرے اور صدقہ کرے اور حج کرے۔ ( کتاب الروح ایضاً )

اور حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی احادیث سے بھی یہ ثابت ہے۔

صدقہ جاریہ علم نافع اور نیک اولاد کی دعا سے فائدہ

حدیث نمبر (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ رَوَيْتَ هِيَ كَمَا رَوَى اللَّهُ ﷺ نَظَرًا فَرَمَا يَأْتِي

عَمَلُهُ، إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ

جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ

يَدْعُو لَهُ .

اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے

( اخرجہ المسلم فی الصحيح کتاب الوصیہ ۲۱ / ۱ و احمد فی مسندہ ۲ / ۲ / ۳۷۲ )

برقم ۸۸۳۱ و نسائی فی المجتبی کتاب الوصایا ۲ / ۱۲۳ و ترمذی فی الجامع

کتاب الاحکام ۱ / ۲۵۶ و ابو داؤد فی السنن کتاب الوصایا ۲ / ۲۲ )

والبيهقي في السنن الكبرى ٢٤٨/٦ و في الشعب الايمان ٢٢٤/٢ برقم ٣٢٢٤  
 و ابو يعلى في مسنده ٣٢٣/١١ برقم ٦٢٥٤ و بغوى في شرح السنة ٣٠٠/١  
 برقم ١٣٩ والدولابي في الكنى والاسماء ١٩٠/١ وابن عبد البر في جامع البيان  
 العلم و فضله ١٤/١ و ابن حبان في الصحيح ٩/٦ برقم ٣٠٠٥ و ابن ابي الدنيا  
 في كتاب العيال ٩٨ برقم ٢٣٣ والطبراني في كتاب الدعاء ١٣٨٦/٣ . ١٣٨٩  
 والاصبهاني في الترغيب والترهيب ٢٨٠/١ برقم ٢٢٢ والديلمي في فردوس  
 الاخبار ٢٢٩/١ برقم ١١١٦ والبخاري في الادب المفرد ٣٠ برقم ٣٨.

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد انسان کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے لیکن تین عمل ایسے ہیں جو مرنے کے بعد بھی جاری رہتے ہیں اور ان پر میت کو ثواب ملتا رہتا ہے۔

نمبر (۱) صدقہ جاریہ!

جیسے کوئی مسلمان کسی راستے میں پانی کی سبیل یا نل لگوا کر فوت ہوا جب تک لوگ اس سے پانی حاصل کرتے رہیں گے اس کو ثواب ملتا رہیگا اسی طرح کوئی مسجد تعمیر کرا کر چل بسا تو جب تک وہ مسجد قائم رہے گی اور لوگ اس میں نماز وغیرہ پڑھتے رہیں گے اس کو مرنے کے بعد بھی فائدہ پہنچتا رہے گا اور اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔

نمبر (۲) علم نافع!

یعنی جو لوگوں کو ایسا علم سکھا کر دار فانی کو چھوڑ گیا جس سے ان کو دین میں نفع حاصل ہو یا کوئی ایسی علمی کتاب لکھ کر اس دنیا سے رخصت ہوا تو جب تک لوگ اس علم یا

کتاب سے نفع حاصل کرتے رہیں گے اس کو ثواب پہنچتا رہے گا۔  
نمبر (۳) نیک اولاد!

کیونکہ اولاد کی اچھی تربیت میں والدین کا خاص عمل دخل ہوتا ہے اس لیے جب اولاد نیک کام کرے گی یا اس کے لیے دعا کرے گی تو اس کو ثواب ملتا رہے گا۔  
امام نووی فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ مَعْنَى الْحَدِيثِ إِنَّ عَمَلَ الْمَيِّتِ يَنْقَطِعُ بِمُوتِهِ وَ يَنْقَطِعُ تَجَدُّ دُا لثَوَابٍ لَهُ إِلَّا فِي هَذِهِ الْأَشْيَاءِ الثَّلَاثَةِ لِكُونِهِ كَانَ سَبَبًا فَإِنَّ الْوَالِدَ مَنْ كَسَبَهُ وَ كَذَلِكَ الْعِلْمُ الَّذِي خَلْفَهُ مِنْ تَعْلِيمٍ أَوْ تَصْنِيفٍ وَ كَذَلِكَ الصَّدَقَةُ الْجَارِيَّةُ.

علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب مسلمان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور نیا ثواب اس کو حاصل نہیں ہوتا مگر ان تین چیزوں کا کیونکہ میت ان کا سبب ہوتی ہے اولاد تو اس کی کمائی سے اور اسی طرح وہ علم جس کو پیچھے چھوڑ گیا تعلیم ہو یا تصنیف اور اسی طرح صدقہ جاریہ

(مسلم مع نووی ۲/۴۱)

اور مزید وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں  
إِنَّ الدُّعَاءَ يَصِلُ ثَوَابُهُ إِلَى الْمَيِّتِ وَ كَذَلِكَ الصَّدَقَةُ وَهُمَا مُجْمَعٌ عَلَيْهَا.

بے شک دعا کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اسی طرح صدقہ کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے اور ان دونوں کے ثواب کے پہنچنے پر اجماع ہے۔



## ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ

(السبب الرابع) الدَّافِعُ لِلْعِقَابِ . چوتھا سبب: سزا کو دفع کرنے والا، مومنین کا  
دُعَاءُ الْمُؤْمِنِينَ لِلْمُؤْمِنِ مِثْلَ مومن کے لیے دعا کرنا اور مثال اس کی ان  
صَلَاتِهِمْ عَلَى جَنَازَتِهِ فَعَنْ عَائِشَةَ وَ کی نماز پڑھنا اس کے جنازہ پر۔  
انس بن مالک عن النبی ﷺ أَنَّهُ پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلَّى عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنْ اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی  
الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةَ كُلُّهُمْ اکر مہاجرین سے روایت کرتے ہیں کہ بے  
يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ وَ عَنْ ابْنِ شَكِ نَبِيِّ الْاكر مہاجرین نے ارشاد فرمایا کہ جس  
عَبَّاسُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مسلمان میت پر سو مسلمانوں کی جماعت  
يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ نماز جنازہ پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی  
فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا شَفَاعَتُ كَرَى تُو اس کے حق میں ان کی  
يُشْرِكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ شَفَاعَتُ قَبُولِ هُو تِ ہے اور حضرت ابن  
فِيهِ رَوَاهُمَا مُسْلِمٌ. عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

۱ الخرجہ المسلم فی الصحیح ۳۰۸/۱ و نسائی ۲۲۸/۱ و فی السنن الکبریٰ ۱/۴۴ و  
احمد فی مسندہ ۶/۳۰ و ابن المنذر فی الاوسط ۵/۳۹۷ و البیہقی فی السنن الکبریٰ ۳/۳۰  
والدیلمی فی فردوس الاخبار ۳/۳۲۹ و ابن ابی شیبہ فی المصنف ۳/۳۲۱ و ابو یعلیٰ فی  
مسندہ ۴/۳۶۳ و الحمیدی فی مسندہ ۱/۱۰۹ و عبدالرزاق فی المصنف ۳/۵۲۷ و الترمذی  
۱/۳۰۰ و الطیالسی فی مسندہ ۲۱۲.

و هَذَا دُعَاءٌ لَهُ بَعْدَ الْمَوْتِ فَلَا  
 يَجُوزُ أَنْ تَحْمَلَ الْمَغْفِرَةَ عَلَى  
 الْمُؤْمِنِ التَّقِيِّ الَّذِي اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ  
 كَفَرَتْ عَنْهُ الصَّغَائِرُ وَحَدَهُ. فَإِنَّ  
 ذَلِكَ مَغْفُورٌ لَهُ عِنْدَ الْمُتَنَازِعِينَ.  
 فَعَلِمَ أَنَّ هَذَا الدُّعَاءَ مِنْ أَسْبَابِ  
 الْمَغْفِرَةِ لِلْمَيِّتِ.

(السبب الخامس) مَا يُعْمَلُ  
 لِلْمَيِّتِ مِنْ أَعْمَالِ الْبِرِّ كَالصَّدَقَةِ وَ  
 نَحْوِهَا فَإِنَّ هَذَا يَنْتَفِعُ بِهِ بِنُصُوصِ  
 السُّنَّةِ الصَّحِيحَةِ الصَّرِيحَةِ وَاتِّفَاقِ  
 الْأَئِمَّةِ وَكَذَلِكَ الْعِتْقُ وَالْحَجُّ بَلْ  
 قَدْ ثَبَّتَ عَنْهُ فِي الصَّحِيحِينَ أَنَّهُ  
 فِي سَبَبِ الْمَغْفِرَةِ لِمَيِّتِ  
 مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ  
 عَنهُ وَلِيَّهُ وَ ثَبَّتَ مِثْلُ ذَلِكَ فِي  
 سَبَبِ الْمَغْفِرَةِ لِمَيِّتِ  
 مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ  
 عَنهُ وَلِيَّهُ وَ ثَبَّتَ مِثْلُ ذَلِكَ فِي

سَبَبِ الْمَغْفِرَةِ لِمَيِّتِ  
 مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ  
 عَنهُ وَلِيَّهُ وَ ثَبَّتَ مِثْلُ ذَلِكَ فِي  
 سَبَبِ الْمَغْفِرَةِ لِمَيِّتِ  
 مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ  
 عَنهُ وَلِيَّهُ وَ ثَبَّتَ مِثْلُ ذَلِكَ فِي

(۲) مسلم ۳۰۸/۱ و ابو داود ۹۶/۲ و ابن ماجه ۱۰۷ و بغوی فی شرح

السنة ۳۸۱/۵ و طبرانی فی الکبیر ۳۲۳/۱۱ و البیهقی فی السنن الکبری

۳۰/۲ و معرفة السنن الآثار ۱۷۴/۳ و ابن ابی شیبہ فی المصنف ۳۲۲/۳

الصَّحِيحِ مِنْ صَوْمِ النَّذْرِ مِنْ وَجُوهِهِ پس وہ اس سے نفع حاصل کرتا ہے صحیح صریح  
 أُخْرَى وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُعَارِضَ هَذَا سنت کی نصوص اور اتفاق آئمہ کے ساتھ اور  
 بِقَوْلِهِ ( وَ أَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا ايسے ہی اس کی طرف سے غلام آزاد کرنا  
 سَعَى ) لِوَجْهَيْنِ ( اِحدهما ) اَنَّهُ قَدْ اور حج کرنا بلکہ صحیحین میں یہ حدیث ثابت  
 ثَبَّتْ بِالنُّصُوصِ الْمُتَوَاتِرَةِ وَ اِجْمَاعِ ہے کہ بے شک رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو  
 سَلَفِ الْأُمَّةِ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يُنْتَفِعُ بِمَا مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا  
 لَيْسَ مِنْ سَعِيهِ كَدَعَاءِ الْمَلَائِكَةِ وَ ولی اس کی طرف سے روزے رکھے اور نذر  
 اِسْتِغْفَارِهِمْ لَهُ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ( کے روزے میں صحیح بخاری میں دیگر اسناد  
 الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهُ کے ساتھ بھی یہ ثابت ہے اور یہ جائز نہیں  
 يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قول وان لیس  
 وَ يَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا ) الْآيَةَ وَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى سے متعارض ہو  
 دُعَاءِ النَّبِيِّينَ وَ الْمُؤْمِنِينَ وَ اس کی دو وجوہات ہیں۔

اِسْتِغْفَارِهِمْ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى . وَ بے شک نصوص متواترہ اور اجماع امت  
 صَلَّى عَلَيْهِمْ اِنْ صَلَاتِكَ سَكُنُ لَهُمْ سے ثابت ہے کہ مومن نفع حاصل کرتا ہے  
 وَ قَوْلِهِ سُبْحَانَهُ ( وَ مِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ اس سے جو اس کی اپنی کوشش نہیں ہے جیسا  
 يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ يَتَّخِذُ مَا کہ فرشتوں کی دعا اور اس کے لیے ان کا  
 يُنْفِقُ قُرْبَاتٍ عِنْدَ اللَّهِ وَ صَلَوَاتِ اسْتِغْفَارِ جِيسَا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور وہ  
 الرَّسُولِ ( وَ قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں  
 ) وَ اِسْتِغْفِرُ لِدُنْبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِينَ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی

وَالْمُؤْمِنَاتِ) وَ كَدَعَاءِ الْمُصَلِّينَ بولتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں  
لِلْمَيِّتِ وَلِمَنْ زَارُو قَبْرَهُ مِنْ اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ اور  
الْمُؤْمِنِينَ . انبیاء اور مومنین کی دعا اور استغفار کرنا اس

(الثانی) اِنَّ الْآيَةَ لَيْسَتْ فِي ظَاهِرِهَا اِلَّا اِنَّهُ لَيْسَ لَهُ الْاَسِيْدُ وَ هَذَا  
كَحَقِّ حَقِّ "فَاِنَّهُ لَا يَمْلِكُ وَلَا يَسْتَحِقُّ اِلَّا  
سَعْيَ نَفْسِهِ وَ اَمَّا سَعْيُ غَيْرِهِ فَلَا  
يَمْلِكُهُ وَلَا يَسْتَحِقُّهُ لَكِنْ هَذَا لَا  
يَمْنَعُ اَنْ يَنْفَعَهُ اللّٰهُ وَ يَرْحَمَهُ بِهِ . كَمَا  
اِنَّهُ دَائِمًا يَرْحَمُ عِبَادَهُ بِاَسْبَابِ  
خَارِجَةٍ عَنْ مَقْدُوْرِهِمْ وَ هُوَ اَسْبَحَانَهُ  
بِحِكْمَتِهِ وَ رَحْمَتِهِ يَرْحَمُ الْعِبَادَ  
بِاَسْبَابِ بِفِعْلِهَا الْعِبَادَ لِثِيْبٍ  
اَوْلِيْكَ عَلٰى تِلْكَ الْاَسْبَابِ . مومن اس کی قبر کی زیارت کرتے ہیں۔

فِي رَحْمَةِ الْجَمِيْعِ كَمَا فِي الْحَدِيْثِ  
الصَّحِيْحِ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّهُ قَالَ . ( مَا مِنْ  
رَجُلٍ يَدْعُوْ لِاَخِيْهِ بِدَعْوَةٍ اِلَّا وَ كَلَّ  
اللّٰهُ بِهِ مَلَكًا كَلَّمَا  
دوم: اور بے شک آیت کا ظاہر تو یہی ہے  
کہ اس کے لیے اسی کی کوشش ہے اور یہ صحیح  
ہے کیونکہ نہ وہ مالک ہے اور نہ ہی مستحق ہے  
مگر اپنی کوشش کا اور کسی دوسرے کی کوشش کا





كُسْبِهِ وَكَذَا مَا يَخْلُفُهُ، مِنَ الْعِلْمِ كَرْنِ وَالْأَبِ هِيَ أُولَادُ اس كَا كَسْبِ  
كَالتَّصْنِيفِ وَالتَّعْلِيمِ وَ كَذَا الصَّدَقَةُ هِيَ أُولَادُ اس كَا كَسْبِ  
الْجَارِيَةِ وَهِيَ الْوَقْفُ وَفِيهِ الْإِرْشَادُ تَصْنِيفِ أَوْ تَعْلِيمِ أُولَادِ اس كَا كَسْبِ  
إِلَى فَضِيلَةِ الصَّدَقَةِ الْجَارِيَةِ وَالْعِلْمِ جَوْ وَقْفِ هِيَ -

الَّذِي يَبْقَى بَعْدَ مَوْتِ صَاحِبِهِ أُولَادِ اس كَا كَسْبِ  
وَالْتَرَوُّجُ الَّذِي هُوَ سَبَبُ حَدُوثِ أُولَادِ اس كَا كَسْبِ  
رَہا اور شادی جو اولاد کے ہونے کا سبب

(نیل الاوطار شرح منقحی الاخبار ۲۳/۶) ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جو کوئی نیک کام کا سبب ہو تو اس نیک کام کے کرنے والوں کے بدلے  
میں بھی اس کو نفع حاصل ہوتا ہے جیسا کہ فرمان آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حدیث نمبر (2)

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَنَّ فِي  
الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَ  
أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ  
أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْوَرِهِمْ شَيْءٌ  
حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ جو کوئی اسلام میں (نیک طریقہ) اچھا  
رواج ڈالے گا اس کا ثواب اس کو ملے گا  
اور اس کے بعد تمام عمل کرنے والوں کا  
ثواب بھی اسے ملے گا جو اس نیک کام کو  
کریں گے ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں  
کی جائے گی۔

( اخرجہ المسلم فی الصحیح کتاب الزکوٰۃ ۱/۳۲۷ والنسائی فی المجتبیٰ ۱/۱۹۱ و ابن ماجہ فی السنن ۱۸۱ و احمد فی مسندہ ۲/۶۲ . ۳۵۷ برقم ۱۹۳۶۹ و الحمیدی فی مسندہ ۲/۳۵۳ برقم ۸۰۵ و الطبرانی فی الکبیر ۲/۳۱۵ . ۳۲۹ برقم ۲۳۱۳ . ۲۳۷۲ . ۲۳۷۴ و عبدالرزاق فی المصنف ۱۱/۲۶۶ برقم ۲۱۰۲۲ و ابن ابی شیبہ فی المصنف ۳/۱۰۹ و البیہقی فی شعب الایمان ۵/۷۱ و فی السنن الکبریٰ ۲/۷۵۱ و الترمذی فی الجامع کتاب العلم ۲/۹۲ و الطیالسی فی مسندہ ۹۳ برقم ۶۷۰ و البغوی فی شرح السنۃ ۶/۱۶۰ برقم ۱۷۶۱ و ابن حبان فی الصحیح ۶/۱۳۰ برقم ۳۲۹۷ و ابن عبدالبر فی التمهید ۲۲/۳۲۷ .

تو معلوم ہوا کہ اچھی تربیت سے جو اولاد پروان چڑھے گی اور نیک کام کرے گی تو اس کے والدین کو بھی اچھی تربیت کرنے کے بدلہ میں ثواب ملے گا اور اس کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی۔

حدیث نمبر (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ حَضْرَتِ ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ تَعَالَى إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عِلْمَهُ وَنَشْرَهُ أَوْ وُلْدًا صَالِحًا تَرَكَهُ أَوْ مَصْحَفًا وَرَثَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ سَبِيلٍ بَنَاهُ

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی وفات کے بعد جن اعمال صالحہ اور نیکیوں کا ثواب پہنچتا ہے وہ یہ ہیں! وہ علم یا سیکھا اور اس کو عام کیا یا اولاد صالح جو چھوڑ گیا یا میراث میں قرآن مجید



اَوْ نَهْرًا اُكْرَاهُ، اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَ حَيَاتِهِ تَلْحَقُهُ، مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ.

چھوڑ گیا یا مسجد بنا گیا یا مسافر خانہ بنا گیا یا نہر جاری کر گیا یا صدقہ و خیرات جو اس نے اپنی زندگی اور حالت صحت میں کیا تو اس کو

(اخرجه ابن ماجه في السنن ۲۲ و ابن خزيمة في الصحيح ۱۲۱/۳ والاصبهاني في الترغيب والترهيب ۱/۱۹۶)

خزيمه في الصحيح ۱۲۱/۳ والاصبهاني

في الترغيب و الترهيب ۱/۱۹۶)

## دعا سے میت کو فائدہ پہنچنا قرآن و احادیث کی روشنی میں

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ (پ ۲۷ سورہ حشر آیت ۱۰)

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے۔

ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں

فَأَتَى اللَّهَ سُبْحَانَهُ عَلَيْهِمْ بِاسْتِغْفَارِهِمْ لِلْمُؤْمِنِينَ قَبْلِهِمْ. فَدَلَّ عَلَى انْتِفَائِهِمْ بِاسْتِغْفَارِ الْأَحْيَاءِ.

یعنی اللہ سبحانہ نے پہلے مومنوں کے حق میں دعائیں مانگنے والوں کی تعریف کی پس معلوم ہوا کہ مردوں کو زندوں کی دعاؤں سے فائدہ پہنچتا ہے۔

(کتاب الروح ۲۹۹)





برقم ۱۳۹۶ والبیہقی فی السنن الکبریٰ ۷/۹۷ و بزار فی مسندہ ۴/۲۰ برقم ۳۱۴۱  
والاصبہانی فی الترغیب والترہیب ۱/۲۷۸ برقم ۴۳۸)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی خوش قسمت ایسی اولاد چھوڑ کر اس  
دنیا سے رخصت ہو جو اس کے بعد اس کے لئے استغفار کرے تو اس کو قبر میں بھی راحت  
نصیب ہوتی ہے اور جنت میں بھی اس کے درجات کو بلندی نصیب ہوتی ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نیک اولاد کی دعا سے نیک مسلمان کے درجات بلند  
ہوتے ہیں تو گنہگار کے گناہ بھی معاف کیے جاتے ہونگے اور اس کے عذاب میں بھی  
تخفیف کی جاتی ہوگی لہذا وہ لوگ بہت خوش قسمت ہوتے ہیں جن کے مرنے کے بعد  
ان کی اولاد یا کوئی عزیز مسلمان ان کے لیے دعا کرے کیونکہ مرنے کے بعد جب

مسلمان کو دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کو قبر میں جس چیز کی خواہش ہوتی ہے وہ دعا ہے کہ مردہ  
انتظار کرتا ہے کہ کوئی میرے لیے استغفار کرے میرے لئے دعا مانگے جس سے مجھے نفع  
حاصل ہو جیسا کہ فرمان محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہے!

قبر میں میت دعا کی منتظر ہوتی ہے۔

حدیث نمبر (۷)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم  
عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالْغَرِيقِ  
الْمُتَغَوِّثُ يَنْتَظِرُ دَعْوَةَ لِحْقِهِ مِنْ أَبِيهِ هِيَ جَسْرٌ كَوْنِي دُوْبَتَا هُوَ آدَمِي -  
أَوْ أُمٍّ أَوْ أَخٍ أَوْ صَدِيقٍ فَإِذَا لِحِقَّتْهُ

كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَ بچے ماں یا باپ یا بھائی یا کسی دوست کی  
 إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لِيُدْخِلُ عَلَى أَهْلِ طرف سے تو جب اس کو دعا پہنچ جاتی ہے تو  
 الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالِ وہ دعا سے دنیا و ما فیہا سے محبوب ہوتی ہے  
 الْجِبَالِ وَ إِنَّ هَدِيَّةَ الْأَحْيَاءِ إِلَى اور بے شک اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا  
 الْأَمْوَاتِ الْأَسْتِغْفَارُ لَهُمْ سے اہل قبور کو پہاڑوں کے برابر ثواب عطا

( اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان کرتا ہے اور بے شک اہل قبور کے لئے  
 ۲۰۳/۶ برقم ۷۹۰۵ والدیلمی فی زندوں کا ہدیہ ان کے لیے دعائے مغفرت  
 فردوس الاخبار ۳/۳۹۱ برقم ۶۶۶۴ و کرنا ہے۔

مشکوٰۃ ۲۰۶ و مظہری زیر آیت و ان

لیس للانسان و عزیزى زیر آیت والقمر

اذالتسق.

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد بھی مردہ جس چیز کا انتظار کرتا ہے وہ یہ  
 کہ اس کی مغفرت طلب کی جائے اس کے لیے دعا کی جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ دعا  
 بعد از جنازہ و دفن ہے کیونکہ حدیث مبارکہ میں فی القبر کے لفظ ہیں یعنی قبر میں وہ ایسی  
 حالت میں ہوتا ہے جس طرح کوئی آدمی پانی میں ڈوبتا ہے اور اس کو ہر تنکے سے سہارے  
 کی امید ہوتی ہے اس طرح وہ مردہ بھی قبر میں دعا کا منتظر ہوتا ہے کہ مجھے کسی عزیز کی  
 طرف سے تحفہ مل جائے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دفن کے بعد تین دن وغیرہ تک مردے  
 کے اہل خانہ جو پھوڑی پر بیٹھتے ہیں اور عزیز و اقارب آ کر تعزیت کرتے اور مرنے  
 والے کے لیے دعا کرتے ہیں یہ بھی اس کو فائدہ دیتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ  
 مسلمانوں کی دعا مردہ کو اس دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بھی عزیز ہوتی ہے اور اللہ

تعالیٰ بھی اس کو قبول فرما کر اپنی رحمت و فضل سے اتنا وسیع کرتا ہے کہ اس کا ثواب مردہ کو پہاڑوں کے برابر عطا فرماتا ہے۔

لہذا ہم کو بھی چاہیے کہ جب بھی نماز وغیرہ عبادات کریں تو اپنے عزیز و اقارب اور تمام مومنین کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے رہیں تاکہ ان کو فائدہ حاصل ہو کیونکہ مردہ اس طرح دعا کا محتاج ہوتا ہے جیسے زندہ کھانے پینے کا  
زندوں کے کھانے پینے کی طرح مردہ دعا کا محتاج ہوتا ہے  
حدیث نمبر (۸)

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ. كَانَ يُقَالُ لِلْأَمْوَاتِ أَحْوَجُ إِلَى الدُّعَاءِ مِنَ  
الْأَحْيَاءِ إِلَى الطَّعَامِ.

(اخرجه ابن رجب حنبلی فی احوال القبور و احوال اهلها الی النشور ۱۳۲)

اور صاحب تفسیر مظہری ثناء اللہ پانی پٹی نے ابن ابی الدنیاء کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے اس میں اضافہ ہے اور وہ یہ ہے

وابن ابی الدنیاء از سفیان روایت کردہ کہ چنانچہ زندگان بسوی طعام و آب محتاج اند  
مردگان بسوی دعا ازین محتاج تر اند (تذکرۃ الموتی والقبور ۷۷)

یعنی ابن ابی الدنیاء نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے کہ جس طرح زندہ لوگ کھانے اور پینے کے محتاج ہیں مردے دعا کے اس سے زیادہ محتاج ہیں۔

تعزیت کے دنوں میں بیٹھنا (پھوڑی) کا ثبوت اور مردہ کے لئے

الاستغفار

## حدیث نمبر (۹)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل روایت میں ہے کہ

قَالَ فَلِشَوْ اِبْدَالِكَ يَوْمَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ كَمَا مَاعَزِبْنِ مَالِكِ كِي تَعَزِيْتِ پَر دُو يَاتِيْنِ  
 ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُمْ دِن تَك بِيْثُ رِهِي پُھَر رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ  
 جُلُوْسٌ " فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ تَشْرِيْفِ لَائِيْ اُو ر لُوْكَ بِيْثُ رِهِي تُو تُو  
 اسْتَعْفِرُوْا الْمَاعِزِبْنَ مَالِكٍ قَالَ فَقَالُوْا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِي سَلَام فَر مَائَا پُھَر آ پِ اللّٰهِ ﷺ  
 غَفَرَ اللّٰهُ لِمَا عَزِبْنِ مَالِكٍ .

(اخرجه مسلم في الصحيح كتاب الحدود ۶۸/۲ والنسائي في السنن الكبرى ۲۷۶/۳ والطحاوي في مشكل الآثار بخشش فرما۔  
 بخشش کی دعا کرو۔ وہ کہتے ہیں پھر انہوں نے کہا اے اللہ تعالیٰ ماعزبن مالک کی بخشش فرما۔

۳۸۳/۱ برقم ۲۳۷

## صحابہ کا بعد از نماز جنازہ دعا کرنا

حدیث نمبر (۱۰) حضرت عبداللہ بن سلام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ

میں شمولیت سے رہ گئے تو جب وہاں پہنچے تو فرمایا!

اِنَّ سَبَقْتُمُوْنِيْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَلَا

لِيْ هِي تُو دَعَائِيْ مِجھ سے پہلے نہ کرو اور

میرے ساتھ اس کے لئے دعا کرو۔ (مبسوط ۶۷/۲)

بحکم خدا نبی اکرم ﷺ کا اہل بقیع کے لیے دعا کرنا۔

حدیث نمبر (۱۱)

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ حَضْرَتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فَرَمَاتِي هِيَ  
 أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ. قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
 ذات لَيْلَةٍ فَلَبِسَ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ فَامْرُتُ جَارِيَتِي بَرِيدَةَ تَتَّبَعَتْهُ  
 فَتَبِعَتْهُ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعُ فَوَقَفَ فِي أَذْنَاهُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقِفَ ثُمَّ  
 أَنْصَرَفَ فَسَبَقَتْهُ بَرِيدَةُ فَأَخْبَرْتَنِي فَلَمْ أَذْكَرْ لَهُ شَيْئًا حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ  
 ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنِّي بُعِثْتُ إِلَى أَهْلِ الْبَقِيعِ لِأُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ  
 (أَخْرَجَهُ الْمَالِكُ فِي السُّوْطِ كِتَابِ الْجَنَائِزِ بَابِ جَامِعِ الْجَنَائِزِ وَحَاكِمٌ فِي الْمُسْتَدْرَكِ ٢٨٨/١)  
 حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے کپڑے پہنے اور باہر تشریف لے گئے آپ فرماتی ہیں میں نے اپنی لونڈی بَرِيدَةَ سے کہا کہ آپ ﷺ کے پیچھے جا تو وہ پیچھے گئی یہاں تک کہ آپ ﷺ بقیع جا پہنچے پس اس کے قریب کھڑے رہے جتنی دیر خدا نے چاہا کھڑے رہے پھر واپس لوٹے تو بَرِيدَةَ نے آپ سے پہلے آ کر مجھے بتا دیا۔ میں نے آپ سے کوئی ذکر نہ کیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی پھر آپ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا کہ اہل بقیع کے لیے دعا کروں۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ

فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَا مُرُكٌ أَنْ تَأْتِي أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرُ لَهُمْ  
 (مُسْلِمٌ كِتَابُ الْجَنَائِزِ ٣١٣/١)  
 یعنی جبرئیل نے عرض کی بے شک آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اہل بقیع کے ہاں آ کر ان کے لیے استغفار کریں



اور مسند اسحاق بن راہویہ کی روایت میں ہے  
 اِنِّي اَمَرْتُ اَنْ اَدْعُوْلَهُمْ . یعنی مجھے حکم ملا کہ ان کے لیے دعا کروں

(مسند اسحاق بن راہویہ ۲/۵۳۳ برقم ۵۷۲)

دعا سے صالحین کو یہ نفع پہنچتا ہے کہ ان کے درجات بلند کیے جاتے ہیں اور گناہگاروں کو یہ کہ ان کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں خصوصاً اولاد کی دعا سے والدین کو بہت نفع حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ

حدیث نمبر (۱۲)

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ . كَانَ يَقُولُ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَرْفَعُ بِدُعَاءِ وَلَدِهِ مِنْ بَعْدِهِ . وَقَالَ بِيَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَاءِ فَرَفَعَهُمَا .  
 یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ بے شک سعید بن مسیب کہتے تھے کہ بے شک مرنے کے بعد آدمی کا درجہ اس کی اولاد کی دعا سے بلند کر دیا جاتا ہے اور انہوں نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے

(اخرجه المالک فی الموطا کتاب القران باب العمل فی الدعاء و قرطبی فی تفسیرہ ہونے کہا! بلاشبہ اولاد کی دعا والدین کے حق میں بہت جلد قبول ہوتی ہے۔  
 (۷۴/۵)

اولاد کی دعا والدین کے لیے اجابت والی دعا ہوتی ہے۔

حدیث نمبر (۱۳)

عَنْ وَائِلَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ حَضْرَت وَائِلَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مِنْ رُبْعَةٍ "دَعْوَتُهُمْ مُسْتَجَابَةٌ" الْاِمَامُ رَوَايَتُ هِيَ كِه چار آدمیوں کی دعا مستجاب الْعَادِلُ وَالرَّجُلُ يَدْعُو لِاَخِيهِ بِظَهْرِ هے۔ امام عادل اور وہ آدمی جو اپنے بھائی



عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا مَاتَ  
النَّجَاشِيُّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اسْتَغْفِرُوا لَهُ  
روایت ہے کہ جب نجاشی (شاہ حبشہ) کا  
انتقال ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ  
(احمد فی مسندہ ۲/۲۴۱ برقم ۷۱۸۱)  
اس کے لئے مغفرت طلب کرو۔

وَ فِي رَوَايَةٍ! فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ  
فِيهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا اللَّهَ لَأَخِيكُمْ.  
یعنی جس روز نجاشی کا انتقال ہوا تو آپ  
ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے  
(نسائی فی المجتبیٰ ۲۷۲ و ابن حبان فی  
الصحيح ۶/۴۰)  
اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو۔

## صحابہ کا قبل از جنازہ دعا فرمانا

### حدیث نمبر (۱۶)

عَنْ أَبِي مَلِكِيَّةٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ  
عَبَّاسٍ يَقُولُ وَضِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ  
عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَفَّنَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ  
وَ يَثْنُونَ وَ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ  
وَ أَنَا فِيهِمْ.  
ابن ابی ملکیہ سے روایت ہے کہ میں نے  
حضرت ابن عباس کو فرماتے سنا کہ جب  
حضرت عمر بن خطاب کو چار پائی پر رکھا گیا  
تو لوگ آپ کو کفن دے رہے تھے اور دعا کر  
رہے تھے اور تعریف کر رہے تھے اور صلوة

(مسلم فی الصحيح ۲/۲۷۳ و احمد فی  
مسندہ ۱/۱۱۳)  
پڑھ رہے تھے قبل اس کے کہ ان کو اٹھایا  
جائے اور میں بھی ان میں تھا۔



وَدُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْأَمْوَاتِ فِعْلًا وَ أَوْرِنَبِي اَكْرَمِ ﷺ نِي مَرْدُوں كِي لِيے خُوْد  
 تَعْلِيْمًا وَ دُعَاءِ الصَّحَابَةِ وَ التَّابِعِيْنَ بھي دَعَائِيں مَانگيں اور لوگوں كو بھي  
 وَ الْمُسْلِمِيْنَ عَصْرًا بَعْدَ عَصْرٍ أَكْثَرُ سَكھائِيں اور صحابہ كرام اور تابعين عظام اور  
 مِنْ أَنْ يُذْكَرَ وَ أَشْهُرَ مِنْ أَنْ يُنْكَرَ. ہر زمانہ ميں مسلمان مردوں كے ليے  
 دَعَائِيں مانگتے چلے آئے ہيں اور يہ اتنا  
 (كتاب الروح ۳۰۲)

زِيادہ ہے كہ اس كو بيان نہيں كيا جاسكتا اور  
 اتنا مشہور ہے كہ اس كا انكار نہيں كيا جاسكتا  
 اور حقيقت بھي يہي ہے كہ مردوں كے ليے مغفرت كي دعا كرنا حكم خدا اور حكم رسول ﷺ  
 اور سنت انبيا سابقہ بھي ہے جيسا كہ قرآن مجيد سے ثابت ہے۔

فوت شدہ والدين كے ليے دعا كرنا واجب اور دعا كرنا مومنين كے  
 ليے سنت نوح عليه السلام بھي ہے۔

آيت!

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدِيْ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيْ مُؤْمِنًا وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ  
 (پارہ ۲۹ سورہ نوح آيت ۲۸) ايمان كے ساتھ داخل ہوا اور بخش دے  
 سب مومن مردوں اور عورتوں كو۔

اس آيت كے تحت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہيں۔

رب اغفر لي! اے پروردگار ميرے مجھ كو بخش دے جو كچھ تيري مرضي كے

خلاف مجھ سے ہوا اور میرے حق میں وہ گناہ کا حکم رکھتا ہو۔ جیسے ترک اولیٰ اور اجتہاد میں خطا اور چوک۔ **والوالدیٰ**! اور بخش دے میرے ماں باپ کو اگر چہ وہ مر گئے تھے لیکن والدین کے مرنے کے بعد بھی اولاد پر واجب ہے کہ ان کی مغفرت کی دعائے مانگے اور اپنے مقدور بھران کے واسطے صدقے بھی دیے جائیں اور حضرت نوح علیہ السلام کے باپ کا نام ملک بن منوش تھا اور آپ کی ماں کا نام شمخا تھا انوش کی بیٹی لیکن وہ انوش نہیں ہیں جو آپ کے آباؤ اجداد میں ہیں بلکہ یہ دوسرے شخص ہیں

اور عطا نے کہا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے آباؤ اجداد میں حضرت آدم تک کوئی کافر نہ تھا سب مسلمان موحد تھے اور آپ کی والدہ بھی مسلمان تھیں۔

ولمن دخل بیتی مومنًا! اور بخش دے اس کو جو داخل ہوا میری کشتی میں جو میرا چلتا گھر ہے لیکن وہ مسلمان ہو اس لیے کہ آپ کی کشتی میں ابلیس بھی تھا اور وہ بخشش کا مستحق نہ تھا اور مسلمانوں کی بخشش اس واسطے طلب کی کہ ایسا نہ ہو کہ ان کی برائیوں اور گناہوں کی شامت سے کشتی ڈوب جائے تو بے گناہ بھی ڈوب جائیں اس لیے کہ دنیا کے عام عذابوں میں جو آزمائش اور جانچ کے لیے آتے ہیں ان میں کافر اور مسلمان کا فرق اور امتیاز نہیں ہوتا اس لیے کہ جو بلا کسی قوم پر آتی ہے تو اسمیں ان کے بچے اور دیوانے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں بلکہ جانوروں کی بھی خرابی ہوتی ہے۔ **و للمومنین و المومنات!** اور بخش دے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو قیامت تک جو ہوتے رہیں تاکہ ان کی اولاد کے گناہ جو آگے پیدا ہو کر کریں گے ان لوگوں میں انکے باپ ہیں تاثیر نہ کریں اور کشتی ڈوب نہ جائے (عزیزی)

والدین اور مومنین کے لیے دعا کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھی سنت ہے

آیت ! رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَالْوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

(پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم آیت ۴۱)

اے ہمارے رب بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنوں کو  
جس دن حساب قائم ہوگا۔

فرشتے بھی مومنین کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

آیت!

وَالْمَلَائِكَةُ يَسْبِحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ  
وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ

(پارہ ۲۵ سورہ شوری آیت ۵)

لیے۔

قرآن مجید میں سورہ الاعراف آیت نمبر ۱۵۱ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی  
دعا کا ذکر ہے اور سورہ یوسف میں (۹۲)۔ ۹۷۔ ۹۸ میں حضرت یوسف علیہ السلام اور  
یعقوب علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر ہے اور سورہ مومن ۷۔ ۸ میں حاملین عرش کی اہل  
ایمان کے لئے دعاؤں کا ذکر ہے۔

قرآن و احادیث سے معلوم ہوا کہ دعا کرنا مومنین کے لیے حکم خدا سنت انبیاء

سنت ملائکہ ہے اور جس کے لیے دعا کی جائے اسے فائدہ بھی پہنچتا ہے۔

ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔

وَمَعْلُومٌ، أَنَّ هَذَا بِأُمُورِ الدِّينِ أَوْلَى مِنْهُ بِأُمُورِ الدُّنْيَا. فَدُخُولُ الْمُسْلِمِ مَعَ جُمْلَةِ الْمُسْلِمِينَ فِي عَقْدِ الْإِسْلَامِ مِنْ أَعْظَمِ الْأَسْبَابِ فِي وُضُوعِ نَفْعِ كُلِّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى صَاحِبِهِ فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَ مَمَاتِهِ وَدَعْوَةِ الْمُسْلِمِينَ تَحِيْطُ مِنْ وَرَائِهِمْ. وَقَدْ أَخْبَرَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ وَمَنْ حَوْلَهُ أَنَّهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَدْعُونَ لَهُمْ. وَ أَخْبَرَ عَنْ دُعَاءِ رُسُلِهِ وَاسْتِغْفَارِهِمْ لِلْمُؤْمِنِينَ كَنُوحٍ وَابْرَاهِيمَ وَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْمَعِينَ.

اور یہ تو ظاہر ہے کہ دینی معاملات میں بہ نسبت دنیوی معاملات کے اجتماعی طاقت کی زیادہ ضرورت ہے تو اسلام کی لڑی میں منسلک ہونا باہمی انتفاع کا دنیوی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی سب سے بڑا سبب ہے اور مردوں کو ثواب پہنچنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

اور تحقیق اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے عرش اٹھانے والے فرشتوں اور ارد گرد کے فرشتوں کی طرف سے خبر دی ہے کہ وہ مومنین کے لیے استغفار کرتے ہیں اور خبر دی ہے کہ اس کے رسول جیسے نوح، ابراہیم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی مومنین کے لیے دعا و استغفار کرتے ہیں۔

فَالْعَبْدُ بِإِيْمَانِهِ قَدْ تَسَبَّبَ إِلَى وُضُوعِ هَذَا الدُّعَاءِ إِلَيْهِ فَكَانَهُ مِنْ سَعِيهِ وَ يُوضِّحُهُ، أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ جَعَلَ الْإِيْمَانَ سَبَبًا لِانْتِفَاعِ صَاحِبِهِ بِدُعَاءِ إِخْوَانِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ سَعِيهِمْ فَإِذَا آتَى بِهِ فَقَدْ سَعَى

دعاؤں اور عملوں سے فائدہ اٹھانے کیلئے



فِي السَّبَبِ الَّذِي يُوصِلُ إِلَيْهِ. ایمان کو ارباب ایمان کے لیے سبب بنا دیا  
 وَقَدْ دَلَّ عَلَى ذَالِكَ قَوْلُ النَّبِيِّ هِيَ۔ پس جب کوئی ایمان لے آیا تو اس  
 لِعَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ. إِنَّ أَبَاكَ نے وہ سبب کما لیا جس کی وجہ سے وہ اپنے  
 لَوْ كَانَ أَقْرَبًا بِالتَّوْحِيدِ نَفَعَهُ ذَالِكَ بھائیوں کے عملوں اور دعاؤں سے فائدہ  
 يَعْنِي الْعِتْقُ الَّذِي فَعَلَ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهِ. اٹھا سکتا ہے۔ اور بے شک اس پر دلیل نبی  
 فَلَوْ آتَى بِالسَّبَبِ لَكَانَ قَدْ سَعَى فِي اکر مصلی اللہ کا قول جو عمر و بن عاص سے فرمایا  
 عَمَلٍ يُوصِلُ إِلَيْهِ ثَوَابُ الْعِتْقِ وَ هَذِهِ تھا کہ اگر تیرا باپ توحید کا اقرار کر لیتا تو  
 طَرِيقَةٌ "لَطِيفَةٌ" حَسَنَةٌ "جَدًّا۔ اسے تمہارے عمل کا نفع پہنچتا یعنی اس کے  
 وَقَالَتْ طَائِفَةٌ "أُخْرَى الْقُرْآنُ لَمْ مرنے کے بعد تم نے اس کی طرف سے جو  
 يَنْفِ انْتِفَاعَ الرَّجُلِ بِسَعْيِ غَيْرِهِ وَ غلام آزاد کیے ہیں اسے اس نیکی کا ثواب  
 إِنَّمَا نَفْسُ مَلِكِهِ لِعَمَلِهِ وَ بَيْنَ مل جاتا اور یہ بہت ہی عمدہ اور اچھا طریقہ  
 الْأَمْرَيْنِ مِنَ الْفَرْقِ مَا لَا يَخْفَى ہے۔ اور کہا یا یہ مطلب ہے کہ قرآن نے  
 فَأَخْبَرَ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى إِنَّهُ لَا دوسروں کے عملوں سے فائدہ پہنچنے کی نفی  
 يَمْلِكُ إِلَّا سَعْيَهُ وَ أَمَّا سَعْيُ غَيْرِهِ نہیں کی بلکہ غیر کے عملوں سے ملکیت کی نفی  
 فَهُوَ مَلِكٌ لِسَاعِيهِ. فَإِنْ شَاءَ أَنْ کی ہے اور ان دونوں باتوں میں بڑا فرق  
 يَبْذُلُهُ لِعَمَلِهِ وَ إِنْ شَاءَ أَنْ يَبْقِيَہُ، ہے وہ مخفی نہیں ہیں پس حق سبحانہ نے خبر  
 لِنَفْسِهِ وَ هُوَ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى لَمْ يَقُلْ دی کہ نہیں مالک وہ مگر اپنی مساعی کا اور جو  
 لَا يَنْتَفِعُ إِلَّا بِمَا سَعَى وَ كَانَ شَيْخُنَا سعی غیر کی ہے اس کا مالک غیر ہے پھر اگر  
 يَخْتَارُ هَذِهِ الطَّرِيقَةَ وَ يُرْجِحُهَا۔ وہ چاہیں تو دوسرے کو دے دیں اور نہ

چاہیں تو اپنے لیے ہی محفوظ رکھیں اور اللہ  
تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اپنی کوشش کے  
علاوہ فائدہ نہیں پہنچتا

ابن قیم کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ (ابن تیمیہ) نے یہی معنی پسند فرمائے اور  
انہیں کو ترجیح دی ہے۔

مردوں کو صدقہ کا ثواب بھی پہنچتا اور نفع دیتا ہے۔

حدیث نمبر (۱۸)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ  
انَّ أُمِّي أَفْتَلَيْتُ نَفْسَهَا وَأَظْنُهَا لَوْ  
تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ أَفَا تَصَدَّقُ عَنْهَا  
قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقُ عَنْهَا.  
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ  
کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری  
والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا اگر انہیں  
بولنے کا موقع ملتا تو صدقہ دیتی کیا میں ان  
کی طرف سے صدقہ و خیرات کر سکتا  
ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں ان کی  
طرف سے صدقہ کرو اور مسلم کی روایت  
میں! افلہا اجر کیا اس کو اس کا ثواب پہنچے گا  
کے لفظ ہیں۔

اخرجه البخاری فی الصحيح  
کتاب الوصایا ۲۸۶/۱ و مسلم  
۴۱/۲ و ابن حبان فی الصحيح  
۱۴۶/۶ برقم ۳۳۴۲ و بیہقی فی  
السنن الکبریٰ ۲۷۷/۶

## اجماع امت

امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ جَوَازُ الصَّدَقَةِ اور اس حدیث میں میت کی طرف سے  
عَنِ الْمَيِّتِ وَ اسْتِحْبَابُهَا وَ أَنَّ ثَوَابَهَا صدقہ جائز اور مستحب ہونے کا جواز موجود  
يَصْلُهُ وَ يَنْفَعُهُ وَ يَنْفَعُ الْمُتَصَدِّقُ ہے اور صدقہ کا ثواب اور نفع میت اور  
أَيْضًا وَ هَذَا كُلُّهُ أَجْمَعَ عَلَيْهِ صدقہ کرنے والے دونوں کو حاصل ہوتا  
الْمُسْلِمُونَ ہے اور یہ ایسے امور ہیں کہ ان پر تمام  
مسلمانوں کا اجماع ہے۔

(مسلم مع نووی ۲/۴۱۱)

ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں

وَالَّذِي يُبْطِلُهُ أَجْمَاعُ الْأُمَّةِ عَلَى یعنی اور نص و اجماع سے ثابت ہے کہ اگر  
إِنْتِفَاعِهِ بِأَدَاءِ دَيْنِهِ وَمَا عَلَيْهِ مِنْ مردے کا قرض ادا کر دیا جائے یا اس کی  
الْحَقُوقِ وَ اِبْرَاءِ الْمُسْتَحَقِّ لِذِمَّتِهِ طرف سے حقوق واجبہ ادا کر دیے جائیں  
وَالصَّدَقَةِ وَالْحَجِّ عَنْهُ بِالنَّصِ الَّذِي اور صدقہ کر دیا جائے اور حج کر لیا جائے تو  
لَا سَبِيلَ إِلَى رَدِّهِ وَ دَفْعِهِ وَ كَذَلِكَ ان نملوں سے اسے فائدہ پہنچے گا اس نص و  
الصَّوْمِ . ( کتاب الروح ۳۲۱ ) اجماع کو ہٹانے کی کوئی صورت ہی نہیں اور  
اسی طرح روزہ۔

ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن الدمشقی الشافعی لکھتے ہیں کہ

وَ أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ الْأَسْتِغْفَارَ یعنی اور اس پر اجماع ہے کہ استغفار اور دعا  
وَالدُّعَاءَ وَالصَّدَقَةَ وَالْحَجَّ وَالْعِتْقَ اور صدقہ اور حج اور غلام آزاد کرنا میت کو

تَنْفَعُ الْمَيِّتُ وَيَصِلُ إِلَيْهِ ثَوَابُهُ، نفع دیتا ہے اور اس کو اس کا ثواب ملتا ہے  
وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عِنْدَ الْقَبْرِ مُسْتَحَبَّةٌ اور قبر پر تلاوت قرآن کرنا مستحب ہے۔

(رحمة الامة في اختلاف الائمة ۷۴)

حدیث نمبر (۱۹)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ حَضْرَتِ ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَعَى  
النَّبِيِّ ﷺ إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا رَوَيْتَ هِيَ كَبَشِكِ اِيكِ اَدْمِي بَارِگَاهِ  
وَلَمْ يُوصِ فَهَلْ يُكْفَرُ عَنْهُ، اِنْ نَبُوْتِ مِيں حَاضِرُ هُوَا اَوْرِعْرُضِ كِي كَبَشِكِ  
اَتَصَدَّقُ عَنْهُ، قَالَ نَعَمْ. مِيْرَا بَاپِ فُوْتِ هُوَ كِيَا اَوْرِ مَالِ چھوڑ كِيَا اَوْرِ

(اخرجه المسلم في الصحيح باب وصول اس نے كوئی وصیت نہیں کی پس کیا اس کی  
ثواب الصدقات الى الميت ۴۱/۲ و طرف سے اگر صدقہ کر دیا جائے تو اس کا  
بيهقي في السنن الكبرى ۲۷۸) کفارہ بن جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا ہاں۔

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس سے میت کو  
نفع حاصل ہوتا ہے اور صحابہ کرام اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کیا کرتے تھے۔

ماں کی طرف سے پانی کا صدقہ

حدیث نمبر (۲۰)

عَنْ سَعْدِ بْنِ عِبَادَةَ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ حَضْرَتِ سَعْدِ بِنِ عِبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ  
إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَا  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اِمِ سَعْدِ (سَعْدِ كِي مَالِ) كَا

بِنْرًا وَقَالَ هَذِهِ لِأَمِّ سَعْدٍ .  
 انتقال ہو گیا پس ان کے لیے کون سا صدقہ  
 افضل ہے آپ ﷺ نے فرمایا پانی۔ پس  
 سعد نے کنواں کھدوایا اور کہا یہ کنواں سعد کی  
 ماں کے لیے ہے

(اخرجه ابو داود في السنن كتاب الزكوة ٢٣٦/١ و احمد في مسنده ٢٨٥/٥ . ٤/٦  
 برقم ٢٢٨٣٦ و ٢٢٣٣٦ و بيهقي في السنن الكبرى ١٨٥/٣ والنسائي في السنن  
 الكبرى ١١٢/٣ برقم ٦٢٩٣ والطبراني في الكبير ٢١/٦ برقم ٥٢٨٣ و ابن عساكر  
 في تاريخ دمشق ٢٢٨/١ و سعيد بن منصور في السنن ١٢٢/١ برقم ٣١٩ و ابن سعد  
 في الطبقات الكبرى ٦١٥/٣ و ابن ابي شيبة في المصنف ٢٣٢/٨ و نسائي في  
 المجتبى كتاب الوصايا ١٣٣/٢ .

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی چیز سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کرنا بھی درست ہے کیونکہ  
 حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا! ہذہ  
 لام سعد۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی چیز پر میت کا نام آجانے سے وہ چیز حرام نہیں ہو  
 جاتی کیونکہ ایک برگزیدہ صحابی نے اس کنویں کو اپنی ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو  
 آج تک ام سعد ہی کے نام سے مشہور ہے اور نبی اکرم ﷺ نے بھی اس پر حرام کا فتویٰ  
 نہیں لگایا تھا۔ اگر غیر کا نام آجانے سے کوئی چیز حرام ہو جاتی تو نبی اکرم ﷺ بھی اس کو  
 حرام قرار دے دیتے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ کی افضلیت وقت کی مناسبت سے  
 ہوتی ہے وہاں پانی کا صدقہ افضل تھا اس لیے کہ وہاں گرمی سخت تھی اور پانی کی قلت تھی  
 لوگوں کو پانی کی زیادہ ضرورت تھی۔

## ماں کی طرف سے باغ صدقہ کرنا۔

حدیث نمبر (۲۱)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عَبَّادَةَ حَضَرَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مِنْ تُوَفِّيَتْ أُمُّهُ، وَهُوَ غَائِبٌ، فَاتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كِي وَالِدَهُ فَوْتِ هُوَ كُنْتِمْ اُورِوهُ ﷺ اِنْ اُمِّي مَاتَتْ وَ اَنَا غَائِبٌ " موجود نہ تھے پس جب وہ رسول اللہ ﷺ فہل ینفعُہا اِنْ تَصَدَّقْتَ عَنْہَا قَالَ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کی یا نَعَمْ وَ قَالَ اِنِّي اَشْهَدُكَ اِنْ حَائِطِي رسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہوگئی اور اَلْمَخْرَافِ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا۔ میں موجود نہ تھا اگر میں ان کی طرف سے

صدقہ کروں تو کیا ان کو نفع پہنچے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں پس انہوں نے عرض کیا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مخرف نامی باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

( اخرجہ البخاری فی الصحیح کتاب الوصایا ۱/ ۳۸۶ و ابو داود فی السنن کتاب الوصایا ۲/ ۴۲ و ترمذی فی الجامع ابواب الزکوٰۃ ۱/ ۸۵ و نسائی فی المجتبى کتاب الوصایا ۲/ ۱۲۲ و احمد فی مسنده ۱/ ۳۳۳ برقم ۳۰۸۰ و البیہقی فی السنن الكبرى ۲/ ۲۷۸ و فی شعب الايمان ۶/ ۲۰۴ برقم ۷۹۱۰ و عبدالرزاق فی المصنف ۹/ ۵۹ )

برقم ۱۶۳۳۷ و ابو یعلیٰ فی مسندہ ۲۹۳/۴ والطبرانی فی الکبیر ۱۱/۱۹۷ برقم  
۱۱۶۳۱ و فی الاوسط ۸/۱۷۹ برقم ۸۲۰۹ و ابن سعد فی الطبقات الکبریٰ

(۶۱۵/۳)

جب حضرت سعد بن عبادہ کی والدہ فوت ہوئیں تو وہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دومتہ الجندل میں تھے اس میں صراحتاً آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ان کو اس صدقہ کا ثواب پہنچے گا جس سے معلوم ہوا کہ صدقہ کرنا میت کی طرف سے جائز و مستحسن ہے اور صحابہ کرام حسب توفیق اپنے مرنے والوں کی طرف سے صدقہ کیا کرتے تھے۔

صدقہ نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کو پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر (۲۲)

عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ حَضْرَتِ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مِنْ رَوَايَتِ  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا هِيَ مِنْ رَوَايَتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَوْفَرَمَاتِي  
مِنْ أَهْلِ بَيْتِ يَمُوتُ مِنْهُمْ وَ يَتَصَدَّقُ هُوَ سَنَا كَمَا جَسَّ فِي مِثْلٍ مِنْ كَوْنِي فَوْتِ هُوَ  
قُونَ عَنْهُ أَهْلِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ إِلَّا أَهْدَا هَالَهُ جَاءَ أَوْ وَهْ اس كِي طَرْفِ سِ اس كِ  
جَبْرِيلَ عَلِي طَبَقِ مِنْ نُورِ ثَمَّ يَقِفُ مَرْنِ كِ بَعْدِ كِجْهُ صَدَقِ كَرِي سِ تَوَجْرِيلَ  
عَلِي شَفِيرِ الْقَبْرِ فَيَقُولُ يَا صَاحِبَ امِينِ اس كُونُورِ كِ طَبَقِ مِيسِ رَكْهِ اس كِي قَبْرِ  
الْقَبْرِ الْعَمِيقِ هَذِهِ هَدِيَّةٌ أَهْدَا هَا كِ كِنَارِ كِ كَهْرَ كِ هُوَ كَرَفَرَمَاتِي هِي سِ اس كِ  
إِلَيْكَ أَهْلِكَ فَأَقْبَلَهَا فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ كَبْرِي قَبْرِ وَا لِي يِهْ هَدِي تِيرِ كِهْرِ وَا لُو سِ  
فَيَفْرَحُ بِهَا فَيَبْتَشِرُ وَيَحْزَنُ جِيرَانَهُ نِي بِيْجَا هِي اس كِ قَبُولِ كَرِيسِ اس كِي قَبْرِ مِيسِ  
الَّذِينَ لَا يُهْدَى إِلَيْهِمْ شَيْءٌ وَهْ هَدِي دَاخِلِ كَر دِيَا جَاتَا هِي تَوُو هْ اس كِ سِ خَوْشِ

ہوتا ہے اور بشارت حاصل کرتا ہے اور اس کے وہ ہمسائے غمگین ہوتے ہیں جن کو کوئی ہدیہ نہیں بھیجا جاتا۔

(اخرجه الطبرانی فی الاوسط ۳۹۶/۶ برقم ۶۵۰۴ والسیوطی فی شرح الصدور و

صاحب تفسیر مظہری فی تفسیرہ زیر آیت وان لیس للانسان الا ماسعی )

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب انسان مرتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے گھر والے اس کے ایصالِ ثواب کے لیے کچھ صدقہ و خیرات کرتے ہیں تو ملائکہ کے سردار حضرت جبریل امین اس کو بہترین طریقہ سے ایک نورانی تھال میں رکھ کر اس کی قبر پر آ کر آواز دیتے ہیں جسکو وہ سنتا ہے اور وہ ہدیہ اس کی قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو وہ اس سے بہت خوش ہوتا ہے کہ میرے اہل خانہ جن کو میں دنیا میں چھوڑ کر اس عالم (یعنی عالم برزخ) میں آیا ہوں وہ اب بھی مجھے تحفے بھیجتے ہیں تاکہ مجھے نفع حاصل ہو۔ لیکن اس کے ساتھ والے جن کو کوئی ایصالِ ثواب کرنے والا نہیں ہوتا وہ قبر میں بھی غمگین ہوتے ہیں اور ان کی بھی یہی آرزو ہوتی ہے کہ کاش کوئی ہمارے پیچھے بھی ہمارے لیے صدقہ کرے تاکہ ہمیں بھی نفع حاصل ہو۔

والدین کی طرف سے قربانی یا صدقہ کرنے والے کو بھی پورا

ثواب ملے گا۔

حدیث نمبر (۲۳)



عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ مَنْ ضَحَّى عَنْ حَضْرَتِ بَرِيدِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سِوَى وَالِدَيْهِ أَوْ عَنْ أَبِيهِ مَيِّتِينَ فَلَهُ أَجْرُهُ رَوَايَتٌ هِيَ كَمَا جَسَّ نَظْمُهَا شَدِيدٌ كَامِلًا وَ أَجْرُ الْمَيِّتِ وَ يُقَالُ لِرُوحِهِ وَالِدِينَ يَأْمَانُ بَابُ كِي طَرَفٍ سِوَى قَرْبَانِي كِي أَنَّ فُلَانًا ضَحَّى عَنْكَ أَوْ تَصَدَّقَ اس كُو اس كَا پُورَا اَجْرَ مَلِّ كَا اُور مَيِّتِ كُو بَهِ كِي اُور عَنكَ . ( اَخْرَجَهُ مَوْفِقُ الدِّينِ فِي مَرشِدِ اس كِي رُوحِ كُو كَہَا جَائِ كَا كَہ بَ شَكِّ فُلَانٍ نَ تِيرِي طَرَفٍ سِوَى قَرْبَانِي يَاصَدَقَ كِيَا الزُّوَارِ اِلَى قُبُورِ الْاَبْرَارِ ۱۱۷/۱ )

جو صدقہ کرنا چاہے اسے چاہیے کہ والدین کی طرف سے کرے۔

حدیث نمبر (۲۴)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ حَضْرَتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا عَلَى تَعَالَى عَنْهُ سِوَى رَوَايَتٌ هِيَ كَمَا جَسَّ نَظْمُهَا شَدِيدٌ كَامِلًا وَ أَجْرُ الْمَيِّتِ وَ يُقَالُ لِرُوحِهِ وَالِدِينَ يَأْمَانُ بَابُ كِي طَرَفٍ سِوَى قَرْبَانِي كِي أَنَّ فُلَانًا ضَحَّى عَنْكَ أَوْ تَصَدَّقَ اس كُو اس كَا پُورَا اَجْرَ مَلِّ كَا اُور مَيِّتِ كُو بَهِ كِي اُور عَنكَ . ( اَخْرَجَهُ مَوْفِقُ الدِّينِ فِي مَرشِدِ اس كِي رُوحِ كُو كَہَا جَائِ كَا كَہ بَ شَكِّ فُلَانٍ نَ تِيرِي طَرَفٍ سِوَى قَرْبَانِي يَاصَدَقَ كِيَا الزُّوَارِ اِلَى قُبُورِ الْاَبْرَارِ ۱۱۷/۱ )

ہوں تو اس صدقہ کا ثواب اس کے ماں

باپ کو بھی ملے گا اور ان دونوں جتنا ثواب

اس کو بھی ملے گا اور ان دونوں کے ثواب

میں کمی بھی نہیں کی جائے گی۔

( اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ ۱۳۱/۷ بَرَقْمُ ۶۹۵۰ وَ ۱۳/۸ بَرَقْمُ ۷۷۲۶ وَ الْمَتَقِيُّ )

الہندی فی کنز العمال ۲۲۸/۶ برقم ۱۷۳۹۳ والدیلمی فی فردوس الاخبار ۳۹۶/۳  
والسیوطی فی الجامع الصغیر ۱۳۵/۲

اس حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ نے صدقہ کے متعلق حکم فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان صدقہ کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ اگر اس کے والدین مسلمان ہوں تو ان کی طرف سے کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو اس صدقہ کا ثواب اس کے ماں باپ کو اس طرح عطا کیا جائے گا کہ دونوں کو پورا پورا اور اس صدقہ کرنے والے کو ان دونوں کی مثل یعنی دوگنا عطا کیا جائے گا اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی لیکن مردہ کا مسلمان ہونا ضروری ہے کیونکہ ایصال ثواب صرف مسلمان کو پہنچتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

ایصال ثواب صرف اہل ایمان کے لیے ہے۔

حدیث نمبر (۲۵)

انَّ الْعَاصِ بْنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِي بَيْتِ عَاصِ بْنِ وَائِلٍ فِي زَمَانِهِ جَاهِلِيَّةِ أَنْ يَنْحَرَ مِنْهُ بَدَنَةً وَأَنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ نَحَرَ حَصِيَّةً خَمْسِينَ بَدَنَةً وَأَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ أَمَا أَبُوكَ فَلَوْ كَانَ أَقْرَبًا التَّوْحِيدِ فَصُمْتُ وَتَصَدَّقْتُ عَنْهُ نَفَعَهُ ذَلِكَ .

بے شک عاص بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں سوا اونٹوں کی قربانی کی منت مانی تھی اور ہشام بن العاص نحر حصیۃ خمسین بدنۃ و ان عمر سأل النبی ﷺ عن ذلك فقال اما ابوك فلو كان اقربا التوحيد فصمت و تصدقت عنه نفعه ذلك .

بے شک اس کے بیٹے ہشام نے اس کی طرف سے ۵۰ اونٹوں کی قربانی کر دی تھی عمر نے اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارا باپ توحید کا اقرار کر لیتا پھر تم اس کی طرف سے روزے رکھتے اور صدقہ کرتے تو اسے ان سے نفع حاصل ہوتا۔

(اخرجه احمد في مسنده ۱۸۲/۲ - ۶۷۰ والمتقى الهندي في كنز العمال

۲/۳۵۰ برقم ۱۶۴۹۰)

حدیث نمبر (۲۶)

عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
 جَدِّهِ أَنَّ الْعَاصِ بْنَ وَائِلٍ أَوْصَى أَنْ  
 يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةٌ رَقَبَةٍ فَأَعْتَقَ ابْنُهُ  
 هِشَامٌ "خَمْسِينَ رَقَبَةً فَإِذَا أَرَادَ ابْنُهُ  
 عَمْرٍو أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ الْخَمْسِينَ الْبَاقِيَةَ  
 فَقَالَ حَتَّى أَسْئَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
 فَاتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 إِنَّ أَبِي أَوْصَى أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةٌ رَقَبَةٍ  
 وَإِنْ هِشَامًا أَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِينَ وَ  
 بَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُونَ رَقَبَةً أَفَأَعْتَقُ  
 عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّهُ لَوْ كَانَ  
 مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ أَوْ تَصَدَّقْتُمْ  
 عَنْهُ أَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَّغَهُ ذَالِكُ .  
 حضرت عمرو بن شعيب اپنے والد وہ اپنے  
 دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص  
 بن وائل نے وصیت کی کہ میری طرف  
 سے سو غلام آزاد کر دیے جائیں چنانچہ اس  
 کے بیٹے ہشام نے اس کی طرف سے  
 پچاس غلام آزاد کر دیے پھر اس کے بیٹے  
 عمرو نے اس کی طرف سے پچاس غلام  
 آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو کہا کہ میں رسول  
 اللہ ﷺ سے پوچھ لوں تو وہ بارگاہ نبوت  
 میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ  
 ﷺ میرے باپ نے وصیت کی تھی کہ  
 اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں  
 اور ہشام نے اس کی طرف سے پچاس  
 غلام آزاد کر دیے اور میرے ذمے پچاس  
 باقی ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے بقیہ  
 پچاس غلام آزاد کروں تو رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو پھر تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ دیتے یا حج کرتے تو اس کو ان اعمال کا ثواب پہنچتا۔

(اخرجه ابو داود فی السنن ۲۳/۲ والبیہقی فی السنن الکبریٰ ۶/۲۷۹ و ابن قدامہ فی المغنی ۳ ۵۲۱ و عبدالرزاق فی المصنف ۹/۶۱۱-۶۲)

اس حدیث اور گذشتہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی طرف سے اگر صدقہ و خیرات اور غلام آزاد کیے جائیں تو اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو فائدہ پہنچتا ہے اور ثواب ملتا ہے۔ اور اہل اسلام کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ایصالِ ثواب کا نفع اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو حالتِ ایمان میں فوت ہوا ہو اور جو کفر پر مرا ہو اس کو قطعاً کوئی نفع نہیں پہنچتا۔

جس کے لیے صدقہ کیا جائے اس کی قبر میں آگ بجھادی

جاتی ہے۔ اگر بدقسمتی سے وہ گناہگار ہو۔

حدیث (۲۷)

عن عقبہ بن عامر قال قال رسول بے شک صدقہ قبر والوں سے قبور کی آتش اللہ ﷻ ان الصدقة لتطفى عن گرمی) بجھادیتا ہے۔

أهلها حرَّ القبور. (اخرجه الطبرانی فی الکبیر

۱۸/۲۳۸ رقم ۷۸۷-۷۸۸ و ابن عدی فی الکامل

۲/۶۲۹ و شرح الصدور ۳۹۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ جو متوفی کے لواحقین اس کی طرف سے دیں گے اس صدقہ کے سبب سے متوفی کو قبر میں پڑے فائدہ ہوتا ہے اور غیر کا فعل بھی عذاب سے چھٹکارے کا سبب بن جاتا ہے

مردے کو روزوں کا ثواب بھی ملتا ہے۔

حدیث نمبر (۲۸)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ  
مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ  
وَلِيَّهُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا کہ جو فوت ہو جائے اور اس پر  
روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی  
روزے رکھے۔

(اخرجه البخاری فی الصحيح كتاب الصوم ۱/۲۶۲ و مسلم فی الصحيح كتاب  
الصوم ۱/۳۶۲ و ابو داود فی السنن كتاب الصيام ۱/۳۲۶ و البيهقي فی السنن  
الكبرى ۶/۲۷۹ و ابن حبان فی الصحيح ۶/۲۳۲ برقم ۳۵۶۱ و ابن عبد البر فی  
التمهيد ۲۰/۲۷)

حدیث نمبر (۲۹)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى  
النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
إِنَّ أُمَّي مَاتَتْ وَ عَلَيْهَا صَوْمٌ شَهْرٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی  
خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول

أَفَاقْضِيَةَ عَنْهَا. قَالَ نَعَمْ فَدَيْنُ اللَّهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى.

اللہ ﷺ میری والدہ کا انتقال ہو گیا اور اس کے ذمے ایک ماہ کے روزے ہیں کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ سکتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ کا فرض بطریق اولیٰ ادا کرنا چاہیے۔

(اخرجه المسلم في الصحيح ۱/۳۶۲ و بخاری فی الصحيح کتاب الصوم ۱/۲۶۲)

ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

وَأَمَّا الْقِرَاءَةُ وَالصَّدَقَةُ وَغَيْرُهُمَا مِنْ أَعْمَالِ الْبِرِّ فَلَا نَزَاعَ بَيْنَ عُلَمَاءِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فِي وُجُودِ ثَوَابِ الْعِبَادَاتِ الْمَالِيَةِ كَالصَّدَقَةِ وَالْعَتَقِ كَمَا يَصِلُ إِلَيْهِ أَيْضًا الدُّعَاءُ وَالِاسْتِغْفَارُ وَالصَّلَاةُ عَلَيْهِ صَلَاةُ الْجَنَازَةِ وَالِدُّعَاءُ عِنْدَ قَبْرِهِ وَتَنَازُعُوا فِي وُجُودِ الْأَعْمَالِ الْبَدَنِيَّةِ كَالصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ وَالْقِرَاءَاتِ وَالصَّوَابُ أَنَّ الْجَمِيعَ يَصِلُ إِلَيْهِ فَقَدْ ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَ لِئِهِ وَ ثَبَتَ أَيْضًا أَنَّهُ أَمْرٌ أَمْرَاءُ مَاتَتْ

قرآن خوانی اور صدقہ وغیرہما اعمال صالحہ میں سے (اہل قبور کو) مالی عبادات کا ثواب پہنچنے میں علماء اہل سنت والجماعت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے جیسے صدقہ اور عتق (غلام آزاد کرنا) جس طرح کہ دعا و استغفار (کا ثواب) بھی فوت شدہ کو پہنچتا ہے اور اس نماز یعنی نماز جنازہ کا (ثواب بھی) اور قبر کے نزدیک دعا کرنے کا ثواب بھی (میت کو پہنچتا ہے) اور اختلاف کیا ہے علماء نے اعمال بدنیہ کے پہنچنے میں جیسے روزہ، نماز اور قرآن خوانی۔ اور حق یہ ہے کہ سب اعمال (کا ثواب مالی ہو یا بدنی) میت کو پہنچتا ہے بخاری و مسلم میں حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے

اُمُّهَا وَ عَلَيْهَا صَوْمٌ " اَنْ تَصُومَ عَنْ  
 اُمُّهَا وَ فِي الْمُسْنَدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ  
 الْعَاصِ لَوْ اَنَّ اَبَاكَ اسْلَمَ فَتَصَدَّقْتَ  
 عَنْهُ اَوْ صُمْتَ اَوْ اَعْتَقْتَ عَنْهُ نَفَعَهُ  
 ذَالِكَ وَ هَذَا مَذْهَبُ اَحْمَدُ وَ اَبِي  
 حَنِيفَةَ وَ طَائِفَةٌ مِنْ اصْحَابِ مَالِكٍ  
 وَ الشَّافِعِيِّ وَ اَمَّا اِحْتِجَاجُ بَعْضِهِمْ  
 بِقَوْلِهِ تَعَالَى وَ اَنْ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا  
 سَعَى " فَيُقَالُ لَهُ ' قَدْ ثَبَتَ بِالسُّنَّةِ  
 الْمُتَوَاتِرَةِ وَ اِجْمَاعِ الْاُمَّةِ اَنَّهُ يُصَلِّي  
 عَلَيْهِ وَ يُدْعَى لَهُ ' وَ يَسْتَغْفَرُ لَهُ ' وَ هَذَا  
 مِنْ سَعْيِ غَيْرِهِ وَ كَذَالِكَ قَدْ ثَبَتَ  
 مَا سَلَفَ مِنْ اَنَّهُ ' يَنْتَفِعُ بِالصَّدَقَةِ عَنْهُ ' وَ  
 الْعِتْقِ وَ هُوَ مِنْ سَعْيِ غَيْرِهِ وَ مَا  
 كَانَ مِنْ جَوَابِهِمْ فِي مَوَارِدِ  
 الْاِجْمَاعِ فَهُوَ جَوَابُ الْبَاقِيْنَ فِي  
 مَوَاقِعِ النَّزَاعِ وَ لِلنَّاسِ فِي ذَالِكَ  
 اَجْوَبَةٌ مُتَعَدَّدَةٌ " لَكِنَّ الْجَوَابَ

فرمایا۔ جو شخص فوت ہو اور اس کے ذمے  
 روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی  
 روزے رکھے اور یہ بھی آپ ﷺ سے  
 ثابت ہے کہ ایک عورت جس کی ماں فوت  
 ہو گئی تھی اور اس پر روزہ تھا، آپ ﷺ نے  
 اسے حکم دیا کہ وہ اپنی ماں کی طرف سے  
 روزہ رکھے اور مسند میں آپ ﷺ سے  
 روایت ہے کہ آپ نے حضرت عمرو بن  
 عاص کو فرمایا کہ اگر تیرا باپ مسلمان ہوتا اور  
 تو اس کی طرف سے صدقہ کرتا یا روزہ رکھتا  
 یا اس کی طرف سے غلام آزاد کرتا تو اسے  
 ان اعمال سے نفع ہوتا اور یہ مذہب امام احمد  
 اور امام ابو حنیفہ کا اور امام مالک اور امام  
 شافعی کے اصحاب کے ایک گروہ کا ہے  
 (اور آیت قرآنی و ان لیس للانسان الا ما  
 سعی سے جو بعض نے دلیل پکڑی ہے عدم و  
 صول ثواب پر تو جوابا ان سے کہا جائے گا  
 کہ تحقیق یہ بات سنت متواترہ اور اجماع  
 امت سے ثابت ہے کہ میت پر نماز جنازہ

المُحَقَّقُ فِي ذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمْ يَقُلْ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَا يَنْتَفِعُ إِلَّا بِسَعْيِ نَفْسِهِ وَ إِنَّمَا قَالَ (لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى) فَهُوَ لَا يَمْلِكُ إِلَّا سَعْيَهُ وَلَا يَسْتَحِقُّ غَيْرَ ذَلِكَ وَ أَمَّا سَعْيُ غَيْرِهِ فَهُوَ لَهُ كَمَا أَنَّ الْإِنْسَانَ لَا يَمْلِكُ إِلَّا مَالَ نَفْسِهِ وَ نَفَعَ نَفْسِهِ فَمَالُ غَيْرِهِ وَ نَفَعَ غَيْرِهِ هُوَ كَذَا لِكِنَّ الْغَيْرِ لِكِنِّ إِذَا تَبَرَّعَ لَهُ الْغَيْرُ بِذَلِكَ جاز وَ هَكَذَا هَذَا إِذَا تَبَرَّعَ لَهُ الْغَيْرُ بِسَعْيِهِ نَفَعَهُ اللَّهُ بِذَلِكَ كَمَا يَنْفَعُهُ بِدُعَائِهِ

پڑھی جاتی ہے اس کیلئے دعا کی جاتی ہے اور اس کیلئے مغفرت طلب کی جاتی ہے اور یہ سب کچھ اس کے غیر کی سعی ہے اور گذشتہ حوالہ جات سے بھی یہ ثابت ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ اور غلام آزاد کرنے کا ثواب اسے پہنچتا ہے۔ اور یہ اس کے غیر کی سعی ہے اب جو جواب نزاع کرنیوالے علماء کا ہو گا ان اجماعی و اتفاقی موارد میں وہی جواب دے باقی (یعنی قرآن خوانی، نماز و

روزہ والے) نزاعی مواقع پر۔ اور لوگوں کے یہاں متعدد جواب ہیں۔ لیکن تحقیقی جواب ہے اس پر نماز جنازہ پڑھنے والوں کی نماز سے اور ان کی دعا سے جو قبر کے پاس اس کے لئے کریں۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲۴، ص:

۳۲۲-۳۱۷)

ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں کہ

اور تحقیق نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ مردے کو روزے کا بھی ثواب ملتا ہے حالانکہ روزہ محض ترک ہے (کھانا پینا اور جماع وغیرہ) اور نیت ہے جس کا تعلق دل سے ہے جس

وَ قَدْ نَبَّهَ النَّبِيُّ ﷺ بِوُضُوعِ ثَوَابِ الصَّوْمِ الَّذِي هُوَ مُجَرَّدٌ، تَرَكَ وَ نِيَّةُ تَقْوَمُ بِالْقَلْبِ لَا يَطَّلِعُ عَلَيْهِ إِلَّا اللَّهُ وَ لَيْسَ بِعَمَلِ الْجَوَارِحِ وَ عَلِيٌّ



ذَالِكَ وَصُؤْلُ ثَوَابِ الْقِرَاءَةِ الَّتِي هِيَ عَمَلٌ " بِاللِّسَانِ تَسْمَعُهُ، الْأُذُنُ وَتَرَاهُ الْعَيْنُ بِطَرِيقِ الْأُولَى . وَيُوضِّحُهُ، أَنَّ الصَّوْمَ نِيَّةٌ " مُحَضَّةٌ " وَكَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْمُفْطَرَاتِ وَقَدْ أَوْصَلَ اللَّهُ ثَوَابَهُ إِلَى الْمَيِّتِ فَكَيْفَ بِالْقِرَاءَةِ الَّتِي هِيَ عَمَلٌ " وَ نِيَّةٌ " بَلْ لَا تَفْتَقِرُ إِلَى النِّيَّةِ فَوْضُؤْلُ ثَوَابِ الصَّوْمِ إِلَى الْمَيِّتِ فِيهِ تَنْبِيهُ، عَلَى وَصُؤْلِ سَائِرِ الْأَعْمَالِ . وَالْعِبَادَاتُ قِسْمَانِ . مَالِيَّةٌ " وَ بَدَنِيَّةٌ " . وَقَدْ نَبَّهَ الشَّارِعُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِوُصُؤْلِ ثَوَابِ الصَّدَقَةِ عَلَى وَصُؤْلِ ثَوَابِ سَائِرِ الْعِبَادَاتِ الْمَالِيَّةِ وَ نَبَّهَ بِوُصُؤْلِ ثَوَابِ الصَّوْمِ وَصُؤْلِ ثَوَابِ سَائِرِ الْعِبَادَاتِ الْبَدَنِيَّةِ . وَ أَخْبَرَ بِوُصُؤْلِ ثَوَابِ الْحَجِّ الْمُرَكَّبِ مِنَ الْمَالِيَّةِ وَالْبَدَنِيَّةِ فَالْأَنْوَاعُ الثَّلَاثَةُ ثَابِتَةٌ " بِالنَّصِّ

کی اطلاع اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں اور اعضاء کا عمل نہیں ہے اس سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ قرأت کا بھی ثواب بطریق اولیٰ میت کو پہنچتا ہے جو کہ زبان کا عمل ہے جسے کان سنتے اور آنکھیں دیکھتی ہیں یعنی روزہ محض نیت ہے اور کھانے پینے اور صحبت سے بچنا ہے جب اللہ تعالیٰ نے مردے کو روزے کا ثواب پہنچا دیا تو قرأت کا جو عمل اور نیت دونوں سے بلکہ اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں ہوتی بدرجہ اولیٰ پہنچا دے گا گویا کہ روزے کے ثواب پہنچنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمام اعمال کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور عبادت کی دو قسمیں ہیں۔ مالی۔ بدنی۔ اور بیشک شارع علیہ السلام نے صدقہ کا ثواب بتا کر اشارہ کیا کہ تمام مالی عبادتوں کا ثواب پہنچتا ہے اور روزے کے ثواب سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ تمام بدنی عبادتوں کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے اور حج کا

وَالْإِعْتِبَارِ .

ثواب بتا کر اشارہ کیا کہ تمام بدنی و مالی عبادتوں کا ثواب بھی پہنچتا ہے پس تینوں اقسام بدنی۔ مالی اور ملی جلی کا ثواب نص اور قیاس سے ثابت ہو گیا۔

( کتاب الروح ۳۰۷، ۳۰۸ )

روزوں کا کفارہ میت کی طرف سے  
حدیث نمبر (۳۰)

عن بن عمر عن النبی ﷺ قال من مات و علیہ صیام شهر فلیطعم عنہ مکان کل یوم مسکیناً .

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ رمضان شریف کے روزے ہوں تو ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔

( اخرجہ الترمذی فی الجامع ابواب الصوم )

۱۵۲۱ ابن ماجہ فی السنن ۱۲۷

حدیث نمبر (۳۱)

عن ابن عباس قال اذا مرض الرجل فی رمضان ثم مات ولم یصم اطعم عنہ ولم یکن علیہ قضاء؛ و ان نذر قضی عنہ ولیہ .

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی رمضان میں بیمار ہو جائے پھر تندرست نہ ہو بلکہ مر جائے تو اس کی جانب سے کھانا کھلایا جائے اور اس پر قضا نہیں ہے اور اس نے نذر مانی ہو تو اس کا ولی اس کی نذر کو پورا کرے۔

( اخرجہ ابو داؤد فی السنن کتاب الصیام )

( ۳۲۶/۱ )

## میت کی نذر پوری کرنا حدیث نمبر (۳۶)

عن ابن عباس ان امرأة جاءت الى النبي ﷺ فقالت ان امي ماتت و عليها صوم من نذر فقال لها النبي ﷺ اكنت قاضية عن امك ديننا لو كان عليها. قالت نعم قال فصومي عن امك.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا اور اس پر نذر کے روزے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو وہ ادا کرتی اس عورت نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی ماں کی طرف سے روزے رکھ۔

(اخرجه ابن حبان في الصحيح / ۲۸۹  
برقم ۲۳۸۰)

## حدیث نمبر (۳۳)

عن ابن عباس قال ركبت امرأة البحر فنذرت ان تصوم شهرا فماتت قبل ان تصوم فاتت اخطها النبي ﷺ فذكرت ذلك له فامرها ان تصوم عنها.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت دریا میں کشتی پر سوار ہوئی تو اس نے نذر مانی کہ ایک ماہ کے روزے رکھوں گی تو وہ روزے رکھنے سے پہلے فوت ہو گئی تو اس کی بہن نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اس کے متعلق تو آپ ﷺ نے اس کی

( اخرجہ النسائی فی المجتبی طرف سے اسے روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔  
 کتاب الايمان والنذر ۱۴۶/۲ و  
 احمد فی مسندہ ۲۱۶/۲ )

## میت کی طرف سے روزہ اور حج

حدیث نمبر (۳۴)

عن بریدة قال بینا انا جالس عند رسول الله ﷺ فأتته امرأة فقالت اني تصدقت على امي بجارية و انهما ماتت قال فقال و جب اجرک و ردھا علیک المیراث قالت یا رسول الله ﷺ انه كان علیها صوم شهر افاصوم عنها قال صومي عنها قالت انها لم تحج قط افاحج عنها قال حجي عنها.

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اور عرض کرنے لگی کہ میں نے اپنی ماں کو ایک لونڈی صدقہ میں دی اور وہ یعنی میری ماں مر گئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ثواب مل گیا اور میراث میں لونڈی پھر تیری طرف لوٹ آئی اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں پر ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے روزے رکھو۔ اس نے پھر عرض کیا میری ماں نے حج نہیں کیا تھا میں اس کی طرف سے حج کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے حج بھی کرلو۔

( اخرجہ المسلم فی الصحيح کتاب

الصوم ۱ ۳۶۲ و احمد فی مسندہ ۳۵۹

و ابو داود فی السنن کتاب الوصایا ۴۱/۲

و الترمذی کتاب الزکوة ۱۸۶/۱ و البیہقی

فی السنن الكبرى ۴ ۱۵۱ )

## میت کی طرف سے روزے رکھنے کے متعلق اقوال

نمبر (۱)

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ يُصَامُ عَنْهُ فِي النَّذْرِ. وَيُطْعَمُ عَنْهُ فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ وَهَذَا مَذْهَبُ الْأَمَامِ أَحْمَدُ  
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نذر کے روزے رکھے جائیں اور رمضان کے روزوں کا کفارہ دیا جائے اور یہی مذہب امام احمد کا ہے۔

نمبر (۲)

قَالَ أَبُو ثَوْرٍ. يُصَامُ عَنْهُ النَّذْرُ وَالْفَرَضُ. وَكَذَلِكَ قَالَ دَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ وَاصْحَابُهُ يُصَامُ عَنْهُ نَذْرًا كَانُ أَوْ فَرَضًا.  
حضرت ابو ثور نے کہا کہ دونوں قسم کے روزے رکھے جائیں گے اور اسی طرح داود بن علی اور ان کے اصحاب نے بھی کہا کہ میت کی طرف سے نذر اور فرض دونوں روزے رکھے جائیں۔

نمبر (۳)

قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ. يُجْعَلُ وَلِيُّهُ مَكَانَ الصَّوْمِ صَدَقَةٌ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ صَامَ عَنْهُ وَهَذَا قَوْلُ سَفِيَّانِ الثَّوْرِيِّ فِي أَحَدِي الرِّوَايَتَيْنِ عَنْهُ.  
حضرت اوزاعی نے کہا کہ اس کا وارث روزے کی جگہ صدقہ کرے گا پھر اگر وہ صدقہ نہ کر سکے تو اس کی طرف سے روزے رکھے گا اور یہی قول سفیان ثوری کا دو روایتوں میں سے ایک میں ہے۔

نمبر (۴)

قال ابو عبید القاسم بن سلام . حضرت ابو عبید قاسم بن سلام نے کہا کہ نذر  
يُصَامُ عَنْهُ النَّذْرُ . وَ يُطْعَمُ عَنْهُ فِي كے روزے رکھے جائیں اور فرض میں اس  
الْفَرَضِ . کی طرف سے کھانا کھلایا جائے۔

نمبر (۵)

قال الحسن . اِذَا كَانَ عَلَيْهِ صِيَامُ حضرت حسن بصری نے کہا کہ مرنے والے  
شَهْرٍ فَصَامُ عَنْهُ ثَلَاثُونَ رَجُلًا يَوْمًا پر اگر ایک مہینے کے روزے ہوں اور اس کی  
وَ اِحْدَ جَارٍ . طرف سے ایک ہی دن میں آدمی روزہ رکھ  
لیں تو جائز ہے۔ ( کتاب الروح )

مردوں کو حج کا ثواب بھی ملتا ہے اور والدین کی طرف سے حج کرنے  
والا قیامت کو نیکیوں کے ساتھ اٹھے گا۔

حدیث نمبر (۳۵)

عن ابن عباس . مَنْ حَجَّ عَنْ اَبَوَيْهِ اَوْ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
قَضَى عَنْهُمَا مَغْرَمًا بَعَثَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ روایت ہے کہ جو کوئی اپنے والدین کی  
مَعَ الْاَبْرَارِ . طرف سے حج کرے گا یا ان کی طرف سے  
قرض ادا کرے گا تو قیامت کو نیکیوں کے

( اخرجہ الديلمی فی فردوس الاخبار )

۷۲/۳ برقم ۵۷۱۰ والدارقطنی ۲۶۰۲ ساتھ اٹھے گا۔

والطبرانی فی الاوسط ۸/۳۳

میت کی طرف سے حج کرنے والا دوزخ سے بری لکھا جائے گا۔

### حدیث نمبر (۳۶)

عن ابن عباس من حج عن میت  
کتب للمیت حجة، وکتب للحاج  
برآة من النار .

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت ہے کہ جو کوئی میت کی طرف سے  
حج کرے گا تو میت کے لیے لکھا جائے گا

اور حج کرنے والے کے لیے دوزخ سے  
برات لکھی جائے گی۔

(اخرجه الديلمی فی فردوس الاخبار

(۷۲/۳

جو کوئی والدین کے لیے حج کرے گا تو قبول کیا جائے گا۔

### حدیث نمبر (۳۷)

عن زید بن ارقم قال قال النبی  
ﷺ اذا حج الرجل عن والديه  
تقبل منه و منهما واستبشرت  
ارواحهما و کتب عند الله برآ .

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد  
فرمایا کہ جب کوئی اپنے والدین کے لیے  
حج کرے گا تو اس کی طرف اور اس کے

والدین کی طرف سے قبول کیا جائے گا اور

اس کے والدین کی ارواح کو بشارت دی

جائے گی اور ان کو اللہ کے نزدیک نیک لکھا

جائے گا۔

(اخرجه الدارقطنی فی السنن کتاب الحج

(۲۶۰/۲

### حدیث نمبر (۳۸)

عن ابی هريرة. من حج عن میت  
فللذی حج مثل أجره .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

جو کوئی میت کی طرف سے حج کرے گا تو  
اس کو اس کی مثل ثواب ملے گا۔

(اخرجه الطبرانی فی الاوسط ۱۲۸/۶ برقم ۵۸۱۸ و ہیشمی فی مجمع الذوائد  
۲۸۲/۳ و بغدادی فی تاریخ بغداد ۱۱/۳۵۳)

حدیث نمبر (۳۹)

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
مَنْ حَجَّ عَنْ وَالِدَيْهِ عُدُو فَاتِهِمَا كَتَبَ رَوَيْتَ هِيَ كَمَا رَسُوهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَا يَأْتِيهِ  
اللَّهُ لَهُ عِتْقًا مِنَ النَّارِ وَكَانَ لِلْمُحْجُّوجِ جِوَادِي أَيْ بِنِ الْوَالِدَيْنِ كِي وَفَاتِ كِي بَعْدَ ان  
عَنْهُمَا أَجْرٌ "حَجَّةٌ تَامَةٌ مِنْ غَيْرِ أَنْ كِي طَرَفِ سِي حَجِّ كَرِي كَا اللّٰهُ تَعَالَى اس  
يَنْقُصُ مِنْ أَجُورِهِمَا شَيْءٌ" . اخرجہ كِي لِي آگ سِي آزادي لكھ دے گا اور  
البیهقی فی شعب الايمان ۲۰۵/۶ و ان دونوں كو كامل حج كا ثواب عطا کیا جائے  
الاصبهانی فی الترغیب والترہیب گا بغیر اس كے كہ ان دونوں كے اجر  
۲۷۹/۱ و المتقی الہندی فی كنز العمال میں كی كی جائے۔

۱۲۳/۵ . ۱۲۵

جس نے حج نہ کیا ہو اس کی طرف سے حج کرنا بعد وفات۔

حدیث نمبر (۴۰)

عن ابن عباس قال امرت امرأة" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
سنان بن سلمة الجهني أن يسأل رَوَيْتَ هِيَ كَمَا رَسُوهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَا يَأْتِيهِ  
رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أُمَّهَا مَاتَتْ وَلَمْ سَلَمِي سِي كَمَا كَرَسُوهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِي عَرَضِ



تَحَجَّ أَفِيْجُزِيْءُ عَنْ أُمِّهَا أَنْ تَحَجَّ  
عَنْهَا قَالَ نَعَمْ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّهَا  
دَيْنٌ " فَقَضَيْتُهُ عَنْهَا لَمْ يَكُنْ يُجْزِيءُ  
عَنْهَا فَلْتَحَجَّ عَنْ أُمِّهَا .  
(اخرجه النسائي في المجتبى كتاب الحج  
٣/٢)

کرنا کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس  
نے حج نہیں کیا تھا کیا میں اس کی طرف  
سے حج کروں تو اسکے لیے کافی ہوگا تو رسول  
ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگر اسکی والدہ پر  
قرض ہوتا تو وہ اسکو ادا کرتی تو کیا وہ ادا نہ  
ہوتا پس اس کو اپنی ماں کی طرف سے حج  
کرنا چاہیے۔

### حدیث نمبر (۴۱)

عن ابن عباس أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ  
عَنْ أَبِيهَا مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ قَالَ حُجِّي  
عَنْ أَبِيكَ .  
(اخرجه النسائي في المجتبى كتاب الحج  
٣/٢ و احمد في مسنده ٢١٢/١)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت ہے کہ بے شک ایک عورت نے  
نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ میرا باپ  
فوت ہو گیا ہے اور اس نے حج نہیں کیا تھا  
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے باپ کی  
طرف سے حج کرو۔

### حدیث نمبر (۴۲)

عن انس قال جاء رجل " الى النبي  
ﷺ قال ان ابي مات ولم يحج  
حجة الاسلام فقال ارأيت لو كان  
على ابيك دين " كنت تقضيه عنه  
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت  
میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا باپ فوت  
ہو گیا ہے اور اس نے حج جو کہ فریضہ اسلام

قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ دَيْنٌ عَلَيْهِ فَأَقْضِهِ. ہے نہیں کیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ بتاؤ  
(اخرجه الطبرانی فی الکبیر ۱/۲۵۷ اگر تیرے باپ پر قرضہ ہوتا تو کیا تو اسے  
برقم ۷۴۸ وصاحب تفسیر مظہری زیر ادا کرتا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ  
آیت وان لیس للانسان) ہاں ادا کرتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی  
اس پر قرض ہے اسکو بھی ادا کرو۔

میت کی طرف سے حج کی نذر پوری کرنا۔

حدیث نمبر (۴۳)

عن ابن عباس ان امرأة جاءت الى حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
النبي ﷺ فقالت ان امي نذرت ان روایت ہے کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی  
تَحُجُّ فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَحُجَّ أَفَأَحُجُّ خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میری  
عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا إرَائِتِ لَوْ والدہ نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج  
كَانَ أَمَكِ دَيْنٌ "أَكُنْتُ قَاضِيَتَهُ" کرنے سے پہلے انتقال کر گئی تو کیا میں اس  
قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ فَأَقْضُوا الَّذِي لَهُ کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپ ﷺ  
فَإِنَّ اللَّهَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ نے فرمایا کہ ہاں تم اسکی طرف سے حج کر

(اخرجه البخاری فی الصحيح ۱/۲۵۰ و سکتی ہو سو چو کہ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا  
تو کیا تم اسے ادا کرتی عرض کیا کہ ہاں  
فرمایا تو اسکے اس قرض کو ادا کرو کیونکہ اللہ  
زیادہ حق دار ہے کہ اس سے کیا ہوا وعدہ  
وفا کیا جائے۔

فوت شدہ بہن کی طرف سے حج کرنا۔

حدیث نمبر (۴۴)

عن ابن عباس قال. جَاءَ رَجُلٌ إِلَى حَضْرَتِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مِنْ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ رَوَيْتُ بِهٖ كَمَا أَنَّ بَارِكَةَ نَبوتِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَلَمْ تَحُجَّ فَاحْجُ عَنْهَا فَقَالَ أَرَأَيْتَ حَاضِرٌ هُوَ أَوْ عَرَضٌ كَرْنِي لَكَ كَمَا بِي شَكِّ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ فَقَضَيْتَهُ فَإِنَّ اللَّهَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ.

(اخرجه ابن حبان في الصحيح ۱۲۲/۷ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو اگر تمہاری بہن پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتے پس اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کا حق ادا کیا جائے۔)

افضل ترین صلہ رحمی میت کی طرف سے حج کرنا ہے۔

حدیث نمبر (۴۵)

وَقَالَ ﷺ مَا وَصَلَ ذُو رَحِمٍ رَحْمَةً بِأَفْضَلٍ مِنْ حَجَّةٍ يَدْخُلُهَا عَلَيْهِ بَعْدَ مَوْتِهِ فِي قَبْرِهِ.

(اخرجه السيوطي في الشرح الصدور ۴۰۰)

حدیث نمبر (۴۴) سے معلوم ہوا کہ اولاد کو ماں باپ کی زندگی میں خدمت کرنے سے بھی اجر ملتا ہے اور اگر وہ وفات پا جائیں اور ان پر روزے وغیرہ ہوں تو ان کی طرف

سے ان کی ادائیگی کرنی چاہیے اور اگر والدین نے حج نہ کیا ہو تو اولاد پہلے اپنی طرف سے  
ہکرے جیسا کہ آگے حدیث میں آئے گا پھر ان کی طرف سے بھی حج کرے۔

حدیث نمبر (۳۵) سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے گا  
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو نیلوں کے ساتھ اٹھائے گا اور اگر ان پر قرض وغیرہ ہو تو  
اس کو ادا کرنے والا بھی نیلوں کے ساتھ اٹھے گا  
اور قرض کے بارے میں

## ابن قیم الجوزیہ

کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں

طہارت و نماز کے موضوع پر بہترین مدلل کتاب

## القول الجلی فی

صلوة النبی  
صلی اللہ  
علیہ وسلم

از قلم: قاری محمد ارشد مسعود چشتی

وَأَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنْ قَضَاءَ  
الدَّيْنِ يَسْقُطُ مِنْ ذِمَّتِهِ وَلَوْ كَانَ مِنْ  
أَجْنَبِيٍّ أَوْ مِنْ غَيْرِ تَرَكَتِهِ وَقَدْ دَلَّ  
عَلَيْهِ حَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَيْثُ ضَمَّنَ  
الدَّيْنَارَيْنِ عَنِ الْمَيِّتِ فَلَمَّا قَضَاهُمَا  
قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ الْآنَ بَرَدْتَ عَلَيْهِ  
جَلْدَتَهُ. وَاجْمَعُوا عَلَى أَنْ الْحَيُّ إِذَا  
كَانَ لَهُ فِي ذِمَّةِ الْمَيِّتِ حَقٌّ مِنْ  
الْحَقُوقِ فَأَحْلَهُ مِنْهُ أَنَّهُ يَنْفَعُهُ وَيَبْرَأُ  
مِنْهُ كَمَا يَسْقُطُ مِنْ ذِمَّةِ الْحَيِّ فَإِذَا  
سَقَطَ مِنْ ذِمَّةِ الْحَيِّ بِالنَّصْرِ  
وَالْإِجْمَاعِ مَعَ امْكَانِ أَدَائِهِ لَهُ  
بِنَفْسِهِ وَلَوْ لَمْ يَرْضَ بِهِ بَلْ رَدَّهُ  
فَسَقُوطُهُ مِنْ ذِمَّةِ الْمَيِّتِ بِالْإِبْرَاءِ  
حَيْثُ لَا يَتِمُّكَ مِنْ أَدَائِهِ أَوْلَى وَ  
أُخْرَى. وَإِذَا انْتَفَعَ بِالْإِبْرَاءِ وَالْإِ  
سْقَاطِ فَكَذَلِكَ يَنْتَفِعُ بِالْهَبَةِ  
وَالْإِهْدَاءِ. وَلَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا فَإِنَّ ثَوَابَ  
الْعَمَلِ حَقُّ الْمَهْدِيِّ الْوَاهِبِ فَإِذَا  
جَعَلَهُ لِلْمَيِّتِ انْتَقَلَ إِلَيْهِ كَمَا أَنَّ مَا  
جَاءَ يَأْتِيهِ

اور اس پر اجماع امت ہے کہ اگر میت کی  
طرف سے قرض ادا کر دیا جائے تو وہ ادا ہو  
جاتا ہے اگرچہ اجنبی کی طرف سے ادا کیا  
جائے یا اس کے ترکہ کے علاوہ میں سے اور  
بے شک اس پر حدیث ابو قتادہ دلالت کرتی  
ہے جیسے وہ ایک میت کی طرف سے دو  
دیناروں کے ضامن بن گئے تھے پس جب  
انہوں نے ان کو ادا کر دیا تو نبی اکرم ﷺ  
نے ان سے فرمایا کہ اب مرنے والا  
سکون ہے۔ اور اس پر بھی اجماع  
امت ہے کہ جب کسی زندہ شخص کا مردے  
پر حق ہو پس وہ اس سے اسے بری کر دے تو  
معاف کرنا بھی اسے نفع دے گا اور وہ اس  
سے بری ہو جائے گا جس طرح زندہ کو  
معاف کرنے سے حق ساقط ہو جاتا ہے پھر  
نص و اجماع سے زندہ شخص کو معاف کرنے  
سے حق ساقط ہو جاتا ہے جبکہ اس کی ادائیگی  
کا امکان بھی باقی ہے تو مردے کی طرف  
سے بدرجہ اولیٰ معافی سے حق ساقط ہو  
جائے گا کیونکہ وہ ادا کرنے پر قادر نہیں اور

عَلَى الْمَيِّتِ مِنَ الْحُقُوقِ مِنَ الدِّينِ جب مردوں کو زندوں کی معافی کا فائدہ  
وغيره هُوَ مُحْضٌ "حَقُّ الْحَيِّ. فَإِذَا پہنچتا ہے تو ان کے تحفوں اور ہدیوں کا بھی  
أَبْرَاهُ وَصَلَ الْإِبْرَاءَ إِلَيْهِ سَقَطَ مِنْ فائدہ پہنچنا چاہیے کیونکہ دونوں صورتوں  
ذِمَّتِهِ فَكِلَاهُمَا حَقٌّ "لِلْحَيِّ فَأَيُّ میں کوئی فرق نہیں کیونکہ عمل کا ثواب ہدیہ  
نَصِّ أَوْ قِيَاسٍ أَوْ قَاعِدَةٍ مِنْ قَوَاعِدِ دینے والے کا حق ہے۔ جب اس نے یہ  
الشَّرْعِ يُوجِبُ وَصُولَ أَحَدُهُمَا وَ ثواب میت کے لیے ہبہ کر دیا تو اس کی  
يَمْنَعُ وَصُولَ الْآخَرِ طرف سے منتقل ہو گیا جس طرح میت پر  
حقوق میں سے کوئی حق ہو قرضہ وغیرہ جو کہ  
محض زندہ کا حق ہے پس جب اس نے اس  
کو اس سے بری کر دیا تو یہ بری کرنا اسے  
پہنچ جاتا ہے اور اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے  
تو یہ دونوں ہی زندہ کا حق ہیں پس کون سی  
نص قیاس یا شرعی قانون ہے کہ ایک کا پہنچنا  
واجب کرے اور دوسرے کا پہنچنا ممنوع  
قرار دے۔

( کتاب الروح ۳۰۶، ۳۰۷ )

حدیث نمبر (۳۶) سے معلوم ہوا کہ جو کوئی والدین کے ایصالِ ثواب کے لیے حج کرتا  
ہے تو وہ قبول بھی کیا جاتا ہے اور اس کا ثواب والدین کے علاوہ اسے بھی ملتا ہے اور اس  
کے والدین کی رُوحوں کو بشارت بھی دی جاتی ہے اور اللہ کے ہاں نیک لکھا جاتا ہے۔  
حدیث نمبر (۳۸) سے ثابت ہوا کہ جو کوئی میت کی طرف سے حج کرتا ہے تو میت کے  
علاوہ اسے بھی ثواب اتنا ہی ملتا ہے۔

حدیث نمبر (۳۹) سے ثابت ہوا کہ والدین کے انتقال کے بعد جو کوئی ان کی طرف سے حج کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے دوزخ سے آزادی لکھ دیتا ہے اور ان کو بھی کامل حجوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

حدیث نمبر (۴۰) سے معلوم ہوا کہ اگر والدین نے اپنی حیات میں حج نہ کیا تو اولاد فرض ادا کرنے کے بعد ان کے ایصالِ ثواب کے لیے حج کر سکتی ہے اور وہ ان کو پہنچے گا۔ حدیث نمبر (۴۱) تا (۴۳) سے بھی معلوم ہوا کہ حج کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔ حدیث نمبر (۴۴) سے معلوم ہوا کہ اگر بہن بھائی وغیرہ کی طرف سے بھی حج کیا جائے تو ان کو بھی پہنچتا ہے۔

بوڑھے باپ کی طرف سے حج کرنا۔

حدیث نمبر (۴۶)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ أَفَأَحْجُ عَنْهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ فَحَجَّ عَنْ أَبِيكَ.

روایت ہے کہ ایک آدمی بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ بہت بوڑھا ہو چکا ہے حج کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں تو اپنے باپ کی طرف سے حج کر لے۔

(اخرجه ابن حبان في الصحيح ۱۲۲)

۱۲۳ برقم (۳۹۸۳)، (۳۹۸۶) و احمد فی

مسندہ ۱۵۹۳ برقم (۳۳۷۷)

## حدیث نمبر (۴۷)

عن ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمٍ عَامِ حَجَّةِ الْوُدَاعِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَذْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضَى عَنْهُ أَنْ أَحْجَّ عَنْهُ؟ قَالَ نَعَمْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جو قبیلہ خثعم کی تھی حجۃ الوداع کے سال نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا جو فریضہ حج ہے اس کو میرے باپ نے شدید بڑھاپے میں پایا ہے اور وہ سواری پر ٹھیک بیٹھ بھی نہیں سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے حج ادا کروں تو کیا وہ ادا ہو جائے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

(العسرة ۱ ۲۵۰)

## سید ثابت ابی المعانی لکھتے ہیں

ثُمَّ الصَّحِيحُ مِنَ الْمَذْهَبِ فَيَمُنُ يَحْجُّ عَنْ غَيْرِهِ أَنْ أَضِلَّ الْحَجَّ يَقَعُ عَنِ الْمُحْجِّجِ عَنْهُ فَرَضًا كَانَ أَوْ نَفْلًا وَ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ الْحَجَّ يَقَعُ عَنِ الْحَاجِّ وَ لِلْمُحْجِّجِ عَنْهُ ثَوَابُ النَّفَقَةِ وَالْأُولَى أَصْحَحُ.

پھر صحیح مذہب یہ ہے کہ اس بارے میں جو دوسرے کی طرف سے حج کرے کہ بے شک حج کی اصل یہ ہے کہ حج کسی دوسرے کرنے والے کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے خواہ فرض ہو یا نفل اور امام محمد سے روایت ہے کہ حج کرنے والے کی طرف سے حج



واقع ہو جاتا ہے۔ حج کروانے (محبوج  
 عنہ) والے کو اس کے نفقہ کا ثواب ہے اور  
 پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔

(اخرجه الفتح الرحمانی فی فتاوی السید ثابت ابی المعانی ۱/۳۳۰)

تسبیح و ذکر و تلاوت سے میت کو فائدہ۔

حدیث نمبر (۴۸)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لِيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةَ رَطْبَةٍ فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَبْسُ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر سے گزرے تو فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلیں چغلیں پھر آپ نے ایک ہری شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک قبر پر گاڑ دیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔

( اخرجہ البخاری فی الصحيح كتاب الوضوء ۱/۳۵۰ و مسلم فی الصحيح كتاب الطهارة ۱/۱۲۱ و ابو داود فی السنن كتاب الطهارة ۱/۴ والنسائی فی المجتبى كتاب الطهارة ۱/۷ والبيهقى فی السنن الكبرى ۱/۱۰۴ و ابن خزيمة فی الصحيح كتاب الوضوء ۱/۳۳ برقم (۸۵) و ابن شعبة فی المصنف كتاب الجنائز ۳/۳۷۷ و احمد فی مسنده ۱/۲۲۵ برقم ۱۹۸ و ابى عوانه فی مسنده ۱/۱۹۶ والبيهقى فی اثبات عذاب القبر ۸۹ برقم ۱۱۷ تا ۱۱۹ و ابن حبان فی الصحيح ۶/۵۲ و ترمذی فی الجامع (۲۱۱)

### و عن جابر بن عبد الله

ابو يعلى فی مسنده ۴/۲۳ برقم (۲۰۵۰) و مسلم فی الصحيح ۲/۴۱۸

### و عن ابى هريره

اسحاق بن راهويه فی مسنده ۱/۲۲۶ برقم (۲۰۷) و ابن ابى شعبة فی المصنف ۳/۳۷۶ و احمد فی مسنده ۲/۴۴۱ برقم (۹۶۸۴) والبيهقى فی اثبات عذاب القبر ۸۶ برقم (۱۲۶)

### و عن يعلى بن سبابة

طبرانی فی الاوسط ۳/۱۰۲ برقم (۲۴۳۴) والبيهقى فی اثبات عذاب القبر ۸۹ برقم (۱۲۶) و احمد فی مسنده ۴/۱۷۲ برقم (۱۷۷۰۲) و عبد بن حميد فی المنتخب ۱/۳۶۶ برقم (۴۰۴)

### و عن يعلى بن مرة

احمد فی مسنده ۴/۱۷۲ برقم (۱۷۷۰۳) والبيهقى فی دلائل النبوة ۲/۴۲

## و عن ابی بکرۃ

احمد فی مسندہ ۵/۳۵ برقم (۲۰۶۳۲) والبیہقی فی اثبات عذاب القبر ۸۸ برقم (۱۲۳). ۱۲۵ والطبرانی فی الاوسط ۲۸۸/۳ برقم (۳۷۴۷) و ابن عدی فی الکامل ۲/۴۸۷ و عبدالرزاق فی المصنف ۵۸۸/۳ برقم (۶۷۵۳) عن قتادة.

نوٹ! یاد رہے یہاں لعلہ کا لفظ شک کے لیے نہیں بلکہ تعلیل کے لیے ہے۔ اور مذکورہ بالا حوالہ جات میں شاخ کا رکھنا مشترک ہے۔

## شرح نووی۔

وَسُحِبَّ الْعُلَمَاءُ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ عِنْدَ الْقَبْرِ لِهَذَا الْحَدِيثِ لِأَنَّهُ إِذَا كَانَ يُرْجَى التَّخْفِيفَ بِتَسْبِيحِ الْجَرِيدِ  
 اور اس حدیث کی بناء پر علماء نے قبر پر قرآن مجید پڑھنے کو مستحب جانا اس لیے کہ جب کھجور کی شاخ کی تسبیح سے تخفیف  
 فَبِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ أُولَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ وَعَدَدُ ذَكَرَ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ أَنَّ بُرَيْدَةَ بْنَ الْحَصِيبِ الْأَسْلَمِيَّ  
 عذاب کی امید ہے تو قرآن مجید کی تلاوت سے بدرجہ اولی امید ہوئی واللہ اعلم اور بے شک امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا  
 الصَّحَابِيُّ أَوْصَى أَنْ يُجْعَلَ فِي قَبْرِهِ جَرِيدَتَانِ فِيهِ أَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ تَبَرَّكَ بِفِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 ہے کہ بریدہ بن حصیب اسلمی صحابی نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو کھجور کی شاخیں رکھی جائیں حضرت بریدہ نے نبی اکرم  
 (مسلم مع نووی ۱/۱۲۱)

پس معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک یہی راجح ہے کہ تخفیف عذاب ان شاخوں کی تسبیح کی وجہ سے ہے۔

اور یہی صحابہ کرام نے بھی سمجھا اور اسی پر عمل کیا اور وصیت بھی فرماتے رہے کہ ہماری قبر پر سبز شاخیں رکھنا اس سے معلوم ہوا کہ درختوں وغیرہ کی تسبیح سے قبر کے عذاب میں تخفیف واقع ہوتی ہے تو اگر وہاں تلاوت قرآن مجید یا ذکر وغیرہ کیا جائے تو بدرجہ اولیٰ فائدہ مند ہوگا۔

میت کو تر شاخوں اور تسبیحات سے فائدہ پہنچنا اور علامہ سندھی کا اس سے استدلال۔

اِنَّهُ يُسَبِّحُ مَا دَامَ رُطْبًا فَيَحْصِلُ التَّخْفِيفُ بِرُكَّةِ التَّسْبِيحِ  
یعنی بے شک وہ (شاخیں) جب تک سبز و تر رہیں گی تسبیح کرتی رہیں گی لہذا تسبیح کی برکت کی وجہ سے ان سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

اور آگے لکھتے ہیں کہ

وَعَلَىٰ هَذَا فَيَطْرُدُ فِي كُلِّ مَا فِيهِ رَطُوبَةٌ مِّنَ الْأَشْجَارِ وَغَيْرِهَا وَكَذَلِكَ فِيمَا فِيهِ بَرَكَةٌ كَمَا الذِّكْرُ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ  
یعنی اور اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جس میں رطوبت پائی جائے وہ درخت ہوں یا کوئی اور چیز اور اسی طرح ہر وہ چیز جس میں برکت پائی جاتی ہو جس طرح ذکر اور

(حاشیہ سندھی علی نسائی ۱۳/۱ قدیمی تلاوت قرآن مجید۔)

(کتب خانہ)

امام قرطبی اور بعض علماء کا استدلال۔

امام قرطبی فرماتے ہیں

کہ ہمارے بعض علماء نے میت کو ثواب پہنچنے پر حدیث عسیب سے استدلال کیا ہے اور وہ یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے تو رؤف الرحیم آقا ﷺ نے ایک تر شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں گی قبر والوں سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

خطابی کہتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک یہ اس بات پر محمول ہے کہ جب تک اشیاء اپنی اصل حالت پر رہتی ہیں سبزیات رہتی ہیں تو خدا کی تسبیح کرتی ہیں۔ خطابی کے علاوہ بھی دیگر علماء کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ درختوں وغیرہ کی تسبیح سے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے تو مومن اگر قبر کے پاس قرآن پڑے گا تو کیا حال ہوگا۔ کہا اور یہ حدیث قبروں کے پاس درخت لگانے کی بھی اصل ہے۔

قال القرطبي . استدلَّ بعضُ عُلَمَائِنَا عَلَى نَفْعِ الْمَيِّتِ بِالْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ بِحَدِيثِ الْعَسِيبِ الَّذِي شَقَّهُ النَّبِيُّ ﷺ اثْنَتَيْنِ وَغَرَسَهُ وَقَالَ! لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَبْسَا.

قال الخطابي . هذا عند أهل العلم مَحْمُولٌ عَلَى أَنَّ الْأَشْيَاءَ مَا دَامَتْ عَلَى خَلْقَتِهَا أَوْ خَضَرَتِهَا وَطَرَاوَتِهَا . فَإِنَّهَا تُسَبِّحُ حَتَّى تَجُفَّ رَطُوبَتُهَا أَوْ تَحُولَ خَضَرَتُهَا أَوْ تُقَطَّعَ عَنْ أَصْلِهَا . قَالَ غَيْرُ الْخَطَابِيِّ . فَإِذَا خُفِّفَ عَنْهُمَا بِتَسْبِيحِ الْجَرِيدِ فَكَيْفَ بِقِرَاءَةِ الْمُؤْمِنِ الْقُرْآنَ .

قال . وَهَذَا الْحَدِيثُ . أَصْلُ فِي غَرَسِ الْأَشْجَارِ عِنْدَ الْقُبُورِ . (شرح الصدور ۴۰۵)

## اسلاف کی وصیتیں۔

حضرت سیدنا ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت۔

وَكَانَ أَبُو بَرَزَةَ يُوصِي إِذَا مِتُّ حَضْرَتِ ابُو بَرَزَه رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ نَعْنِي  
فَضَعُوا فِي قَبْرِى مَعِى جَرِيدَتَيْنِ قَالَ وَصِيَّتْ كِي تَحِي كَهْ جَب مِيں فَوْت هُو جَاوَلْ تُو  
فَمَاتَ فِي مَفَازَةٍ بَيْنَ كَرْمَانَ وَ مِيْرے سَا تَه مِيْرِي قَبْرِ مِيں دُو شَاخِيں رَكْه دِيْنَا  
قَوْمَسَ فَقَالُوْا كَا نَ يُوصِيْنَا اَنْ نَضَعَ (رَاوِي) كَهْتِي هِيں كَهْ وَه كَرْمَانَ اُوْر قَوْمَسَ  
فِي قَبْرِهْ جَرِيْدَتَيْنِ وَ هَذَا مَوْضِعٌ لَا كِي دَرْمِيَان اِيْك صَحْرَا مِيں وَفَات پَا كِي تُو  
نُصِيْبُهُمَا فِيْهِ فَبَيْنَمَا هُمَا كَذَا لِكَ اِذْ سَا تَهِيُوں نِي ذَكْر كِيَا كَهْ وَه تُو هَمِيں وَصِيَّتْ  
طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَكْبٌ "مِنْ قَبْلِ كَرْتِي تَحِي كَهْ هَم اَنْ كِي سَا تَه اَنْ كِي قَبْرِ  
سَجَسْتَانَ فَاَصَابُوْا مَعَهُمْ سَعْفًا مِيں دُو شَاخِيں رَكْهِيں اُوْر يِه اِيْكِي جَكْه هِي كَهْ

فَاخَذُوْا مِنْهُ جَرِيْدَتَيْنِ فَوَضَعُوْهُمَا هَم دُو شَاخُوں كُو نَهِيں پَا تِي پَس وَه اَسِي  
مَعَهُ فِي قَبْرِهْ. حَالْت مِيں تَحِي كَهْ اچَا نَك سَجَسْتَانَ كِي طَرْف

( شرح الصدور ۴۰۵ / ۴۰۶ )

سے کچھ سوار آتے دکھائی دیے ان کے  
پاس کچھ شاخیں تھیں انہوں نے ان سے دو  
شاخیں لے لیں اور انہیں ان کی قبر میں ان  
کے ساتھ رکھ دیا۔

## حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

عَنْ مَوْرِقٍ . قَالَ أَوْصَى بُرَيْدَةَ أَنْ  
تُجْعَلَ فِي قَبْرِهِ جَرِيدَتَانِ .  
(طبقات الكبرى ۴/۱۱۷) (شرح الصدور ۳۰۶)

مورق سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ  
بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ  
ان کی قبر میں دو شاخیں رکھ دی جائیں۔

## حضرت سیدنا ابوالعالیہ کی وصیت

إِنَّ أَبَا الْعَالِيَةِ أَوْصَى مَوْرِقًا الْعَجَلِيَّ  
أَنْ تُجْعَلَ فِي قَبْرِهِ جَرِيدَةٌ أَوْ  
جَرِيدَتَانِ .  
(طبقات الكبرى ۴/۱۱۷)

بے شک ابوالعالیہ نے مورق العجیلی کو  
وصیت کی کہ ان کی قبر میں ایک یا دو شاخیں  
رکھی جائیں۔

## قبر پر تسبیحات و تکبیرات پڑھنے سے قبر کا کشادہ ہونا

حدیث نمبر (۴۹)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنْصَارِي رَضِيَ  
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا إِلَى سَعْدِ بْنِ  
مَعَاذٍ حِينَ تُوَفِّي . قَالَ فَلَمَّا صَلَّى  
عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَوُضِعَ فِي  
قَبْرِهِ وَ سُوِيَ عَلَيْهِ . سَبَّحَ رَسُولَ اللَّهِ  
ﷺ فَسَبَّحْنَا طَوِيلًا . ثُمَّ كَبَّرَ  
فَكَبَّرْنَا . فَقِيلَ . يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ  
ﷺ کے ساتھ ایک دن نکلے جب سعد بن  
معاذ فوت ہوئے راوی کہتے ہیں کہ رسول  
ﷺ نے ان پر نماز پڑھی اور ان کو قبر  
میں رکھا گیا اور مٹی ڈال دی گئی تو رسول اللہ  
ﷺ نے تسبیحات پڑھیں پھر ہم نے بھی  
طویل تسبیحات پڑھیں پھر آپ ﷺ

لَمْ سَبَّحَتْ ثُمَّ كَبَّرَتْ . قَالَ لَقَدْ نَزَّ فِي تَكْبِيرَاتِهَا تَضَائِقَ عَلَيَّ هَذَا لِعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرِهِ ، پڑھیں پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ نے تسبیح اور تکبیر کس لیے کی ؟ (اخرجه احمد فی مسندہ ۳۶۰/۳ برقم ۱۲۹۳۴) نیک بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قبر کو کشادہ کر دیا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ذکر و تسبیحات کا قبر پر پڑھنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ذکر و تسبیحات سے قبر والے کو فائدہ پہنچتا ہے اور اس کی قبر کشادہ ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوا کہ بلند آواز سے پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ آپ ﷺ سے سن کر صحابہ نے پڑھیں۔

قبرستان سے گزرنے والے کے لیے ثواب ہی ثواب

حدیث نمبر (۵۰)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَضْرَتِ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَمِعْتُ رَوَايَةَ مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص



أَحَدِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ قَبْرِسْتَانِ سَے گزرنے اور اکیس مرتبہ قل  
أَجْرُهُ لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ شَرِيفِ (سورہ اخلاص) پڑھ کر قبرستان  
والوں کو بخشے تو جتنے لوگ وہاں دفن ہوں  
بَعْدِ الْأَمْوَاتِ .  
گے ان کی تعداد کے برابر سے ثواب ملے گا۔

(کنز العمال ۱۵/۲۵۵ برقم (۴۲۵۹۶) و فردوس الاخبار ۳۸/۲ برقم (۵۶۰۸)

والتزکرة فی احوال الموتی ۷۵ و شرح الصدور ۴۰۳ و مظهری و ضیاء القرآن و

روح البیان والرافعی فی تاریخ کذاقال العجلونی فی کشف الخفا ۲/۲۸۲ برقم

(۲۶۳) و فی روایة (احدا عشرة مرة) گیارہ مرتبہ کا ذکر ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے قبرستان سے گزرنے  
والے کو حکم فرمایا کہ جب بھی تم مسلمانوں کے قبرستان سے گزرو تو سورہ اخلاص اکیس  
مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخشو تو ان کے علاوہ تمہیں بھی یہ فائدہ ہوگا کہ اس  
قبرستان میں جتنے بھی مسلمان مردے ہوں گے ان کی تعداد کے برابر تم کو ثواب ملے گا  
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن مجید کا جو ثواب مردوں کو بخشا جائے گا وہ  
بھی ان کو پہنچے گا اور فائدہ دے گا۔

جن کو تلاوت قرآن کا ایصال ثواب کیا گیا وہ ثواب بھیجنے والوں کی  
شفاعت کریں گے۔

حدیث نمبر (۵۱)

ابی ہریرة قال . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ رَوَّاهُ بِرَأْسِهِ وَرَوَّاهُ بِرَأْسِهِ وَرَوَّاهُ بِرَأْسِهِ  
 قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلَّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَهُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَهُوَ اللَّهُ أَحَدٌ  
 وَالْهَائِكُمُ التَّكَاثُرُ ثُمَّ قَالَ إِنِّي جَعَلْتُ اخْلَاصَ أَوْرَسُورَةِ التَّكَاثُرِ بِرَأْسِهِ  
 ثَوَابَ قِرَاءَتِ مَنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ  
 كَانُوا شُفَعَاءَ لَهُ إِلَى اللَّهِ. اور عورتوں جو یہاں دفن ہیں کو بخشتا ہوں تو

(شرح الصدور ۴۰۴ و مظہری پ ۲۷ و یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ  
 ضیاء لقرآن پ ۲۷) میں اس کی شفاعت کریں گے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشا بھی جائز  
 ہے اور جن کو ایصال ثواب مذکورہ بالا طریقہ سے کیا جائے گا تو وہ مردے اس ایصال  
 ثواب کرنے والے کی اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کریں گے۔

زندہ کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے گنہگاروں کے  
 عذاب میں تخفیف۔

حدیث نمبر (۵۲)

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ دَخَلَ الْمَقْبَرَةَ فَقَرَأَ سُورَةَ يَسِينَ  
 حَفَّفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ لَهُ بِعَدَدِ سُورَةِ يَسِينَ ثَوَابٌ  
 حَضْرَتِ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَعَهُ رَوَّاهُ بِرَأْسِهِ  
 حَفَّفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ لَهُ بِعَدَدِ سُورَةِ يَسِينَ ثَوَابٌ  
 کہ جو کوئی قبرستان میں داخل ہوتا ہے اور سورہ یسین پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اہل

قبرستان پر تخفیف کر دیتا ہے اور اس کو اس  
میں جتنے مردے ہونگے ان کی تعداد کے  
برابر ثواب مل جائے گا۔

(شرح الصدور ۴۰۴ والتزکرہ فی احوال الموتی للقرطبی ۸۰ و فردوس الاخبار  
۱۰۸/۴ برقم (۵۷۳۴) و مظہری و ضیاء القرآن.)

### حدیث نمبر (۵۳)

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ اقْرَءُوا عَلَيَّ مَوْتَاكُمْ يَسِينٌ .  
حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا کہ تم اپنے مردوں پر سورہ یسین پڑھا  
کرو۔

(اخرجه النسائي في عمل اليوم واليلة ۵۸۱ برقم (۱۰۷۵) و ابو داود في السنن  
كتاب الجنائز ۸۹/۲ و احمد في مسنده ۲۷۰۲۲/۵ و ابن ماجه في السنن ۱۰۴  
والبيهقي في السنن الكبرى ۳۸۳/۳ و في الشعب الايمان ۵۴۵/۲ برقم (۹۲۳۲)  
والطبراني في الكبير ۱۸۰/۲۰ . ۱۸۱ . ۱۸۹ برقم (۵۱۰ . ۵۱۱) و البخاري في تاريخ  
الكبير كتاب الكنى ۵۸ برقم (۵۰۵) و البغوي في شرح السنة ۲۹۰/۵ برقم (۱۳۶۳)  
و في معالم ۲۱/۳ و ابن حبان في الصحيح ۳/۶ برقم (۲۹۹۱) و عبد الحق الاشبيلي في  
العاقبة ۲۵۵ برقم (۵۷۶) و محمد بن نصر في قيام الليل ۱۱۸ و الحاكم في  
المستدرک ۵۶۵/۱ و البيهقي في السنن الصغير ۷/۲ برقم (۱۰۱۴)

امام قرطبی فرماتے ہیں۔

فِي حَدِيثِ إِقْرَأُوا عَلَي مَوْتَاكُمْ يَسُّ هَذَا يَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ هَذِهِ الْقِرَاءَةُ تَلَاوَتِ كَرِيهِ اس كِي بِي مَحْتَمِلُ هِي كِي يِي عِنْدَ الْمَيِّتِ فِي حَالِ مَوْتِهِ وَ يَحْتَمِلُ قِرَاتِ مَيِّتِ كِي نَزْدِي كِي اس حَالِ مِي هُوَ اَنْ تَكُونَ عِنْدَ قَبْرِهِ .

(التذكرة في احوال الموتى ٨٠)

جب وہ مر رہا ہو اور اس کی بھی محتمل ہے کہ یہ تلاوت اس کی قبر کے نزدیک ہو۔

آگے فرماتے ہیں کہ:

پہلا قول جمہور کا ہے اور دوسرا عبد الواحد مقدسی کا ہے اور متاخرین میں سے

محب طبری نے اس کو عام رکھا۔

ابن تیمیہ نے لکھا

يَصِلُ إِلَى الْمَيِّتِ قِرَاءَةُ أَهْلِهِ وَ تَسْبِيحُهُمْ وَ تَكْبِيرُهُمْ وَ سَائِرُ ذِكْرِهِمْ لِلَّهِ تَعَالَى إِذَا أَهْدُوهُ إِلَى الْمَيِّتِ وَ صَلَّى إِلَيْهِ .

یعنی میت کو اس کے گھر والوں کی قرأت تسبیح و تکبیر اور اللہ تعالیٰ کے تمام اذکار کا ثواب جب میت کو ایصالِ ثواب کیا جائے تو پہنچتا ہے۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۲/۳۲۳)

ابن قیم نے لکھا:

وَقَدْ ذَكَرَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ السَّلَفِ تَحْقِيقِ سَلْفِ كِي اِي كِي جَمَاعَتِ سِي مَنَقُولِ

انہم أوصوا أن يقرأ عند قبورهم ہے کہ انہوں نے وصیتیں کی کہ مرنے کے

وَقْتُ الدَّفْنِ قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ يُرْوَى أَنَّ بَعْدَ دَفْنِ كِي وَ قَتِ اِن كِي قَبْرِدِ كِي پَاس

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَمْرًا أَنْ يُقْرَأَ عِنْدَ قَبْرِهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.  
(كتاب الروح ۶۴)

قرآن کی تلاوت کرنا عبدالحق نے فرمایا کہ روایت کی گئی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حکم دیا تھا کہ ان کی قبر کے پاس سورۃ بقرہ تلاوت کی جائے۔

امام نووی فرماتے ہیں

وَذَهَبَ جَمَاعَاتٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ إِلَى أَنَّهُ يَصِلُ إِلَى الْمَيِّتِ ثَوَابَ جَمِيعِ الْعِبَادَاتِ مِنَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالْقِرَاءَةِ وَغَيْرِ ذَلِكَ.

اور علماء کی کثیر جماعتوں کا موقف یہ ہے کہ میت کو تمام عبادات کا ثواب پہنچتا ہے خواہ نماز ہو یا روزہ ہو یا تلاوت وغیرہ وغیرہ۔

(مسلم مع نووی ۱۳/۱)

نوٹ۔ قرأت علی القبور پر مزید وضاحت کے لیے استاد محترم مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ محمد عباس صاحب رضوی کی تصنیف القول المنصور فی القراۃ علی القبور کا مطالعہ کریں۔

میت کی طرف سے کھانا کھلانا۔

حدیث نمبر (۵۴)

إِنَّ عِمْرَانَ ابْنَ حُصَيْنٍ لَمَّا احْتَضَرَ بَشَكَ جَبَّ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ كِي وَفَاتِ كَا قَالِ إِذَا نَامْتُ فَشُدُّونِي عَلَى سَرِيرِي وَفَتِ قَرِيبِ هُوَا تُوَا نِهُونِ نِي كِهَا كِه مِيرِي بِعِمَامَةٍ فَإِذَا رَجَعْتُمْ فَأَنْحَرُوا

چارپائی پر مجھے میرے عمامہ سے باندھ دینا

وَاطْعُمُوا. پھر جب تم واپس جاؤ (جنازہ سے) تو

(اخرجہ وصایا العلماء عندا حضور الموت میرے لیے ایک اونٹ کا بچہ ذبح کرنا اور

۲۷ للابی سلیمان محمد بن عبد اللہ بن کھلانا۔

(احمد. م. ۳۷۹)

مردوں کو نیک ہمسایوں سے بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

حدیث نمبر (۵۵)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ الْمَيِّتُ فَأَحْسِنُوا كَفْنَهُ، وَعَجِّلُوا ابَانِجَازَ وَصِيَّتِهِ وَ أَعْمَقُوا لَهُ فِي قَبْرِهِ وَ جَنْبُوهُ، جَارِ السُّوءِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ يَنْفَعُ الْجَارُ الصَّالِحُ فِي الْآخِرَةِ قَالَ هَلْ يَنْفَعُ فِي الدُّنْيَا قَالَ نَعَمْ قَالَ كَذَلِكَ يَنْفَعُ فِي الْآخِرَةِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اس کو اچھا کفن دو اور اس کی وصیت جلدی پوری کرو اور قبر گہری کھودو اور اسے برے پڑوسیوں سے بچاؤ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کیا مردے کو اچھا ہمسایہ نفع دیتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا دنیا میں اچھا ہمسایہ نفع دیتا ہے عرض کی گئی ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح آخرت میں بھی نفع دیتا ہے۔

(شرح الصدور ۱۴۹)

فضائل اعمال میں ضعیف احادیث کا حکم

بعض محدثین کچھ احادیث کو ضعیف کہتے ہیں لیکن اصول حدیث میں ہے کہ حدیث صحیح نہ

ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث ہے ہی موضوع۔ چنانچہ

ملا علی قاری لکھتے ہیں

لا یلزم من عدم الصحۃ وجود الوضوع  
کمالاً یخفی. (موضوعات الكبرى ۴۴۳)

یعنی کھلی بات ہے کہ حدیث کے صحیح نہ  
ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔

مزید فرماتے ہیں کہ

قُلْتُ لَا یلزم من عدم صحته ثبوت  
وضعه و غایته، انه، ضعیف.  
(موضوعات الكبرى ۴۴۴)

یعنی میں کہتا ہوں کہ اس کے صحیح نہ ہونے  
سے موضوع ہونا لازم نہیں غایت یہ کہ ہو  
ضعیف۔

علامہ زرکشی فرماتے ہیں

قال الزرکشی. بین قولنا لم یصح  
وقولنا موضوع بون " بین " فان  
الوضع اثبات الکذب. وقولنا لم  
یصح انما هو اخبار " عن عدم  
الثبوت ولا یلزم منه، اثبات العدم.  
(موضوعات الكبرى ۴۴)

علامہ زرکشی نے کہا کہ ہم محدثین کا کسی  
حدیث کو یہ کہنا کہ یہ صحیح نہیں اور کسی کو یہ کہنا  
کہ یہ موضوع ہے اس میں بڑا فرق ہے۔  
موضوع کہنے کے معنی یہ ہیں کہ یہ روایت  
جھوٹی بنائی ہوئی ہے اور جب ہم یہ کہیں کہ  
یہ صحیح نہیں (یعنی ضعیف ہے) اسکے یہ معنی  
نہیں کہ یہ حدیث جھوٹی بنائی ہوئی ہے بلکہ  
اس کا حال تو سلب ثبوت ہے۔

ابوطالب محمد بن علی مکی فرماتے ہیں

الْأَحَادِيثُ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ وَ تَفْضِيلِ الْأَصْحَابِ مُتَقَبَّلَةٌ مُحْتَمَلَةٌ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَقَاطِعِهِمَا وَ مَرَّاسِيلُهَا لَا تُعَارِضُ وَلَا تُرَدُّ. كَذَلِكَ كَانَ السَّلْفُ يَفْعَلُونَ.

یعنی فضائل اعمال و تفضیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حدیثیں کیسی ہی ہوں ہر حال میں مقبول و ماخوذ ہیں۔ مقطوع ہوں خواہ مرسل نہ ان کی مخالفت کی جائے گی اور نہ انہیں رد کیا جائے گا آئمہ سلف کا یہی طریقہ تھا۔

(قوت القلوب فی معاملة المحبوب ۱/۱۷۸)

ابن عبدالبر فرماتے ہیں

وَقَدْ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: إِنَّهُمْ يَتَسَاهَلُونَ فِي الْحَدِيثِ إِذَا كَانَ مِنْ فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ.

اور تحقیق ابن عبدالبر نے کہا کہ جب حدیث فضائل اعمال کے بارہ میں ہو تو علماء اس میں تساہل فرماتے ہیں۔

(المقاصد الحسنة ۶۳۵)

امام احمد بن حنبل۔ امام ابن مہدی۔ امام ابن مبارک اور امام جلال الدین سیوطی۔

وَيَجُوزُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِمُ التَّسَاهُلُ فِي الْأَسَانِيدِ الضَّعِيفَةِ وَرَوَايَةِ مَا سِوَى الْمَوْضُوعِ مِنَ الضَّعِيفِ وَالْعَمَلُ بِهِ. (تدريب الراوي ۲۹۸)

اور محدثین وغیرہم علماء کے نزدیک ضعیف سندوں میں تساہل اور بے اظہار ضعف موضوع کے سوا ہر قسم حدیث کی روایت اور اس پر عمل فضائل اعمال وغیرہ امور میں جائز ہے



اور اسی صفحہ پر ہے کہ

ابن حنبل و ابن مہدی و ابن المبارک . یعنی امام احمد بن حنبل - امام ابن مہدی اور  
 قَالُوا إِذَا رَوَيْنَا فِي الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ امام ابن مبارک وغیر ہم سے اس کی تصریح  
 شَدَّدْنَا وَإِذَا رَوَيْنَا فِي الْفَضَائِلِ وَ منقول ہے وہ فرماتے ہیں جب ہم حلال و  
 نَحْوَهَا تَسَاهَلْنَا . حرام میں حدیث روایت کریں تو سختی

کرتے ہیں اور جب فضائل میں روایت

کریں تو نرمی کرتے ہیں۔

فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب

ہے۔

امام ابوزکریا نووی شارح مسلم لکھتے ہیں۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ محدثین و فقہاء وغیر ہم علماء نے فرمایا کہ  
 وَغَيْرُهُمْ يَجُوزُ وَيَسْتَحَبُّ الْعَمَلُ فضائل اور نیک باتوں کی ترغیب اور بری  
 فِي الْفَضَائِلِ وَالتَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيْبِ بات سے خوف دلانے میں حدیث ضعیف  
 بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ مَا لَمْ يَكُنْ پر عمل جائز و مستحب ہے جبکہ موضوع نہ ہو۔  
 مُوْضُوعًا

( اذکار المنتخبة من كلام سيد الابرار صلی اللہ علیہ وسلم ۷ )

ملا علی قاری فرماتے ہیں

وَالضَّعِيفُ يُعْمَلُ بِهِ فِي فَضَائِلِ اور ضعیف احادیث پر فضائل اعمال میں

الاعمال اتفاقاً. ولذا قال ائمتنا. انَّ بالاتفاق عمل کیا جاتا ہے اسی لیے ہمارے  
مَسْحِ الرَّقْبَةِ مُسْتَحَبٌّ " اَوْ  
سنۃ. (الموضات الكبرى)  
ائمہ کرام نے فرمایا کہ وضو میں گردن کا مسح  
مستحب یا سنت ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

وَرَدَ فِي فَضَائِلِ رَجَبِ الْاِحَادِيثِ اور رجب کے مہینے کی فضیلتوں میں حدیثیں  
بِاسَانِيدٍ ضَعِيفَةٍ لَا بَأْسَ بِالْعَمَلِ بِهَا ضعیف سندوں سے آئی ہیں ان پر عمل  
فَانِ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ قُوَّةً فَلْيَعْمَلْ بِهَا. کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں پس اگر اپنی  
جان میں قوت پائے تو ان پر عمل کرے۔  
(انتباء فی سلاسل اولیاء ۲۹)

شراح شفا خفاجی فرماتے ہیں۔

الَّذِي يُصَلِّحُ لِلتَّعْوِيلِ عَلَيْهِ اَنْ يُقَالَ یعنی اعتماد کے قابل یہ بات ہے کہ جب کسی  
اِذَا وَجَدَ حَيْثُ فِي فَضِيلَةِ عَمَلٍ مِنْ عمل کی فضیلت میں کوئی حدیث پائی جائے  
الاعمال لَا يَحْتَمِلُ الْحُرْمَةَ وَالْكَرَاهِيَّةَ اور وہ حرمت و کراہت کے قابل نہ ہو تو اس  
يَجُوزُ الْعَمَلُ بِهِ وَ يَسْتَحَبُّ لِاَنَّهُ؛ حدیث پر عمل جائز و مستحب ہے کہ اندیشہ  
مَأْمُونُ الْخَطَرِ وَ مَرَجُو النَّفْعِ سے امان ہے اور نفع کی امید۔

(نسيم الرياض شرح شفا ۱/۲۳)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَنْ بَلَغَهُ عَنِ اللَّهِ شَيْءٌ " فِيهِ فَضِيلَةٌ " حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
فَأَخَذَ بِهِ اِيْمَانًا وَ رَجَاءً ثَوَابَهُ اَعْطَاءً ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جسے اللہ

اللَّهُ ذَالِكُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَذَالِكِ .  
(کنز العمال ۱۵/۹۱۷ برقم ۳۳۱۳۲)

تعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر  
پہنچے وہ اپنے یقین اور اس کے ثواب کی  
امید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالیٰ  
اسے وہ فضیلت عطا فرمائے گا اگرچہ وہ خبر  
ٹھیک نہ ہو۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ  
مَا جَاءَكُمْ عَنِّي مِنْ خَيْرٍ قُلْتُمْ، أَوْ لَمْ  
أَقُلْهُ، فَإِنِّي أَقُولُهُ، وَمَا جَاءَكُمْ عَنِّي  
مِنْ شَرٍّ فَإِنِّي لَا أَقُولُ لَشَرِّ.

کہ تمہیں جس بھلائی کی خبر پہنچے خواہ وہ میں  
نے فرمائی ہو یا نہ فرمائی ہو میں اسے فرماتا  
ہوں اور جس بری بات کی خبر پہنچے تو میں  
بری بات نہیں فرماتا۔

(احمد فی مسندہ ۲/۳۶۷ برقم ۸۷۸۷) و ۲/۲۸۴ برقم (۱۰۲۷۴)

ابن ماجہ میں ہے

مَا قِيلَ مِنْ قَوْلِ حَسَنِ فَإِنَّا قُلْتُمْ .  
(ابن ماجہ ۴)

یعنی جو نیک بات میری طرف سے پہنچائی  
جائے وہ میں نے فرمائی ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ خُذُوا بِهِ حَدِيثٌ بِهِ أَوْ لَمْ  
أَحْدِثْ بِهِ .

اس پر عمل کرو چاہے وہ میں نے فرمائی ہو یا  
نہ۔

(کنز العمال ۱۰/۲۲۹ برقم ۲۹۲۱۰)

اہل علم کے عمل کرنے سے بھی ضعیف حدیث قوی ہو جاتی ہے۔

رواه الترمذی وقال هذا حدیثٌ یعنی امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث  
غریبٌ والعملُ علی هذا عند اہل غریب ہے اور اہل علم کا اس پر عمل ہے سید  
العلم. قال النووی و اسنادہ ضعیفٌ میرک نے امام نووی سے نقل کیا کہ اس کی  
نقلہ میرک فکان الترمذی یریدُ سند ضعیف ہے تو گویا امام ترمذی عمل اہل  
تقویۃ الحدیث بعمل اہل العلم. علم سے حدیث کو قوت دینا چاہتے ہیں  
والعلم عند اللہ تعالیٰ کما قال واللہ اعلم اس کی نظیر وہ ہے کہ سیدی شیخ اکبر  
الشیخ محی الدین ابن عربی انہ امام محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
بلغنی عن النبی ﷺ انہ من قال لا نے فرمایا مجھے حضور اقدس ﷺ سے حدیث  
الہ الا اللہ سبعین الفا. غفر اللہ پہنچی ہے کہ جو شخص ستر ہزار بار لا الہ الا اللہ  
تعالیٰ. ومن قیل لہ غفر لہ ایضا کہے اس کی مغفرت ہو اور جس کے لیے  
فکنت ذکر التہلیلۃ بالعدد پڑھا جائے اس کی مغفرت ہو۔ میں نے لا  
المروی من غیر انوی لا حد الہ الا اللہ اتنے بار پڑھا تھا اس میں کسی  
بالخصوص فحضرت طعامع کے لیے خاص نیت نہ تھی اپنے بعض  
بعض الاصحاب و فیہم شاب رفیقوں کے ساتھ ایک دعوت میں گیا ان  
مشہور بالكشف. فاذا ہو فی اثناء میں ایک جوان کے کشف کا شہرہ تھا کھانا  
الاکل اظہر البکاء. فسالتہ عن کھاتے کھاتے رونے لگا میں نے سبب  
السبب: فقال اری امی فی العذاب پوچھا کہا اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں  
فوهبت فی باطنی ثواب التہلیلۃ میں نے اپنے دل میں کلمہ کا ثواب اس کی  
المذکورۃ لہا فضحک و قال انی ماں کو بخش دیا فوراً وہ جوان ہنسنے لگا اور کہا  
اراہا الان فی حسن الماب فقال اب میں اسے اچھی جگہ دیکھتا ہوں

الشیخ فعرفت صحة الحديث امام محی الدین قدس سرہ فرماتے ہیں تو میں  
بصحة كشفه و صحة كشفه نے حدیث کی صحت اس جو ان کے کشف  
بصحة الحديث . کی صحت سے پہچانی اور اس کے کشف کی  
( مرقاة شرح مشکوٰۃ ۹۸/۳ بحوالہ فتاویٰ صحت حدیث کی صحت سے جانی۔

(رضویہ جلد ۵)

امام سیوطی تعقیقات میں امام بیہقی سے ناقل ہیں  
تداولها الصالحون بعضهم عن یعنی صالحین نے ایک دوسرے سے اخذ کیا  
بعض و فی ذالک تقویۃ الحديث اور ان کے اخذ میں حدیث مرفوعہ کی  
المرفوع . تقویت ہے۔

(تعقیبات علی الموضوعات ۱۳)

اسی میں فرمایا

قد صرح غیر و احد بان من دلیل معتمد علمائے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کی  
صحة الحديث قول اهل العلم به و موافقت صحت حدیث کی دلیل ہوتی ہے  
ان لم یکن له اسناد یعتمد علی مثله اگرچہ اس کے لیے کوئی سند قابل اعتماد نہ ہو۔  
(تعقیبات علی الموضوعات ۱۲)

یہ ارشاد علماء احادیث احکام کے بارہ میں ہے پھر احادیث فضائل تو احادیث فضائل  
ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ۴۷۷)

عبدالستار غیر مقلد! ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں کہ ضعیف حدیث بھی قابل عمل  
ہوتی ہے۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے۔

من تمسک بسنتی عند فساد امتی یعنی سنت پر مضبوطی سے عمل کرتے رہنے  
 کی حدیث میں تاکید ہے خصوصاً جب لوگ  
 اس پر عمل نہ کرنے دیں بلکہ فساد کریں ایسے  
 وقت تو ضرور ہی عمل کرنا چاہیے۔  
 (فتاویٰ ستاریہ ۳/۷۷ کراچی)

## ایصال ثواب عند المتقدمین والمؤخرین

نمبر (۱)

أم المؤمنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔  
 انَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا بے شک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
 اَعْتَقَتْ عَنْ أَخِيهَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَقِيقًا نے اپنے بھائی عبدالرحمن کے لیے اس  
 مِنْ تِلَادِهِ تَرْجُو أَنْ يَنْفَعَهُ ذَالِكَ امید پر ایک غلام آزاد کیا ان کی وفات کے  
 بَعْدَ مَوْتِهِ بعد کہ ان کو اس سے نفع حاصل ہو۔

(شرح الصدور ۴۰۱ و التذكرة السوتی)

للقرطبي (۴۸)

نمبر (۲)

امامین کریمین شہزادگان علی المرتضیٰ امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہما کا حیدر کرار کے ایصال ثواب کے لیے غلام آزاد کرنا۔  
 اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ كَانَ يُعْتَقَانِ بے شک حضرت امام حسن اور امام حسین  
 عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بَعْدَ ان اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی المرتضیٰ رضی

مَوْتِهِ. (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۳۷۷ و شرح الصدور ۴۰۱ والتذکرۃ الموتی للقرطبی ۴۸) نمبر (۳)

طریقہ انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین۔  
 عن الشَّعْبِيِّ قَالَ. كَانَتْ الْأَنْصَارُ إِذَا مَاتَ لَهُمُ الْمَيِّتُ اِحْتَلَفُوا إِلَى قَبْرِهِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ.  
 امام شعبی سے مروی ہے کہ انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کا کوئی آدمی فوت ہوتا تو وہ اس کی قبر پر جایا کرتے اور وہاں قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

(الامر بالمعروف والنہی عن المنکر للخلال ۱۲۳ و مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۳۶ و شرح الصدور ۴۰۳ و تذکرۃ الموتی للقرطبی ۴۹ و کتاب الروح ۶۶ بحوالہ القول المنصور)

نمبر (۴) امام طاووس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

إِنَّ الْمَوْتَى يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ سَبْعًا فَكَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُطْعَمَ عَنْهُمْ تِلْكَ الْأَيَّامَ.  
 کہ بے شک مردے سات دن تک اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں تو وہ (یعنی صحابہ) سات دن تک ان کی طرف سے کھانا کھلانا مستحب سمجھتے تھے

(حلیۃ الاولیاء ۱۱۴ و احوال القبور و احوال اہلہا الی النشور ۱۴ و شرح الصدور ۱۹۴)

نمبر (۵) امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

عن احمد بن حنبل قال اذا دخلتم من مقابر فاقرأوا بفتح الكتاب والمعوذتين وقل هو الله احد وجعلوا ذالك لاهل المقابر فانه يصل اليهم ثم قولوا اللهم ان فضله لاهل المقابر.

محمد بن احمد مروزی سے روایت ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ فاتحہ اور سورہ اخلاص اور فلق و ناس پڑھ کر ثواب قبرستان والوں کی ارواح کو پہنچاؤ بے شک وہ انہیں پہنچے گا پھر تم کہو کہ اے اللہ اس کو قبرستان والوں کے لیے فضیلت بنا۔

(المغنی لابن القدامة المقدسی ۱/۲۳۶ لفظہ و طبقات الحنابلہ لابن ابی یعلیٰ ۱۹۶ و

العاقبة لعبدالحق ۲۵۵ برقم ۵۷۸ و شرح الصدور ۴۰۴ و تذکرة الموتی للقرطبی ۵۰)

یاد رہے پہلے امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرأت علی القبور کا انکار کرتے

تھے لیکن بعد میں آپ نے رجوع کر لیا تھا جیسا کہ ابن قیم وغیرہ نے بھی نقل کیا ہے۔

قرات علی القبور پر امام احمد بن حنبل کا رجوع۔

اخبرنی الحسن بن احمد الوراق . امام ابو بکر خلال کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن

حدثنی علی بن موسی الحداد بن احمد الوراق نے کہ مجھ سے بیان کیا علی

وکان صدوقاً . قال کنت مع احمد بن موسی الحداد نے جو صدوق ہیں نے کہا

بن حنبل و محمد بن قدامة کہ میں امام احمد بن حنبل اور امام محمد بن

الجوهری فی جنازة . فلما دفن قدامہ جوہری کے ساتھ ایک جنازہ میں

المیت جلس رجل " ضریراً یقرأ حاضر تھا جب میت کو دفن کر دیا گیا تو ایک



عِنْدَ الْقَبْرِ. فَقَالَ لَهُ 'احمد ياهذا انّ نابينا شخص قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے بیٹھا  
 الْقِرَاءَةَ عِنْدَ الْقَبْرِ بَدْعًا' فَلَمَّا خَرَجْنَا تو امام احمد بن حنبل نے اس سے کہا قبر کے  
 مِنَ الْمَقَابِرِ قَالَ محمد بن قدامة پاس قرآن پڑھنا بدعت ہے راوی کہتے  
 لا حمد بن حنبل يا ابا عبد الله ہیں جب ہم قبرستان سے نکلے تو محمد بن  
 مَا تَقُولُ فِي مبشر الحلبي. قَالَ ثِقَّةٌ قدامہ نے امام احمد سے پوچھا کہ آپ مبشر  
 قَالَ كَتَبْتُ عَنْهُ شَيْئًا! قَالَ نَعَمْ حلبي کے بارے میں کیا فرماتے ہیں تو امام  
 فَأَخْبَرَنِي مبشر عن عبد الرحمن بن احمد نے کہا کہ وہ ثقہ ہے کہا کیا  
 الْعَلَاءِ بْنِ الْجَلَّاجِ. عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ میں اس سے روایت لے سکتا ہوں تو امام  
 أَوْصَى إِذَا دُفِنَ أَنْ يَقْرَأَ عِنْدَ رَأْسِهِ احمد نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا کہ مجھے خبر  
 بِفَاتِحَةِ الْبَقْرَةِ وَخَاتِمَتِهَا. وَقَالَ دی مبشر حلبي نے انہوں نے عبد الرحمن بن  
 سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى الْعَلَاءِ بْنِ الْجَلَّاجِ سے انہوں نے اپنے  
 عَنْهُ يُوصِي بِذَلِكَ فَقَالَ لَهُ 'احمد باپ سے روایت کی کہ ان کے والد نے  
 فَارْجِعْ وَقُلْ لِلرَّجُلِ يَقْرَأُ. وصیت کی کہ جب مجھے دفن کر چکو تو میرے  
 (الامر بالمعروف والنهي عن المنكر سرہانے سورۃ بقرہ کا اول و آخر تلاوت کرنا  
 للخلال ۱۲۲ و کتاب الروح ۵۶ کیونکہ میں نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی  
 المغنی لابن قدامة ۳/۵۱۸.۵۱۹) عنہما سے سنا کہ انہوں نے یہی وصیت فرمائی  
 تھی تو امام احمد نے ان سے فرمایا کہ فوراً پلٹ  
 جا اور اس شخص کو کہہ کہ وہ قرآن مجید پڑھے۔

نمبر (۶) امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قَالَ الزَّعْفَرَانِيُّ! سَأَلْتُ الشَّافِعِيَّ عَنِ زَعْفَرَانِي كَيْفَ هِيَ فِي مِثْلِهَا قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ. قَالَ زَعْفَرَانِي كَيْفَ هِيَ فِي مِثْلِهَا قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ. قَالَ زَعْفَرَانِي كَيْفَ هِيَ فِي مِثْلِهَا قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ. قَالَ زَعْفَرَانِي كَيْفَ هِيَ فِي مِثْلِهَا قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ.

(الامر بالمعروف والنهي عن المنكر للخلال ۲۳ اشرح الصدور ۴۰۳)

نمبر (۷) مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں نقل کیا کہ مالک بن دینار سے روایت ہے کہ میں جمعۃ المبارک کی رات ایک قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نور چمک رہا ہے تو میں نے کہا کہ لا الہ الا اللہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کی مغفرت کر دی ہے تو ایک غیبی آواز آتی ہے کہ اے مالک بن دینار یہ مومنوں کا تحفہ ہے اپنے بھائیوں کے لیے میں نے اس کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ کس نے ہدیہ بھیجا ہے تو آواز آئی ایک مومن بندہ اس قبرستان میں آیا اور اس نے اچھی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز ادا کی اور ان دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں قل يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری میں قل هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھا اور کہا اے اللہ میں ان دو رکعتوں کا ثواب ان تمام قبرستان والے مسلمانوں کو بخشا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس ثواب کی وجہ سے یہ روشنی اور نور ہم کو دے دیا اور ہماری قبروں کو مشرق و مغرب میں وسعت دی اور فرحت پیدا فرمادی۔

قَالَ مَالِكٌ فَلَمْ أَزَلْ أَقْرَأُهُمَا فِي كُلِّ لَيْلَةٍ جُمُعَةٍ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي مَنَامِي يَقُولُ لِي يَا مَالِكُ بَنُ دِينَارٍ قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ بَعْدَ النُّورِ الَّذِي أَهْدَيْتَهُ إِلَى أُمَّتِي وَلَكَ ثَوَابُ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ لِي وَبَنِي اللَّهِ لَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ فِي قَصْرِ يُقَالُ لَهُ الْمُنِيفُ قُلْتُ وَمَا الْمُنِيفُ الْمَطْلُ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ.

(شرح الصدور ۳۹۶)

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہمیشہ ہر جمعہ کی رات کو دو رکعت اس طرح پڑھ کر مسلمانوں کی ارواح کو بخشا۔ پس ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے مالک بن دینار بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھ کو بخش دیا ہے۔ جتنی مرتبہ تو نے میری امت کو نور کا تحفہ بھیجا ہے اتنا ہی ثواب اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے جنت میں ایک مکان بنایا ہے جس کا نام منیف ہے۔ مالک بن دینار فرماتے ہیں میں نے عرض کی منیف کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا جس پر اہل جنت بھی جھانکیں گے۔

نمبر (۸) مردوں کے لیے قرآن خوانی کرنا

قَالَ الْحَافِظُ شَمْسُ الدِّينِ بَنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ كَهْتَهُ هِيَ هَرِشْبَرِ عَبْدِ الْوَاحِدِ مَا زَالُوا فِي كُلِّ مِصْرٍ يَجْتَمِعُونَ وَيَقْرَأُونَ لِمَوْتِهِمْ مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ فَكَانَ ذَلِكَ إِجْمَاعًا.

حافظ شمس الدین عبد الواحد کہتے ہیں ہر شہر میں مسلمانوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اکٹھے ہوتے ہیں اور اپنے فوت شدگان کے لیے قرآن کریم کی قرات کرتے ہیں اور کبھی

(مظہری زیر آیت و ان لیس للانسان الا ما سعی ضیاء القرآن ایضاً) کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا گویا کہ اس پر امت کا اجماع ہے۔

نمبر (۹) امام ابن قدامہ مقدسی حنبلی

وَلَنَامَا ذَكَرْنَاهُ وَإِنَّهُ أَجْمَاعُ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّهُمْ فِي كُلِّ عَصْرِ وَ مِصْرٍ يَجْتَمِعُونَ وَيَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ وَيَهْدُونَ ثَوَابَهُ إِلَى مَوْتَاهُمْ مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ

اور ہمارے کلام کل سے جو کہ ہم نے بیان کیے ہیں اور یہ کہ اس پر اجماع ہے۔ کیونکہ ہمیشہ سے ہر دور میں اور ہر شہر میں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور اس کا ثواب اپنے مرنے والوں کو بخشتے ہیں

(المعنى مع الشرح الكبير ۲/۴۲۹) اور اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔

نمبر (۱۰) حضرت حماد مکی

آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات مکہ مکرّمہ کے قبرستان میں گیا اور وہیں ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قبرستان والے حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے ہیں تو میں نے کہا کیا قیامت قائم ہو گئی ہے۔

قَالُوا لَا وَلَكِنْ رَجُلًا مِنْ إِخْوَانِنَا قَرَأَ بَعْضَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لَنَا فَحُنُّ نَقْتَسِمُهُ مِنْذُ سَنَةٍ

انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہمارے ایک مسلمان بھائی نے سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخشا ہے جس کو ہم ایک سال سے تقسیم

(شرح الصدور ۴۰۴) کر رہے ہیں۔

نمبر (۱۱) امام خثیم کی وصیت

عَنْ حَيْثُمَ أَنَّهُ، أَوْصَى أَنْ يُدْفِنُ فِيْ أَمَامِ حَيْثُمَ نِيَّ وَصِيَّتَ فَرَمَائِيَّ كَمَا أَنَّ كَوَقْبَرِ سِتَانِ قَبْرَةَ فَقَرَأَ قَوْمُهُ.

( کتاب الزهد لامام احمد ۴۲۹ ) پڑھے۔

نمبر (۱۲) امام ابن الصلاح

ایک سوال کہ کیا انسان کو جائز ہے کہ وہ قرآن پڑھے اور اس کا ثواب اپنے والدین و اقربا کو بالخصوص اور عام مسلمانوں کو بالعموم ہدیہ کرے اور کیا قرآن پڑھنا قبر کے قریب یا دور اس میں فرق ہے جواب فرماتے ہیں کہ

أَمَّا قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ فَفِيهِ خِلَافٌ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ وَالَّذِي عَلَيْهِ عَمَلٌ أَكْثَرًا لِنَاسٍ تَجْوِيزًا ذَلِكَ وَ يَنْبَغِي أَنْ يَقُولُ إِذَا أَرَادَ ذَلِكَ اللَّهُمَّ أَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْتَهُ لِفُلَانٍ وَلِمَنْ يُرِيدُ فَيَجْعَلُهُ دُعَاءً وَلَا يَحْتَلِفُ فِي ذَلِكَ الْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ.

یعنی قرأت قرآن کے ثواب پہنچانے میں فقہاء کا اختلاف ہے اور اکثریت کے نزدیک یہ جائز ہے اور چاہیے کہ وہ یوں کہے اے اللہ جو میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں کو پہنچا اور جس کو چاہے اس کو دعا میں شامل کرے اور قبر کے قریب یا دور پڑھنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

( فتاوی و مسائل ابن الصلاح ۱۹۲/۱، ۱۹۳ )

نمبر (۱۳) امام قرطبی

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام فتویٰ دیا کرتے تھے کہ میت کو تلاوت قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا جب وہ فوت ہوئے تو ان کے دفن کے بعد ان کے اصحاب نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میت کو قرأت

قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا یہ کیسی بات ہے۔

قَالَ لَهُ، كُنْتُ أَقُولُ ذَلِكَ فِي  
 دَارِ الدُّنْيَا وَالْآنَ فَقَدْ رَجَعْتُ عَنْهُ،  
 لَمَّا رَأَيْتُ مَنْ كَرَّمَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ  
 وَأَنَّهُ يَصِلُ إِلَيْهِ ثَوَابُ ذَلِكَ.  
 فرمایا دنیا میں تو میں ایسا ہی کہا کرتا تھا  
 پس اب میں اس سے رجوع کر چکا ہوں  
 کیونکہ میں نے یہاں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ  
 کے فضل و کرم سے ثواب پہنچتا ہے۔

(شرح الصدور ۴۰۳)

نمبر (۱۴) امام جلال الدین سیوطی

قَالَ السِّيُوطِيُّ وَأَمَّا الْقِرَاءَةُ عَلَى  
 الْقَبْرِ فَجَزْمٌ "بِمَشْرُوعِيَّتِهَا"  
 أَصْحَابُنَا وَغَيْرَهُمْ.  
 امام سیوطی فرماتے ہیں کہ قبر پر قرآن مجید  
 پڑھنے کے جواز پر ہمارے اصحاب اور  
 دوسرے حضرات نے یقین کیا ہے یعنی اس

کے جواز میں کوئی شک و شبہ نہیں  
 (شرح الصدور ۴۰۳)

نمبر ۱۵ فتاویٰ نووی

يَصِلُهُ، ثَوَابُ الدُّعَاءِ وَ ثَوَابُ  
 الصَّدَقَةِ بِالْإِجْمَاعِ وَ اِخْتَلَفُوا فِي  
 ثَوَابِ الْقِرَاءَةِ فَقَالَ أَحْمَدُ وَ بَعْضُ  
 أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ يَصِلُ وَقَالَ  
 الشَّافِعِيُّ وَالْأَكْثَرُونَ لَا يَصِلُ.  
 یعنی میت کو دعا اور صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے  
 اس پر اجماع ہے اور اختلاف قرات کے  
 ثواب پہنچنے میں ہے پس امام احمد اور بعض  
 شوافع نے کہا کہ پہنچتا ہے اور امام شافعی اور  
 ان کے اصحاب میں سے زیادہ نے کہا کہ  
 نہیں پہنچتا۔

(فتاویٰ الامام النووی ۵۹)

نمبر (۱۵) امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغانی

الأصل في هذا الباب إنَّ الإنسانَ اسباب في أصله أن يهل سنت کے  
 له، أن يجعل ثواب عمله لغيره. نزدیک انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے  
 صلوة أو صوماً أو صدقةً أو غيرها کو دے سکتا ہے وہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا  
 عند أهل السنة والجماعة. ان کے علاوہ۔

(الهدایہ مع الدرایۃ باب الحج عن الغير ۲۹۶)

نمبر (۱۶) غیر مقلدین کے امام شوکانی لکھتے ہیں۔

وقال في شرح الكنز إنَّ للإنسان اور کہا کہ شرح کنز میں ہے کہ بے شک  
 أن يجعل ثواب عمل لغيره صلوة انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو دے  
 كان أو صوماً أو حجاً أو صدقةً أو سکتا ہے وہ نماز ہو یا روزہ یا حج یا صدقہ ہو یا  
 قراءة القرآن أو غير ذلك من قرأت قرآن یا ان کے علاوہ ہر قسم کی نیکی  
 جميع أنواع البر ويصل ذلك اہل سنت کے نزدیک میت کو ان کا ثواب  
 إلى الميت وينفعه عند أهل السنة. پہنچتا ہے اور نفع دیتا ہے۔

(نیل الاوطار ۹۹۳)

نمبر (۱۷) شاہ عبدالحق محدث دہلوی

و مستحب است کہ تصدق کردہ اور مستحب ہے کہ میت کے اس دنیا سے  
 شود از میت بعد از رفتن او از عالم جانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف

تاہفت روز و تصدق از میت نفع سے صدقہ و خیرات کیا جائے کہ میت کی  
 می کنند اور ابے خلاف میاں اہل طرف سے صدقہ و خیرات کرنا سے نفع دیتا  
 علم و وارد شدہ است در اس ہے اس میں اہل علم کے درمیان کوئی  
 حدیث صحیحہ خصوصاً و بعضے اختلاف نہیں اور اس کے جواز میں خصوصاً  
 از علماء گفته اند کہ نمی رسد بہ احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ بعض علماء نے کہا  
 میت مگر صدقہ و دعا و در بعض کہ میت کو صرف صدقہ اور دعا کا ثواب  
 روایات آمد است کہ روح میت پہنچتا ہے بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ  
 می آید خانہ خود را شب جمعہ میت کی روح شب جمعہ کو اپنے گھر آتی ہے  
 پس نظر میکند کہ تصدق میکند اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے کوئی  
 از وے یانہ۔ صدقہ کرتا ہے یا نہیں۔

(اشعہ اللمعات ۱/۲۱۷)

### تلاوت قرآن کے متعلق لکھتے ہیں

و اختلاف کردہ اندر گردانیدن ثواب قرآن برائے میت و وصول ثواب آں بدو قول و صحیح  
 وصول است و مکر وہ نیست قرات قرآن بر قبر و هو الصحیح ذکرہ الشیخ ابن الہمام۔

(اشعہ اللمعات ۱/۲۹۷)

اور میت کے لیے قرآن کی تلاوت کا ثواب کرنے اور پہنچنے میں علماء کا اختلاف ہے اور  
 صحیح قول یہ ہے کہ پہنچتا ہے۔ اور قبر پر قرآن پڑھنا مکر وہ نہیں ہے یہی صحیح ہے جیسا کہ ابن  
 الہمام نے ذکر کیا ہے۔



## نمبر (۱۸) علامہ شاعر اللہ پانی پتی

جمہور فقہاء حکم کردہ اند کہ کہ جمہور فقہاء نے حکم کیا ہے کہ قرآن مجید  
 ثواب قرات قرآن و اعتکاف پڑھنے اور اعتکاف کرنے اور اسی طرح ہر  
 وغیرہ ہر عبادت بمیت میر سدو عبادت کا ثواب میت کو پہنچتا ہے امام ابو  
 بہ قال ابو حنیفہ و مالک و احمد حنیفہ۔ امام مالک امام احمد بھی اسی کے قائل  
 و حافظ شمس الدین بن ہیں اور حافظ شمس الدین بن عبدالواحد نے  
 عبدالواحد گفتہ اند کہ از قدیم در کہا کہ ہر شہر میں مسلمان زمانہ قدیم سے  
 شہر مسلمانان جمع می شوند و اکٹھے ہو کر مردوں کے لیے قرآن خوانی  
 برائے اموات قرآن مجید می کرتے ہیں پس اس پر اجماع ہے۔

خوانند پس اجماع شد.

(تذکرۃ الموتی والقبور ۴۹)

## نمبر (۱۹) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت یعنی وہ کھانا جس کا ثواب امامین حسنین  
 امامین کریمین نمایند و برآں کریمین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ قل  
 فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک شریف اور درود شریف پڑھا جائے تبرک  
 می شود و خوردن بسیار خوب ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

است۔ (فتاویٰ عزیزی ۱/۷۱)

نمبر (۲۰) محمد جعفر بن عبدالکریم سندھی ۱۰۰۰ھ

وَالسُّنَّةُ أَنْ يَتَصَدَّقَ وَلِيُّ الْمَيِّتِ قَبْلَ  
مَضَى اللَّيْلَةَ الْأُولَى مَا تيسَّرَ لَهُ، فَإِنْ  
لَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَلْيُصَلِّ رُكْعَتَيْنِ وَ  
يَقْرَأْ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ  
وَ آيَةِ الْكُرْسِيِّ وَ سُورَةَ التَّكْوِينِ  
عَشْرَ مَرَّاتٍ فَإِذَا فَرَغَ قَالَ اللَّهُمَّ  
صَلِّتْ هَذِهِ الصَّلَاةَ وَ أَنْتَ تَعْلَمُ  
بِمَا أَرَدْتُ بِهَا اللَّهُمَّ ابْعَثْ ثَوَابَهَا  
إِلَى قَبْرِ فُلَانِ الْمَيِّتِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى  
يُعْطِيهِ ثَوَابًا جَزِيلًا وَ نُورًا حَسَنًا وَ  
دَرَجَةً وَ شَفَاعَةً وَ يَسْتَحِبُّ أَنْ  
يَتَصَدَّقَ عَنِ الْمَيِّتِ بَعْدَهُ إِلَى سَبْعَةِ  
أَيَّامٍ فِي الْمَصَابِيحِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ  
لَا يَأْتِي عَلَى الْمَيِّتِ لَيْلَةٌ أَشَدُّ مِنْ  
أَوَّلِ لَيْلَةِ فِارْحَمُوا أَمْوَاتَكُمْ بِشَيْءٍ  
مِنَ الصَّدَقَةِ.

(المتانة في المرممة عن الخزانة ۳۰۹)

اور سنت یہ ہے کہ میت کا ولی پہلی رات  
گزرنے سے پہلے صدقہ کرے جو اس کو  
میسر ہو اور اگر صدقہ کرنے کے لیے اس  
کے پاس کچھ نہیں تو وہ دو رکعت نماز اس  
طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور  
آیۃ الکرسی اور سورۃ التکاثر دس مرتبہ پڑھے  
اور جب فارغ ہو تو کہے اے اللہ میں نے  
یہ نماز پڑھی اور تو جانتا ہے کہ میں اس کے  
ساتھ کیا چاہتا ہوں اے اللہ اس کا ثواب  
فلان مرنے والے کی قبر میں بھیج پس اللہ  
تعالیٰ اس کو ثواب جزیل اور حسین نور عطا  
فرمائے گا اور اس کا درجہ بڑھائے گا اور اس  
کے حق میں اس کی شفاعت قبول کرے گا  
اور مستحب یہ ہے کہ میت کی طرف سے اس  
کے بعد سات دن تک صدقہ کرے اور  
مصباح میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد  
فرمایا کہ میت پر سب سے سخت اس کی پہلی  
رات ہوتی ہے پس اپنے مرنے والوں پر  
کوئی شے صدقہ کر کے رحم کرو۔

مزید آگے لکھتے ہیں

رَجُلٌ "اعْتَقَ عَبْدَهُ" عَنْ أَبِيهِ الْمَيِّتِ  
فَالْوَالَاءُ لَهُ، وَالْأَجْرُ لِلْأَبِ مِنْ غَيْرِ  
أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَجْرِ الْإِبْنِ وَكَذَلِكَ  
الصَّدَقَاتُ وَالذَّعْوَاتُ لِوَالِدَيْهِ  
وَلِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ  
يَكُونُ الْأَجْرُ لِوَالِدَيْهِ وَالْجَمِيعِ  
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فِي التَّائِزِ  
خَانِيَةِ الْأَفْضَلِ لِمَنْ يَتَصَدَّقُ نَفْلًا أَنْ  
يَنْوِيَ لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ  
لَأَنَّهَا تَصِلُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ  
أَجْرِهِ شَيْءٌ."  
(المتانة في المرممة عن الخزانة  
٣٠٩/٣١٠)

یعنی آدمی نے غلام آزاد کیا اپنے مرنے والے باپ کی طرف سے تو ولاء اس کے لیے اور اجر اس کے باپ کے لیے ہے اور بیٹے کے اجر سے کچھ کم بھی نہیں ہوگا اور اسی طرح والدین اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے صدقات اور دعائیں کہ ان کا اجر والدین اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو ہوگا اور فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ جو نفلی صدقہ کرے اس کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے نیت کرے کیونکہ وہ ان کو پہنچے گا اور اس کے اجر میں سے بھی کچھ کم نہیں ہوگا۔

نمبر (۲۱) شاہ ولی اللہ کا تیجہ اور قرآن خوانی

روز سوم کثرت ہجوم مردم آن تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار قدر بود کہ بیروں از حساب است سے باہر ہے اکیاسی ختم کلام اللہ شمار میں ہشتاد و یک کلام اللہ بہ شمار آئے اور زیادہ بھی ہوں گے کلمہ طیبہ کا تو

آمدہ و زیادہ ہم شدہ باشد و کلمہ اندازہ نہیں۔  
 راحصر نیست۔

(ملفوظات شاہ عبدالعزیز ۸۰ بحوالہ جاء الحق)

### نمبر (۲۲) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

جب مثنوی شریف ختم ہو گئی اور بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔

(شمانم امدادیہ ۱۲۹)

### نمبر (۲۳) مروجہ طریقہ ایصال ثواب اور پیرو مرشد رشید احمد

گنگوہی و اشرف علی تھانوی۔

پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی اور دسواں۔ بیسواں۔ چہلم ششماہی سالنامہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سرمنی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برات اور دیگر ایصال ثواب کے قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب اس فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابندائے ہنیت کا نہیں مگر کرنے والوں پر انکار نہیں کرتا اور یہی عمل در آمد

اس مسئلہ میں رکھنا چاہیے۔

(فیصلہ مفت مسئلہ مع توضیحات و تشریحات مفتی خلیل احمد برکاتی صاحب ۱۳۱-۱۳۹)

نمبر (۲۴) رشید احمد گنگوہی دیوبندی اور فاتحہ مروجہ

سوال. فاتحہ مروجہ یعنی طعام را روبرو نهادہ دست برداشته چہ حکم دارد.

یعنی فاتحہ مروجہ کہ کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیا حکم رکھتا ہے۔

جواب!

واگر کسے این طور مخصوص اور اگر کوئی اس مخصوص عمل کو بجالائے تو بعمل آوردان طعام نمی شود کھانا حرام نہیں ہوتا اس کے کھانے میں بخوردنش مضائقہ نیست و این را کوئی مضائقہ نہیں اور اس کو ضروری جاننا) ضروری دانستن مذموم است و فرض واجب وغیرہ) بری بات ہے اور بہتر بہتر آنست کہ ہرچہ خواہند یہ ہے کہ جو کچھ پڑھا گیا ہو اس کا ثواب خواندہ ثواب آن بمیت رسانند و میت کو بخش دیا جائے اور کھانا صدقہ کی طعام را بہ نیت تصدق بفقراء نیت سے فقیروں کو کھلا دیا جائے اور اس کا خونند و ثوابش نیز باموات رسانند ثواب مردوں کو پہنچا دیا جائے۔

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ۱۵۲ کراچی)

نمبر (۲۵) شاہ اسمعیل دہلوی

اور یہ گمان نہ کریں کہ فوت شدہ لوگوں کو طعام سے فائدہ پہنچانا اور ان کی فاتحہ

خوانی ٹھیک نہیں ہے اس لیے کہ یہ کام تو بہت بہتر اور افضل ہے ہماری غرض صرف یہ ہے کہ رسم کا پابند نہ ہونا چاہیے تاریخ اور دن اور طعام کی جنس اور قسم کی تعین کے بغیر جس وقت اور جس قدر کہ موجب ثواب ہو بجالائے اور جب میت کو کچھ نفع پہنچانا منظور ہو تو اسے کھانے کھلانے پر ہی موقوف نہ سمجھنا چاہیے اگر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ صرف سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کا ثواب بہت ہے۔

(صراط مستقیم مترجم ۸۹ ادارہ نشریات لاہور)

### نمبر (۲۶) اشرف علی تھانوی دیوبندی

اور بعض محض اللہ تعالیٰ کے لیے نیاز دیتے ہیں اور ان کی نیت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طعام کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو پہنچادے یہ جائز ہے اور ایسا طعام و شیرینی حلال ہے بلکہ ثواب ہے۔ (فتاویٰ اشرفیہ ۱۵۳ کراچی)

### نمبر (۲۷) مولوی ظہیر الدین نبیرہ شاہ رفیع الدین دہلوی اور

ایک قطرہ پانی کی وجہ سے قبر میں انعام۔

راقم کے روبرو حضرت نے فرمایا کہ پرانے شہر دہلی میں ایک شخص رہتا تھا وہ مر گیا ایک دختر اس نے چھوڑی ایک شخص نے اس متوفی کو خواب میں دیکھا کہ میری بیٹی سے کہو کچھ لٹہ میرے واسطے خیرات کرے صبح کو اس نے اس کی بیٹی کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ آوارہ ہو کر طوائفوں میں مل گئی اور شاہجہان آباد میں ہے یہ شخص گیا تو کوٹھے پر بازار میں رہتی تھی اور کواڑوں کو قفل لگا ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ دریا پر واسطے غسل کے

گئی ہے یہ شخص جمنگھاٹ پر گئے دیکھا کہ وہ کئی مردوں کے ساتھ نہا رہی ہے اور چھینٹوں سے آپس میں لڑ رہی ہے انہوں نے کنارے پر سے اس کے باپ کا پیغام ادا کیا اس نے سنتے ہی ایک دو ہتڑ پانی بھر کر پھینکا اور کہا کہ یہ میں نے اللہ کے واسطے دیا۔ یہ شخص شرمندہ ہو کر چلے گئے اسی رات اس مرد کو یعنی اس کے باپ کو خواب میں دیکھا انہوں نے کہا میں نے جا کر دیکھا کہ اس کی اوقات سب خراب ہو گئی ہے اس نے کہا خیر یہ اس کے عمل ہیں لیکن اس نے جو دو ہتڑ بھر کر پھینکا تھا اس کا ایک قطرہ ایک جانور کے حلق میں جو متصل کنارے دریا کے بہت پیا سا تھا پہنچا اس کے عوض میرے اوپر بڑے انعام حق تعالیٰ نے کیے میں تمہارا بڑا شکر گزار ہوں۔ (کمالات عزیز ی ۱۸)

نمبر (۲۸) غیر مقلدین کے علماء شوکانی۔ محمد بن اسمعیل میر نذیر

حسین ثناء اللہ وغیر ہم۔

جب علامہ شوکانی اور محمد بن اسمعیل امیر کی تحقیق ایصال ثواب، قرأت قرآن و عبادات بدنیہ کے متعلق سن چکے تو اب آخر میں علامہ ابن النحوی کی تحقیق بھی سن لینا خالی از فائدہ نہیں آپ شرح المنہاج میں فرماتے ہیں کہ!

وَالظَّاهِرُ أَنَّ الدُّعَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ أَنَّهُ يَنْفَعُ الْمَيِّتَ وَالْحَيَّ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ بِالاتِّفَاقِ يَهْتَمُّ بِهِ أَوْ زَنْدَةً كَوَيْلٍ نَزْدِيكٍ هُوَ وَغَيْرَهَا وَعَلَى ذَلِكَ أَحَادِيثٌ يَدُورُ أَسْرَافُهَا عَلَى مَتَعَلِّقٍ بِهِيَ حَدِيثِيں كَثِيرَةٌ "بَلْ كَانَ أَفْضَلُ أَنْ يَدْعُوا" وَارِدٌ هِيَ بَلْكَ أَفْضَلُ يَهِيَ كَهْ آدَمِي أَيْنِ

لَاخِيَه بِظَهْرِ الْغَيْبِ . بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرے۔

(فتاویٰ نذیریہ ۱/۲۲۷ و فتاویٰ ثنائیہ ۲/۳۹ و نیل الاوطار ۴/۱۰۰)

## نمبر (۲۸) فتاویٰ علمائے حدیث

سوال: میت کے ایصالِ ثواب اور مغفرت کیلئے قرآن مجید اور بخاری شریف یا دیگر وظائف مثلاً حصین اور دینی کتب کا ختم کرانا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: اس کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ میرا مسلک وہی ہے جو حضرت مولانا و مرشدنا عبدالرحمن صاحب محدث مبارکپوری کا ہے۔ آپ کا فتویٰ فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص: ۴۴۱ پر درج ہے۔ بعینہ آپ کے فتویٰ کو ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

متاخرین علمائے اہلحدیث سے علامہ محمد بن اسماعیل امیر نے سبل السلام میں مسلک حنفیہ کو ارجح دلیلًا بتایا ہے۔ یعنی یہ کہا ہے کہ قرأت قرآن اور تمام عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ از روئے دلیل زیادہ قوی ہے۔ اور علامہ شوکانی نے بھی نیل الاوطار میں اسی کو حق کہا ہے مگر اولاد کے ساتھ حق کہا ہے (مگر احادیث غیر اللہ سے بھی ثابت ہے پستی نضر) یعنی یہ کہا ہے کہ اولاد اپنے والدین کیلئے قرأت قرآن یا جس عبادت بدنی کا ثواب پہنچانا چاہے تو جائز ہے کیوں کہ اولاد کا تمام عمل خیر مالی ہو خواہ بدنی اور بدنی میں قرأت قرآن ہو یا نماز یا روزہ۔ یا کچھ اور سب والدین کو پہنچتا ہے۔ ان دونوں علامہ کی عبارتوں کو مع ترجمہ یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سبل السلام شرح بلوغ المرام جلد اول ص: ۲۰۷ میں ہے۔



ان هذه الادعية ونحوها نافعة  
 للميت بلا خلاف واما غيرهما من  
 قراءة القرآن فالشافعي يقول لا  
 يصل ذلك اليه. وذهب احمد و  
 جماعة من العلماء الى وصول  
 ذلك اليه. وذهب جماعة من  
 اهل السنة والحنفية الى ان  
 للانسان ان يجعل ثواب علمه  
 لغيره صلوة كان او صوما او حجا  
 او صدقة او قراءة قرآن او ذكرا وای  
 نوع من انواع القرب وهذا هو  
 القول الارجح دليلا وقد اخرج  
 الدارقطني ان رجلا سأل النبي  
 صلى الله عليه وسلم انه كيف  
 يربو به بعد موتهما فاجابه بانه  
 يصلي لهما مع صلواته و يصوم لهما  
 مع صيامه و اخرج ابوداؤد من  
 حديث معقل بن يسار عن النبي  
 صلى الله عليه وسلم . اقروا على  
 يعني یہ زیارت قبر کی دعائیں اور مثل ان  
 کے اور دعائیں میت کو نافع ہیں۔ بلا  
 اختلاف میت کے لئے قرآن پڑھنا۔ سو  
 امام شافعی کہتے ہیں کہ اس کا ثواب میت کو  
 نہیں پہنچتا ہے۔ اور امام احمد اور علماء کی ایک  
 جماعت کا مذہب ہے۔ کہ قرآن پڑھنے کا  
 ثواب ملتا ہے۔ اور علمائے اہلسنت سے ایک  
 جماعت کا اور حنفیہ کا مذہب ہے کہ انسان کو  
 جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے،  
 نماز ہو، یا روزہ یا صدقہ یا قرآن یا  
 کوئی ذکر یا کسی قسم کی کوئی عبادت اور یہی  
 قول دلیل کی رو سے زیادہ راجح ہے۔ اور  
 دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے  
 رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ وہ اپنے  
 والدین کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد  
 کیوں کر نیکی و احسان کرے آپ نے فرمایا  
 ! اپنی نماز کے ساتھ دونوں کیلئے نماز  
 پڑھے۔ اور اپنے روزہ کے ساتھ ان  
 دونوں کیلئے روزہ رکھے۔ اور ابوداؤد میں

موتاکم سورة یسین و هو شامل  
 للمیت بل هو الحقیقة فیہ و اخرج  
 الشیخان انه صلی اللہ علیہ وسلم  
 کان یضحی عن نفسه بکبش و عن  
 امتہ بکبش و فیہ اشارة الی ان  
 الانسان ینفعہ عمل غیرہ وقد  
 بسطنا الکلام فی حواشی ضوء  
 النهار. بما یتضح منه قوة هذا  
 لمذهب انتہی.

(جلد ۳۳۵۱۳ نیل الاوطار)

معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مُردوں پر یسین  
 پڑھو۔ اور یہ حکم میت کو بھی شامل ہے۔ بلکہ  
 حقیقتاً میت ہی کیلئے ہے۔ اور صحیح بخاری اور  
 صحیح مسلم میں ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ ایک  
 مینڈھا اپنی طرف سے قربانی کرتے تھے  
 اور ایک اپنی امت کی طرف سے اور اس  
 میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی  
 کو غیر کا عمل نفع دیتا ہے اور ہم نے حواشی  
 ضوء النهار میں اس مسئلہ پر مبسوط کلام کیا  
 ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہی مذہب  
 قوی ہے۔

والحق انه یخصص عموم الایة با  
 لصدقة من الولد کما فی احادیث  
 الباب و بالج من الولد کما فی خیر  
 الخثعمیة و من غیر الولد ایضا کما  
 فی الحدیث المحرم عن اخیه  
 شبرمة و لم یتفصله ﷺ هل  
 اوصی شبرمة ام الاو بالعتق من  
 حاصل اور خلاصہ ترجمہ اس عبارت کا بقدر  
 ضرورت یہ ہے کہ حق یہ ہے کہ آیت وان  
 لیس للانسان الا ما سعی اپنے عموم پر  
 نہیں اور اس کے عموم سے اولاد کا صدقہ  
 خارج ہے۔ یعنی اولاد اپنے مرے ہوئے  
 والدین کیلئے جو صدقہ کرے اس کا ثواب  
 والدین کو پہنچتا ہے اور اولاد اور غیر اولاد کا

الولد كما وقع في البخاري في حج بھی خارج ہے۔ اس واسطے ختمیہ کی  
 حدیث سعد فلانا للمالکۃ علی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد جو اپنے  
 المشهور عندهم وبالصلوة من والدین کیلئے حج کرے اس کا ثواب  
 الولد ایضا لما روی الدارقطنی ان والدین کو پہنچتا ہے، اور اولاد جو اپنے  
 رجلا قال یا رسول اللہ انہ کان لی والدین کیلئے غلام آزاد کرے تو اس کا  
 ابوان برہما فی حال حیوتہما ثواب بھی والدین کو پہنچتا ہے جیسا کہ  
 فكیف لی برہما بعد موتہما فقال بخاری میں سعد کی حدیث سے ثابت ہے  
 صلی اللہ علیہ وسلم ان من بعد اور اولاد جو اپنے والدین کیلئے نماز پڑھے یا  
 البران تصلی لہما مع صلاتک وا روزہ رکھے۔ سو اس کا ثواب بھی والدین کو  
 ن تصوم لہما مع صیامک و پہنچتا ہے اس واسطے کہ دارقطنی میں ہے کہ  
 بالصیام من الولد لہذا الحدیث و ایک مرد نے کہا! یا رسول اللہ میرے ماں  
 لحدیث ابن عباس عند البخاری و باپ تھے ان کی زندگی میں ان کے ساتھ  
 مسلم ان امرأۃ قالت یا رسول اللہ نیکی و احسان کیا کرتا تھا پس ان کے مرنے  
 ان امی ماتت و علیہا صوم نذر کے بعد ان کے ساتھ کیوں کر نیکی کروں  
 فقال ارأیت لو کان دین علی امک آپ نے فرمایا مرنے کے بعد نیکی یہ ہے  
 فقضیتہ و کان یؤدی عنہا قالت کہ اپنی نمائندگی کے ساتھ اپنے والدین کیلئے  
 نعم قال فصومی عن امک و بھی نماز پڑھو اور اپنے روزے کے ساتھ  
 اخرج مسلم و ابوداؤد و الترمذی اپنے والدین کیلئے روزہ بھی رکھ۔ اور  
 من حدیث بریدۃ ان امرأۃ قالت انہ صحیحین میں ابن عباس کی حدیث میں ہے

کان علی امی صوم شهر فاصوم کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ میری  
 عنہا قال صومی عنہا ومن غیر ماں مرگئی اور اس کے ذمہ نذر کے روزے  
 الولد ایضاً لحدیث من مات و علیہ تھے آپ نے فرمایا بتا اگر تیری ماں کے ذمہ  
 صیام صام عنہ ولیہ متفق علیہ و قرض ہوتا اور اسکی طرف سے تو ادا کرتی تو  
 بقراءة یسین من الولد وغیرہ ادا ہو جاتا یا نہیں۔ اس نے کہاں ادا ہو جاتا  
 لحدیث اقرؤ اعلیٰ موتا کم یسین۔ آپ نے فرمایا، روزہ رکھ اپنی ماں کی طرف  
 بالدعاء من الولد لحدیث۔ او ولد سے اور صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ ایک  
 صالح یدعولہ و من غیرہ لحدیث عورت نے کہا میری ماں کے ذمہ ایک مہینہ  
 استغفروا لا حکم و سئلوا لہ کے روزے ہیں تو کیا میں اس کی طرف  
 التثبیت و لقولہ تعالیٰ والذین سے روزہ رکھوں آپ نے فرمایا اپنی ماں کی  
 جاؤ اجائوا من بعدہم یقولون ربنا طرف سے روزہ رکھ اور غیر اولاد کے روزہ  
 اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا کا بھی ثواب میت کو پہنچتا ہے اس واسطے کہ  
 بالایمان و لما ثبت من الدعاء حدیث متفق علیہ میں آیا ہے کہ جو شخص مر  
 للمیت عند الزیارة لجمیع ما یفعلہ جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو  
 الولد لوالذیہ من اعمال اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے اور  
 البر لحدیث ولد الانسان من سعیہ سورۃ یسین کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے  
 انتھی اولاد کی طرف سے بھی اور غیر اولاد کی  
 طرف سے بھی اس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا ہے کہ اپنے مردوں پر یسین پڑھو

اور دُعا کا نفع بھی میت کو پہنچتا ہے اولاد دعا کرے یا کوئی اور کار خیر جو اولاد اپنے والدین کے لیے کرے سب کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انسان کی اولاد اس کی سعی سے ہے (جب علامہ شوکانی اور علامہ محمد بن اسمعیل امیر کی تحقیق ایصال ثواب قرآۃ قرآن و عبادت بدنیہ کے متعلق سن چکے تو اب آخر میں علامہ ابن النخوی کی تحقیق بھی سن لینا، خالی از فائدہ نہیں۔)

آپ شرح المنہاج میں فرماتے ہیں۔

لا یصل عندنا ثواب القراءة علی المشہور والمختار الوصول اذا سئل اللہ ایصال ثواب قراءتہ و ینبغی الجزم بہ لانه دعاء فاذا جاز الدعاء للمیت بما لیس للداعی فلان یجوز بما ہولہ اولی ویبقی الامر فیہ موقوفاً علی استجابة الدعاء هذا المعنی لا یعنی ہمارے نزدیک مشہور قول پر قرأت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے اور مختار یہ ہے کہ پہنچتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سے قرآۃ قرآن کے ثواب پہنچنے کا سوال کرے (یعنی قرآن پڑھ کر دعا کرے اور یہ سوال کرے کہ یا اللہ اس قرأت کا ثواب میت کو پہنچا دے) اور دعا کے قبول ہونے پر موقوف رہے گا (یعنی اگر دعا اسکی قبول

يختص بالقراءة بل يجزى في هونى تو قرأت كا ثواب ميت كو پہنچے گا۔ اور  
 سائر الاعمال والظاهر ان الدعاء اگر دعا قبول نہ هونى تو نہیں پہنچے گا) اور اس  
 متفق عليه انه ينفع الميت والحي طرح پر قرأت كے ثواب پہنچنے كا جزم كرنا  
 القريب والبعيد بوصية وغيرها و لائق ہے۔ اس واسطے كه یہ دعا ہے پس  
 على ذلك احاديث كثيرة بل جب كه ميت كيلئے ايسى چيز كى دعا كرنا جائز  
 كان افضل ان يدعو لآخيه بظهر ہے۔ جو داعى كے اختيار ميں نہیں ہے۔ تو  
 الغيب انتهى ذكره فى نيل الاوطار اس كيلئے ايسى چيز كى دعا كرنا بدرجہ اولى جائز  
 (فتاوى نذيريه ۱/۲۲۲ و فتاوى ثنائيه هوگا۔ جو داعى كے اختيار ميں ہے۔ اور یہ  
 ۳۹/۲ و ماهنامه الاسلام دهلئ جلد نمبر ۳ بات ظاہر ہے كه دعا كا نفع ميت كو بالاتفاق  
 شماره نمبر ۴. و ترجمان دهلئ جلد نمبر پہنچتا ہے اور زندہ كو بهي پہنچتا ہے نزديك هو  
 ۲ شماره نمبر ۱۶ بحواله فتاوى علمائے خواہ دور هو اس بارے ميں بہت سى  
 حدیثیں آئى ہیں۔ بلکہ افضل یہ ہے كه آدمى  
 اپنے بھائى كيلئے غائبانہ دعا كرے۔ واللہ اعلم

نمبر (۲۹) علامہ محمد عبدالحى لکھنوى

سوال! اگر کوئى شخص کپڑا يا کھانا فى سبيل اللہ دے كرىا نماز نفل حج ادا كر كے اس كا ثواب  
 كسى ميت كى روح كو پہنچائے تو یہ ثواب ميت كو پہنچے گا يا نہیں۔  
 جواب! عبادت مالى هو يا بدنى يا مركب از هر دو۔ ہر ايك كا ثواب ميت كو پہنچا يا جا سكتا  
 ہے۔ (فتاوى عبدالحى اردو ۷۵)

## نمبر (۳۰) مولوی ابوالبرکات احمد

سوال! قبرستان میں کھول کر قرآن پڑھنا یا زبانی پڑھنا کیسا ہے وضاحت فرمائیں۔  
جواب! اس مسئلہ میں اختلاف ہے میت کو دفن کے بعد اس کے سر ہانے پر سورہ البقرہ کی  
اول آیات ہم المفلحون تک اور آخری آیت فانصرنا علی القوم  
الکافرین تک پاؤں کی طرف کھڑے ہو کر پڑھنے کی روایت حضرت عبداللہ بن عمر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً مرفوعاً طبرانی۔ مسند احمد۔ بزار وغیرہ میں آئی ہے بزار کی  
روایت کی صاحب تنقیح الرواۃ نے تحسین کی ہے۔ (فتاویٰ برکات تہ ۱۷۶)

## نمبر (۳۱) غیر مقلدین (وہابیوں) کے پیشوا نواب صدیق حسن

اور طریقہ ختم خواجگان رحمۃ اللہ علیہم

یہ ختم جس نیت و قصد سے پڑھا جاتا ہے وہی مقصد حاصل ہوتا ہے طریقہ اس کا  
یہ ہے کہ پہلے ہاتھ اٹھا کر ایک بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر سورہ فاتحہ کو مع بسم اللہ سات بار  
پڑھے پھر درود سو بار پھر الم نشرح مع بسم اللہ ہفتادہ بار پھر سورہ اخلاص با بسم اللہ ہزار و  
یک بار پھر فاتحہ با بسم اللہ سات بار پھر درود سو بار پھر فاتحہ پڑھ کر ثواب اس ختم کا ارواح  
حضرات کو جن کی طرف یہ ختم منسوب ہے پیش کرے ان بزرگوں کی تعین نام میں  
اختلاف ہے پھر اللہ تعالیٰ سے حصول مدعا بوسیلہ ان بزرگوں کے چاہے اور جب تک کام  
نہ ہو مداومت رکھے اللہ ہر مشکل آسان کرنے والا ہے اس ختم کو خواہ ایک شخص تنہا پڑھے  
یا زیادہ لوگ پڑھیں بطور تقسیم لیکن رعایت عدد وتر کی اولیٰ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے وتر کو  
دوست رکھتا ہے خانقاہ شریف مظہر یہ کا دستور یہ تھا کہ بعد فاتحہ آخر کے دعا آواز بلند سے

کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے ثواب ان کلمات کا جو اس خلقہ میں پڑھے گئے ہیں ارواح طیبات حضرات عالیہ نقشبندیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پیش کیا اور اللہ تعالیٰ سے ہم امداد و اعانتہ بواسطہ ان حضرات کے چاہتے ہیں۔ مجدد الف ثانی کے ختم میں بھی معمول دعا اسی طور پر تھا میں کہتا ہوں کہ شیخ محمد بن علی نے خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادق و ابو یزید بسطامی و ابو الحسن خرقانی اور جو بعد ان کے ہوئے ہیں تا ان سے شاہ نقشبند سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قضا حاجات و حصول مرادات و دفع بلا و قہر اعداء و حساد و رفع درجات و وصال قربات و ظہور تجلیات میں استعمال اس فائدہ جلیلہ و اسرار غریبہ کا تریاق مجرب ہے طریقہ اس ختم کا یہ ہے کہ سو بار استغفار پڑھے اور سات بار فاتحہ اور سو بار درود اور ننانوے بار الم نشرح اور ہزار اور ایک بار سورہ اخلاص پھر سات بار فاتحہ پھر وقت تمام ہونے اس ختم کے سو بار درود پھر حاجت کا سوال کرے اور مقصود کا طالب ہو باذن اللہ وہ حاجت پوری ہوگی اور چار دن سے زیادہ تجاوز نہ کرے گی اور سات دن تک اس پر مداومت کرے۔

قَالَ وَجَرَّبَهَا كَثِيرًا وَلَكِنْ أَوْصُو لِمَنْ وَصَلَ إِلَى مُرَادِهِ أَنْ لَا يَفْشِيَ سِرَّهُ لِأَحَدٍ مِنَ السُّفَهَاءِ لِئَلَّا يَسْتَعْمِلُوا فِي مَا حُرِّمَ ثُمَّ كَانَ ذَلِكَ التَّرْتِيبُ عَادَةً لَهُمْ يُدَاوِمُونَ نَهَا وَيَعْمَلُونَ بِهَا كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ صَبَاحًا وَمَسَاءً أَوْ ذُبُرَ كُلِّ

محرر سطور اگرچہ کسی شیخ کا مرید نہیں ہے لیکن آبا و مشائخ میرے سب نقشبندیہ گزرے ہیں اگرچہ ان کو اجازت جملہ سلاسل سلوک کی بھی حاصل تھی اس لیے میں نے اس ختم کا اس جگہ ذکر کرنا مناسب جانا برکات اس ختم کے لاتفف عند حد ہیں خزینۃ الاسرار میں تفصیل اس اجمال کی لکھی



الْمَكْتُوبَاتِ الْخَمْسِ فَعَادَاتُ هِيَ اِطْرَاقُ طَرِيقَةٍ مَجْدِيَّةٍ كَوْبِهِ بَابُ اسْتِثْنَاءٍ  
السَّادَاتِ السَّادَاتِ سَادَاتُ لِعَادَاتِ كَيْ ذَكَرَ كَيْتَا هُوَ وَالِدُ مَرْحُومٍ مِيرِ عَشْبَنْدِي  
وَمَنْ خَالَطَ السَّادَاتِ يَنَالُ السِّيَادَةَ تَحْتَهُ اَوْ قَاضِي مَحْمَدِ عَلِي شَوَكَانِي بَهِي عَشْبَنْدِي تَحْتَهُ  
وَالسَّعَادَةَ وَهُوَ اَعْظَمُ الرُّكْنِ وَ اَوْ اَهْلُ خَانْدَانِ شَاهِ وَلِي اللّٰهُ مَحْدُثِ اَوْ مَرْزَا  
اَفْضَلُ الْوَرْدِ الْمَخْصُوصِ فِي مَظْهَرِ جَانَجَانَا بَهِي اِسِي طَرِيقَةٍ عَلَيْهِ بِرِ تَحْتَهُ  
الطَّرِيقَةَ النَّقْشَبَنْدِيَّةَ بَعْدَ اِسْمِ الْذَاتِ وَلِلّٰهِ اَلْحَمْدُ شَاهِ عَبْدِ الْعَزِيزِ مَحْدُثِ دِهْلَوِي نِي  
وَنَفِي الْاَثْبَاتِ كَذَا ذَكَرَهُ اَبُو فَرَمَايَا هُوَ كِهْ دَرِ اَعْمَالِ مَشَايِخِ خَتْمِ خَوَا جَاغَا  
نِي مَجْرِبِ اسْتِ وَ طَرِيقَةٍ اَوْ مَعْرُوفِ وَ مَشْهُورِ  
خَتْمِ يَا بَدِيعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا  
بَدِيعُ يَكْ هَزَارِ دُو صَدِّ بَارِ اَوَّلِ وَ اَخِرِ دُرُودِ  
شَرِيفِ صَدِّ بَارِ نِي خَوَا هُنَّ خَوَا هُ: بِجَمَاعَتِ نِي  
مَجْرِبِ اسْتِ اَنْتَهِي۔

## دوسرا طریقہ

ایک طریقہ ختم خواجگان کا یہ ہے کہ سو درود کے ہر چیز کو مع تسمیہ پڑھے فاتحہ  
سات بار درود ایک سو بار الم نشرح اہتر بار اخلاص ایک ہزار بار پھر فاتحہ سات بار درود  
ایک سو بار اور کسی قدر شیرینی پر فاتحہ حضرات مشایخ پڑھ کر تقسیم کر دے۔ واللہ اعلم۔  
ختم حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ ختم واسطے حصول جمیع مقاصد و حل مشکلات کے مجرب ہے پہلے سو بار درود

پڑھے پھر پانسو بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ بلا کم بیش پھر سو بار درود اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا رہے یہاں تک کہ مطلب حاصل اور مشکل حل ہو مرزا صاحب قدس سرہ نے قاضی ثناء اللہ مرحوم کو لکھا تھا کہ ختم خواجگان و ختم مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر دن بعد حلقہ صبح کے لازم کر لو۔

### ختم قادریہ

اس کو مشائخ نے واسطے برآمد امر مہم کے مجرب سمجھا ہے عروج ماہ میں پنجشنبہ سے شروع کر کے تین دن تک پڑھے بسم اللہ مع فاتحہ و کلمہ تجید و درود سورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار پھر شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر اور ثواب اس کا روح پر فتوح آنحضرت و مشائخ طریقت کو دیکر تقسیم کرے۔

### دیگر ختم قادریہ

پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ.

پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھ کر تقسیم کر دے۔

### ختم دفع شر

اسکا بہ نیت دفع شر گیارہ بار یا ایک سو ایک بار پڑھنا اور اول و آخر پانچ بار درود

شریف پڑھنا بعد نماز فجر کے مجرب ہے۔ ولہد الحمد۔

## ختم برائے میت

جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو اس سے کہے کہ دس بار قل ھو اللہ احد مع بسم اللہ پڑھے پھر دس بار درود پھر دس بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پھر دس بار اَللّٰهُمَّ اغْفِرْهُ، وَارْحَمْهُ پھر ہاتھ اٹھا کر سورۃ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ثواب ختم قرآن تہلیل کا فلان کی روح کو پیش کیا لوگ حلقے کے یوں کہیں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.

(کتاب التعوذات اردو معروف الدعاء والدواء، ۸۷-۸۹)

اب اس عبارت کا مطالعہ فرمائیں جس کا ذکر نواب صدیق حسن نے کیا ہے یعنی خزینۃ الاسرار کی عبارت

نمبر (۳۲) محمد بن علی حقی النازلی لکھتے ہیں

اعلم ان الامام الھمام الفائق الذی  
 ھو فی التفسیر والحديث ناطق و  
 مفہوم: کے لئے گذشتہ نواب صدیق حسن  
 فی جمع الطرق والاسرار سابق بھوپالوی کی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔  
 ھو سیدی جعفر صادق و ابو  
 یزید البسطامی و ابو الحسن  
 الخرقانی ومن دونہم الی شاہ  
 النقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم و

نفعنا بهم آمين انهم اتفقوا في احاديث زيارت کی صحت  
 قضاء الحاجات و حصول المرادات و دفع البلاء و  
 قهر الاعداء و الحساد و رفع القربات و وصول القربان و  
 ظهور التجليات قد استعملو هذه الفائدة الجليلة و الاسرار الغريبة و  
 هي الاستغفار مائة مرة و الفاتحة سبع مرات و الصلوة على النبي  
 ﷺ مائة مرة و الم شرح تسعة و سبعين مرة و قراءة سورة اخلاص  
 الفاو و احدة ثم الفاتحة سبع مرات و عند تمام الكل يصلى على النبي  
 ﷺ مائة مرة ثم يسأل حاجته و يطلب مقصوده فانها تقضى باذن  
 الله تعالى و لا يتجاوز الى اربعة ايام و يداوم عليها الى سبعة ايام  
 و جربها كثير و لكن اوصو من وصل الى مراده ان لا يغشى سره

مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا  
 محمد عباس رضوی صاحب

قرآن مجید کا آسان لفظی ترجمہ  
**نور الایمان**

مفتی محمد رضا المصطفیٰ ظریف قادری صاحب

الگ الگ بارہ اور دس پاروں پر مشتمل تین

جلدات میں دستیاب ہے

نور انیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور بشریت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر

ایک بہترین کتاب

## حقیقت

### مسئلہ نور و بشر

از قلم: خادم مناظر اہلسنت قاری

محمد ارشد مسعود اشرف چشتی

### شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم: خادم مناظر اسلام قاری

محمد ارشد مسعود اشرف چشتی

شفاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مدلل

کتاب

لا حد من السفهاء لئلا يستعملوها  
 فيما حرم ثم كان ذلك الترتيب  
 عادة لهم يداومونها ويعملون بها  
 كل يوم مرة او مرتين صباحاً و  
 مساءً او دبر كل المكتوبات  
 الخمس فعادات السادات سادات  
 العادات ومن خالط السادات ينال  
 السيادة والسعادة و هو اعظم  
 الركن و افضل الورد المخصوص  
 في الطريقة النقشبندية بعد اسم  
 الذات و نفى الاثبات فان ارواح  
 المشائخ بركة هذا الورد يمدون  
 من استمد منهم و يغيثون من  
 استغاث بهم و يعينون من استعان  
 بهم و يخلصونه من انواع البلايا  
 كذا ذكره ابو السعود.

( خزينة الاسرار الكبرى ۲۲۰ )

## نمبر (۳۳) علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

الحمد لله رب العلمين، ليس في  
 الاية ولا في الحديث ان الميِّت لا  
 ينفع بدعاء الخلق له و بما يعمل  
 عنه من البربل البربل ائمة الاسلام  
 متفقون على انتفاع الميِّت بذلك  
 وهذا مما يعلم بلاضطرار من دين  
 الاسلام وقد دل عليه الكتاب  
 والسنة والاجماع ممن خالف  
 ذلك كان من اهل البدع.

الحمد اللہ رب العالمین! مذکورہ آیت اور  
 حدیث میں یہ (بالکل) نہیں ہے کہ میت  
 اس دعا سے نفع حاصل نہیں کرتی جو مخلوق  
 اس کیلئے کرتی ہے (اور نہ ہی آیت و حدیث  
 میں ہی ہے کہ میت) اس نیک عمل سے نفع  
 حاصل نہیں کرتی جو اس کیلئے کیا جائے۔  
 بلکہ آئمہ اسلام میت کے دعا و اعمال صالحہ  
 سے متفع ہونے پر متفق ہیں اور یہ دین  
 اسلام کے ضروری مسائل میں سے ہے۔

(مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ۲/۲۴۰-۲۴۱)

اور اس پر کتاب و سنت اور اجماع دلالت  
 کرتے ہیں اور جو کوئی اس کی مخالفت  
 کرے وہ بدعتی ہے۔

## نمبر (۳۴) ابن قیم کا فتویٰ

وذهب بعض اهل البدع من اهل  
 الكلام انه لا يصل الى الميِّت  
 شي "البتة لا دعاء" ولا غيره.

یعنی بعض اہل کتاب بدعتی کہتے ہیں کہ  
 مردے کو نہ دعا کا ثواب پہنچتا ہے اور نہ کسی  
 اور عمل کا۔ (کتاب الروح ۲۹۸)

## نمبر (۳۵) محمد بن اسماعیل امیر کا فتویٰ

ان هذه الادعية و نحوها نافعٌ لِمِيتٍ بلا خلافٍ واما غيرُها من قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لَهُ، فَالشَّافِعِيُّ يَقُولُ لَا يَصِلُ ذَالِكَ اِلَيْهِ وَ ذَهَبَ اَحْمَدُ وَ جَمَاعَةٌ "مِنَ الْعُلَمَاءِ اِلَى وَصُولِ ذَالِكَ اِلَيْهِ وَ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ" مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَ الْحَنْفِيَّةِ اِلَى اَنَّ الْاِنْسَانَ اَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلَوةً كَانَ اَوْ صَوْمًا اَوْ حَجًّا اَوْ صَدَقَةً اَوْ قِرْنَةَ قُرْآنٍ اَوْ ذِكْرًا اَوْ اَيُّ نَوْعٍ مِنْ اَنْوَاعِ الْقُرْبِ وَ هَذَا هُوَ الْقَوْلُ لَا رُجْعَ دَلِيلاً.

یعنی یہ دعائیں اور ان کی مثل اور دعائیں بلا اختلاف میت کو نفع دیتی ہیں اور قرآن کی تلاوت کے بارے بلا اختلاف پس امام شافعی کہتے ہیں کہ اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اور امام احمد اور علماء کی ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ قرآن پڑھنے کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے اور اہل سنت میں سے ایک جماعت اور حنفیہ کا یہ ہی مذہب ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے خواہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا قرأت قرآن یا کوئی ذکر یا عبادت کی کوئی اور قسم اور یہی قول دلیل کی رو سے زیادہ راجح ہے۔

(سبل السلام شرح بلوغ المرام ۲/۵۸۶ . ۵۸۷)

نمبر (۳۶) نواب وحید الزمان غیر مقلد کا فتویٰ

لا خِلاَفَ بَيْنَ اَهْلِ السُّنَّةِ فِي اَنَّ الْاُمُورَ تَنْتَفِعُ بِسَعْيِ الْاَحْيَاءِ فِي اَمْرَيْنِ اَحَدُهُمَا مَا تَسَبَّبَ اِلَيْهِ الْمِيَتِ

یعنی اس میں اہل سنت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مردوں کو زندوں کی سعی کا دو طرح سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ ایک تو

فِي حَيَاتِهِ وَ الثَّانِي دُعَاءُ الْمُسْلِمِينَ بِهٖ كِهٖ جِسْمِ كَا سَبَبِ مَرْتِنِ وَ الْآخِرُ بِنَا اِبْنِي  
 وَ اِسْتِغْفَارِهِمْ لَهٗ، وَ الصَّدَقَةُ، وَ الْحَجُّ زَنْدِغِي مِيں۔ اور دوسرا مسلمانوں كا اس كِهٖ  
 وَ اِخْتَلَفَ اَصْحَابُنَا فِي ثَوَابِ لِيَهٗ دَعَا اور اِسْتِغْفَارِ كَرْنَا صَدَقَهٗ اور حَجِّ كَرْنَا  
 الْعِبَادَاتِ الْبَدْنِيَّةِ كَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَ اور هَمَارَهٗ اصْحَابِ نَهٗ بَدْنِي عِبَادَاتِ مِيں  
 غَيْرَهَا وَ مَذْهَبُ الْمُحَقِّقِينَ مِنْ اَهْلِ اِخْتِلَافِ كِيَا هٗ جِيَسَهٗ قِرَاتِ قُرْآنِ وَ غَيْرَهٗ  
 الْحَدِيثِ اَنَّ ثَوَابَ كُلِّ عِبَادَةٍ بَدْنِيَّةٍ اور اَهْلِ حَدِيثِ مِيں سَهٗ مُحَقِّقِينَ كَا مَذْهَبِ يَهٗ  
 كَانَتْ كَخْتَمِ الْقُرْآنِ اَوْ مَالِيَّةٍ كَا هٗ كِهٖ تَمَامِ عِبَادَاتِ بَدْنِيَّةِ جِيَسَهٗ خْتَمِ قُرْآنِ مَجِيدِ  
 الصَّدَقَةُ يَصِلُ اِلَيْهِمْ سِوَاءِ " اِهْدِي يَا مَالِي جِيَسَهٗ صَدَقَهٗ كَا ثَوَابِ مَرْدُوں كُو پَهِنْچْتَا هٗ  
 لَهُمْ كُلُّ الثَّوَابِ اَوْ نِصْفَهٗ، اَوْ رُبْعَهٗ، اور يَهٗ بَاتِ بَرَابَرِ هٗ كِهٖ مَرْدُوں كُو كُلِّ ثَوَابِ  
 نَصْرَ عَلَيْهِ الْاِمَامِ اِحْمَدُ وَ قَالَ يَصِلُ اِيصَالِ ثَوَابِ كِيَا جَايَهٗ يَا نِصْفِ يَا چُو تَهَايَهٗ  
 اِلَى الْمَيِّتِ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ صَدَقَةٍ اس پر امام احمد نَهٗ نِصْرَ قَائِمِ كِيَا هٗ اور فرمایا  
 وَ صَلَوَةٍ وَ حَجِّ وَ اِعْتِكَافٍ وَ قِرَاءَةِ وَ هٗ كِهٖ مَيِّتِ كُو هَرْنِيكِي كَا ثَوَابِ وَ هٗ صَدَقَهٗ هُو  
 نَمَازِ هُو حَجِّ هُو اِعْتِكَافِ هُو قُرْآنِ مَجِيدِ كِيَا  
 ذِكْرٍ وَ غَيْرِ ذَالِكِ۔  
 ( هِدْيَةُ الْمَهْدِي ١٠٤ )  
 تِلَاوَتِ هُو ذِكْرِ هُو يَا اِسْرَهٗ عِلَاوَهٗ كُوْنِي  
 دوسري عبادت پَهِنْچْتَا هٗ۔

فقہ محمدیہ کلاں

نمبر (٣٤)

مولوی نور الحسن غیر مقلد نے لکھا ہے

اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ علماء کہتے ہیں کہ قبر کے پاس



قرآن پڑھنا مستحب ہے واسطے اس حدیث کے کہ آپ ﷺ نے ایک کھجور کی چھڑی تازہ چیر کر گاڑی اس واسطے کہ جب چھڑی کی تسبیح سے تخفیف عذاب کی امید ہے تو پھر قبر کے پاس قرآن پڑھنے سے بطریق اولی امید ہے۔ (فقہ محمدیہ کلاں ۱/۲۰۳)

نمبر (۳۸) فقہ حنفی کی مشہور کتاب حاشیہ طحاوی علی مراقی الفلاح میں ہے  
 فَلِإِنْسَانٍ أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِعَيْنِي كَوْنِي إِنْسَانٍ أَيْنَ عَمَلٍ كَا ثَوَابِ كَسِي غَيْرِ كُو  
 لِغَيْرِهِ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بِبِنِجَائِي أَهْلَ سُنَّتِ كِ نَزْدِي كِ يِهْ جَائِزِي هِي  
 صَلَوَةٍ كَانِ أَوْ صَوْمًا أَوْ حَجًّا أَوْ وَهُ عَمَلِ نَمَازِ هُو يَارُوزِهِ حَجَّ هُو يَا صَدَقَةٍ تَلَاوَتِ  
 صَدَقَةٍ أَوْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ لِأَذْكَارٍ أَوْ قُرْآنِ مَجِيدِ هُو يَا ذَكَرِيَا اس كِ عِلَاوَهُ نِيكِ  
 غَيْرِ ذَلِكَ مِنْ أَنْوَاعِ الْبِرِّ وَ يَصِلُ أَعْمَالِ مِي سِ كِ كُوْنِي عَمَلِ بِي هِي هُو أَوْرِمِي تِ كُو  
 ذَلِكَ إِلَى الْمَيِّتِ وَ يَنْفَعُهُ. ان اعمال كا ثواب پہنچتا اور اسے نفع دیتا ہے۔

(حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح ۳۲۱، ۳۲۲)

نمبر (۳۹) حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں

وَهَذَا جَائِزٌ "أَهْلِ السُّنَّةِ وَهُوَ أَنْ يَجْعَلَ الْإِنْسَانُ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلَوَةٍ كَانِ أَوْ صَوْمًا أَوْ صَدَقَةً أَوْ غَيْرَهَا. كَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَالطَّوَّافِ وَالْعِتَاقِ وَالْأَذْكَارِ وَنَحْوَهَا. أَوْ يِهْ جَائِزِي هِي  
 اور یہ اہل سنت کے نزدیک جائز ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو بخشے خواہ وہ نماز ہو یا روزہ ہو یا صدقہ ہو یا اسی طرح کی جیسے قرات قرآن طواف غلام آزاد کرنا اور ذکر اور اسی طرح کی دوسری چیزیں۔ (فتح باب العنایة بشرح النقایہ ۱/۷۳۱)

## نمبر (۴۰) امام نووی اور منکرین پر فتویٰ

عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ الْكَلَامِ مِنْ أَنَّ لِعِنَى بَعْضِ مُتَكَلِّمِ بَدْعِيِّينَ نَهَى أَنْ يَكُونَ مِيتٌ كَوِ الْمَيِّتِ لَا يُلْحَقُهُ بَعْدَ مَوْتِهِ ثَوَابٌ " اس کی موت کے بعد ثواب نہیں پہنچتا یہ فُهِوْا مَذْهَبٌ " بَاطِلٌ " قَطْعًا وَ خَطَأً " مذہب یقیناً باطل ہے جو قرآن حدیث اور بَیِّنٌ " . مُخَالَفُ النَّصُوصِ الْكِتَابِ اجماع امت کے خلاف ہے پس اس کی وَالسُّنَّةِ وَاجْمَاعِ الْأُمَّةِ فَلَا التَّفَاتِ طرف بالکل توجہ نہ کی جائے۔  
إِلَيْهِ.

(مسلم مع نووی ۱۴۱)

## نمبر ۴۱ مولوی عبدالجبار بن عبداللہ غزنوی غیر مقلد کا فتویٰ

اموات کو زندوں کے عمل سے فائدہ نہ پہنچنا معتزلہ کا مذہب ہے  
سوال: جو یہ عقیدہ رکھے کہ ایصالِ ثواب بحق موتے از قسم طعام و پارچہ وغیرہ جائز نہیں نہ یہ ان کو پہنچے وہ سنت و جماعت والوں میں سے ہے یا نہ؟  
جواب: صدقات کا ثواب باتفاق اہل سنت اور جماعت کے اموات کو پہنچتا ہے بعض فرقہ ضالہ معتزلہ وغیرہ کا مذہب ہے کہ کسی عبادت کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا خواہ وہ عبادت بدنی ہو یا مالی صحیح مسلم میں ہے۔ لیس فی الصدقات اختلاف میت کو صدقہ کا ثواب پہنچنے میں کوئی اختلاف نہیں امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے۔  
فان الصدقة تصل الى الميت و ينتفع بها بلا خلاف بين المسلمين و هذا هو الصواب وما حكاها الماوردی فی کتابه الحاوی عن بعض

اصحاب الکلام من ان المیت لا يلحقه بعد موته ثواب فهو مذهب باطل قطعاً و خطأوبین لنصوص الكتاب والسنة واجماع الامة فلا التفات اليه ولا تعریج علیه . شرح فقد اکبر میں ہے کہ اموات کو زندوں کے عمل سے فائدہ نہ پہنچنا مذہب معتزلہ کا ہے۔ (فتاویٰ غزنویہ ۱۷۹)

(فتاویٰ علمائے حدیث جلد نمبر ۵ ص: ۳۴۶)

قرآن و احادیث اور اقوال متقدمین و متاخرین سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ایصال ثواب کی حقیقت کو اسلام قبول کرتا ہے اور مسلمان دور نبوی ﷺ سے لے کر آج تک اپنے فوت شدگان کو مختلف طریقوں سے ایصال ثواب کرتے چلے آ رہے ہیں اور یہ ایک جائز و مستحب و مسنون عمل ہے اور دوسرا یہ کہ ہر دور کے مسلمانوں نے اس کو اچھا سمجھا اور اس پر عمل کرتے آ رہے ہیں اور احادیث سے اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ وہ کام جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ:

مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ.

(اخرجه احمد في مسنده ۳۷۹/۱ و حاکم في المستدرک ۷۸/۳ و ابو نعیم في الحيلة الاولياء ۳۷۵/۱ و فی کتاب الامامة ۳۷۶ و الطیالسی فی مسنده ۳۳ برقم ۲۴۶ البزار فی مسنده ۸۱/۱ و البیهقی فی الاعتقاد ۲۰۸ و ابن الاعرابی فی المعجم ۱۶۲/۲ و الطبرانی فی الکبیر ۱۱۳/۹ و البغوی فی شرح السنة ۲۱۴/۱ و الخطیب فی الفقیة و المتفقہ ۲۲۳/۱ و محمد فی الموطا ۱۰۴)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا

جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

مسلمان شروع سے اس عمل کو اچھا سمجھتے آ رہے ہیں بلکہ اس کے خلاف کو باطل کہتے ہیں جیسا کہ گذشتہ اوراق میں نقل ہو چکا۔

پس حدیث کی رو سے بھی معلوم ہو گیا کہ یہ عمل اللہ کی بارگاہ میں بھی اچھا ہے اور اس کو نہ ماننے والا قرآن و احادیث و اجماع امت کا مخالف ہے اور کئی علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں گزرا۔

اور اگر یہ کام بدعت و حرام ہوتا تو یہ امت کبھی بھی اس پر اکٹھی نہ ہوتی کیونکہ

عن ابن عمر . قال رسول الله ﷺ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
 ان الله لا يجمع امتي او قال امة  
 روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ  
 محمد ﷺ على ضلالة و يد الله  
 اللہ تعالیٰ میری امت کو یا امت محمد ﷺ کو  
 على الجماعة و من شد شد في  
 گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ  
 النار . و في رواية ان امتي لا تجتمع  
 جماعت پر ہے اور جو جدا ہوا تو تنہا آگ  
 على الضلالة .  
 میں ڈالا جائے گا اور ایک روایت میں ہے  
 کہ بے شک میری امت کبھی بھی گمراہی پر  
 اکٹھی نہیں ہوگی۔

(ترمذی ۳۹/۲ و حاکم فی المستدرک ۱/۱۱۷ و کتاب السنة لابی عاصم

۳۹/۱ و المؤلف و المختلف ۶۴۳)

لیکن بعض لوگ اس پر اعتراضات کرتے ہیں کہ کھانے کو سامنے رکھ کر پڑھنا جائز نہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ کھانا ہی حرام ہو جاتا ہے۔

## کھانا سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا

اگر کوئی کھانا سامنے رکھ کر تلاوت قرآن مجید کرتا ہے تو اس سے کھانا حرام نہیں ہوگا کیونکہ کھانا کھانے سے پہلے نبی اکرم ﷺ نے بسم اللہ پڑھنے کا بھی حکم فرمایا اگر بسم اللہ جو قرآن مجید کی ایک آیت کا حصہ ہے اس کے پڑھنے سے کھانا حرام نہیں ہوتا بلکہ اس میں برکت ہو جاتی ہے تو قرآن مجید کی چند آیات پڑھنے سے حرام کیوں ہوگا۔ حالانکہ نبی اکرم ﷺ کا طریقہ مبارک یہ بھی تھا کہ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتے اور پڑھنے کا حکم فرماتے تھے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے

نمبر (۱)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ فَإِنْ نَسِيَ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ۔  
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھے اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو کہے بسم اللہ اولہ و آخرہ۔  
 (ترمذی ۲/۸۱ و ابن ماجہ ۲۳۲/۲۳۲)

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی آیت پڑھنے سے کھانے میں برکت پیدا ہوتی ہے کیونکہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ہی آیت ہے اگر اس کے پڑھنے سے حرام نہیں تو چند آیات پڑھنے سے کیسے کھانا حرام ہوگا۔

علامہ محمود آلوسی حلال کو حرام کہنے کے متعلق وضاحت فرماتے ہیں کہ

إِنَّ تَحْرِيمَ الْحَلَالِ عَلَى وَجْهِينِ . حلال کو حرام بنانے کی دو قسمیں ہیں  
 الْأَوَّلُ اِعْتِقَادُ ثُبُوتِ حُكْمِ التَّحْرِيمِ پہلی قسم یہ کہ حلال چیز کے متعلق حرام ہونے  
 فِيهِ وَهُوَ كَاِعْتِقَادِ ثُبُوتِ حُكْمِ کا عقیدہ رکھنا وہ ایسے ہی ہے جیسے حرام کو  
 التَّحْلِيلِ فِي الْحَرَامِ مَحْظُورٌ حلال سمجھنے کا عقیدہ رکھنا یہ موجب کفر ہے  
 يُوجِبُ الْكُفْرَ . وَالثَّانِي اِلْمْتِنَاعُ مِنْ دوسری قسم یہ کہ حلال سے رک جانا حلال کو  
 الْحَلَالِ مُطْلَقًا أَوْ مُؤَكَّدًا بِالْيَمِينِ مَعَ استعمال نہ کرنا یا قسم اٹھا کر اپنے اوپر حرام کر  
 حِلِّهِ وَهَذَا مُبَاحٌ "صَرَفٌ" وَ "حَلَالٌ" لینا یہ مباح ہے بشرطیکہ اس حلال چیز پر عمل  
 مَحْضٌ . کرنا باعث عبادت نہ ہو۔

(روح المعانی ۱۴/۱۴۸)

کھانے پر قرآن پڑھنا (آیۃ الکرسی) باعث برکت ہے

و اخرج ابو الحسن محمد بن ابو الحسن محمد بن احمد بن شمعون الواعظ نے امالی  
 احمد بن شمعون الواعظ فی امالیہ میں اور ابن نجار نے نقل کیا کہ حضرت عائشہ  
 و ابن نجار عن عائشہ ان رجلاً اتى صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ  
 النبى ﷺ فَشَكَاَ اِلَيْهِ اَنَّ مَا فِى بَيْتِهِ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا  
 مَمْحُوقٌ "مِنَ الْبَرَكَةِ فَقَالَ اَيْنَ اَنْتَ اور عرض کی کہ اس کے گھر میں بے برکتی ہے تو  
 مِنْ آيَةِ الْكُرْسِيِّ مَا تَلَيْتَ عَلَيَّ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو آیۃ الکرسی  
 طَعَامٌ وَلَا دَامٌ اِلَّا اِنَّمَا اللّٰهُ بَرَكَةٌ سے غافل ہے کیونکہ جس کھانے اور سالن پر  
 آیت الکرسی پڑھی جائے اللہ تعالیٰ آمیں  
 ذَالِكِ الطَّعَامِ وَلَا دَامِ . برکت ڈال دیتا ہے۔

(درمنثور ۳۲۳)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کھانے پر تلاوت قرآن مجید کرنے سے کھانا بابرکت ہو جاتا ہے اور یہ ایک جائز عمل ہے اور کھانے وغیرہ پر اگر تلاوت قرآن مجید کی جائے تو وہ حرام نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا کھانا ناجائز ہوتا ہے بلکہ نبی اکرم ﷺ نے تو حکم فرمایا کہ اپنے کھانے کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ زینت دو جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ہے

حدیث نمبر (۳)

عن حسن قال قال رسول الله ﷺ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
زَيْنُوا طَعَامَكُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ وَلَا تَنَامُوا  
عَلَيْهِ فَتَقْسُو لَهُ قُلُوبَكُمْ  
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ  
کے ذکر کے ساتھ اپنے کھانوں کو زینت  
(المنہاج فی شعب الایمان  
دل سنگدل ہو جائیں۔  
۳۰۹/۲)

حدیث نمبر (۴)

عَنْ سَلْمَةَ قَالَ حَفَّتْ أَرْوَادُ النَّاسِ  
وَأَمَلَقُوا فَأَتُوا النَّبِيَّ ﷺ فِي نَحْرِ  
أَبْلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ  
فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ مَا بَقَاءُكُمْ بَعْدَ  
حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
ہے کہ ایک دفعہ لوگوں کا زادراہ ختم ہو گیا اور  
وہ خالی ہاتھ رہ گئے تو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ  
میں حاضر ہوئے تاکہ آپ ﷺ سے اونٹ

ابلیکم فدخل عمرُ علی النبی ﷺ ذبح کرنے کی اجازت حاصل کریں پس  
 فقال یا رسول اللہ ﷺ ما بقاءہم رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت مرحمت  
 بعد ابلہم قال رسول اللہ ﷺ ناد فرمائی پھر ان کی ملاقات حضرت عمر رضی  
 فی الناس یأتون بفضلِ ازوادہم اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو ان کو یہ بتایا تو  
 فدعا و برک علیہ ثم دعاهم انہوں نے فرمایا کہ اپنے اونٹ ذبح کرنے  
 باوعیتہم فاحتشی الناس حتی فرغوا کے بعد تم زندہ کس طرح رہو گے پس عمر  
 ثم قال رسول اللہ ﷺ اشہد ان لا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس  
 الہ الا اللہ و انی رسول اللہ گئے تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ

(بخاری باب حمل الزاد فی الغزو ۱/۴۱۸) ذبح کرنے کے بعد لوگ زندہ کیسے رہیں  
 والبعوی فی شرح السنة ۱۳/۲۹۸) گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں

میں اعلان کر دو کہ اپنا بچا ہوا زادراہ لے  
 آئیں۔ پس آپ ﷺ نے اس پر برکت  
 کی دعا کی پھر ان سے فرمایا کہ اپنے اپنے  
 برتن بھر لو لوگوں نے اپنے اپنے برتن بھر  
 لیے جب فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ  
 نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے  
 علاوہ کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا  
 رسول ہوں۔



حدیث نمبر ۲ سے معلوم ہوا کہ کھانے پر قرآن پڑھنا ناجائز نہیں بلکہ باعث برکت ہے اگر کھانا سامنے رکھ کر قرآن کی تلاوت کی جائے تو کھانا حرام نہیں ہو جاتا بلکہ باعث برکت بن جاتا ہے اور نمبر ۴ سے معلوم ہوا کہ کھانا آگے رکھ کر دعا کرنا بھی جائز ہے اور اس کا کھانا بھی جائز۔

اب اگر کوئی ان احادیث کے مطابق قرآن کی تلاوت کرے اور دعائے مانگے تو اس میں حرمت کہاں سے آجائے گی اور اس کا کھانا کیسے ناجائز ہوگا۔  
حدیث نمبر (۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ نے ام سلیم (یعنی حضرت انس کی والدہ) سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے میرے خیال میں آپ کو بھوک لگی ہے تو کیا تیرے پاس کوئی شے ہے تو انہوں نے کہا ہاں پھر انہوں نے جو کی روٹیاں نکالیں اور اپنی اوڑھنی لی اور اس میں ان کو لیٹا اور میرے کپڑے کے نیچے چھپا دیا اور کچھ مجھ پر دے دیا پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا تو میں اسے لے کر گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں بیٹھا ہوا پایا اور آپ کے ساتھ صحابہ موجود تھے پس میں وہاں کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے ابو طلحہ نے بھیجا ہے تو میں نے عرض کی جی یا رسول اللہ ﷺ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے سب ساتھیوں کو فرمایا اٹھو تو آپ ﷺ چلے اور میں سب سے آگے تھا یہاں تک کہ ابو طلحہ کے پاس آیا اور انہیں بتایا تو ابو طلحہ نے کہا ام سلیم بے شک رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں کو ساتھ لے کر آگئے ہیں اور ہمارے پاس ان کے کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔

فَقَالَتْ اللَّهُ، وَرَسُولُهُ، أَعْلَمُ قَالَ تُوَامِ سَلِيمُ نَعْبُ اللَّهِ وَأَسْرَاسُ كَارِسُولِ جَلَاوِ  
 فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَيْتَرِ جَانْتِي هِي بِهَرِ أَبُو  
 اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْبَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلْحَةَ حَلِيًّا وَأَوْرَآكَ بَرَّهَ كَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ فَقَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلِيمُ تُوَامِ سَلِيمُ نَعْبُ اللَّهِ وَأَسْرَاسُ كَارِسُولِ جَلَاوِ  
 هَلُمِّي مَا عِنْدَكَ يَا أُمَّ سَلِيمِ تَشْرِيْفِ لَائِي تُوَفَّرَ مَا يَأِي أُمَّ سَلِيمِ رَضِيَ اللَّهُ  
 فَاتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَى عَنْهَا جُوْمَهَارِي پَاسِ كَهَانَا هِي وَهَلِي  
 اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ أُمَّ آوَانَهَوِي نِي رُوْتِي پِشِي كِي آيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِي  
 سَلِيمِ عَكَّةَ لَهَا فَا دَمْتُهُ، ثُمَّ قَالَ فِيهِ رُوْتِي كِي تَلْزِي كَرِنِي كَا حَكْمِ دِيَا پَهْرَامِ سَلِيمِ  
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ نِي آيِ بَرْتِنِ سِي كَهِي نِي چُوْزِ كَرِ رُوْتِي پَرِ لَغَايَا  
 يَقُولُ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشْرَةِ فَاذِنْ پَهْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِي آسِ پَرِ كَحْهَ پَرِ هَا جُو  
 لَهُمْ فَآكُلُوا حَتَّى شَبَعُوا ثُمَّ خَرَجُوا اللّٰهُ تَعَالَى كُو مَنْظُورِ تَهَا پَهْرِ آسِ كِي بَعْدِ فَرَمَايَا دَسِ  
 ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشْرَةِ فَاذِنْ لَهُمْ فَآكُلُوا آدَمِيُوِي كُو بَلَاؤِ پِسِ اِنِ كُو آجَا زَتِ دِي كِنِي تُو  
 حَتَّى شَبَعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ اِنَهَوِي نِي كَهَايَا اُو رِ سِي رِ هُو كَرِ چَلِي كِنِي پَهْرِ دَسِ  
 لِعَشْرَةِ حَتَّى آكَلَ الْقَوْمُ كُلَّهُمْ وَ آدَمِيُوِي كُو بَلَايَا تُو اِنَهَوِي نِي بَهِي كَهَايَا اُو رِ  
 شَبَعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ رَجُلًا أَوْ ثَمَانِينَ سِي رِ هُو كَرِ چَلِي كِنِي پَهْرِ فَرَمَايَا دَسِ آدَمِيُوِي كُو  
 نُونَ. بَلَاؤِ تُو اِنَهِي سِ بَلَايَا كِيَا تُو اِنَهَوِي نِي كَهَايَا اُو رِ  
 سِي رِ هُو كَرِ چَلِي كِنِي يِهَا سِ تَكِ كِي تَمَامِ  
 آدَمِيُوِي نِي كَهَايَا اُو رِ سِي رِ هُو كَرِ چَلِي كِنِي  
 اُو رِ هِي سَتْرِيَا سِي آدَمِيُوِي تَهِي۔

(مسلم باب جواز استتباعه غیرہ الی دار من یثق برضاه بذالک برقم (۵۳۱۶)

ومشکوۃ ۵۳۷ و ترمذی ابواب المناقب ۱/۲۰۳. ۲۰۴ و شرح السنة ۱۳/۳۰۱ و

سنن الكبرى ۲۷۳/۷ و تمهید ۱/۲۸۹ و دلائل النبوة لابی نعیم ۲/۴۱۵)

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ کار تھا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے کھانا سامنے رکھ کر جو خدا کو منظور تھا وہ پڑھا تو لازماً وہ دعا اور اسماء الہیہ تھے یا قرآن مجید کا کوئی حصہ ہی ہوگا۔

حدیث نمبر (۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک پتھر کے برتن میں آپ ﷺ کے لیے مالیدہ ہدیہ میں بھیجا حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم فرمایا جاؤ اور تمہیں جو بھی مسلمانوں میں سے ملے بلا لاؤ پس مجھے جو بھی ملا میں اسے بلا لایا پھر وہ سب داخل ہونے لگے اور کھانے لگے اور نکلتے جاتے وَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلَى الطَّعَامِ فَدَعَا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ مَا شَاءَ اللَّهُ.

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس کھانے پر رکھا پھر اس پر دعا فرمائی اور

جو خدا نے چاہا اس پر پڑھا۔

اور میں نے بھی کسی کو نہیں چھوڑا جو بھی ملا میں نے اسے دعوت دی یہاں تک کہ سب نے کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے اور ان میں سے ایک جماعت بیٹھی رہی اور لمبی باتیں شروع کر دیں تو نبی اکرم ﷺ انہیں کچھ کہنے سے شرماتا رہے تھے پس آپ ﷺ باہر

تشریف لے آئے اور انہیں مکان میں ہی چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

اے ایمان والو نبی اکرم ﷺ کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ نہ یہ کہ خود اسکے پکنے کی راہ تلو ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بے شک اس میں نبی اکرم ﷺ کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم ان سے برتنے کی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور انکے دلوں کی اور تمہیں نہیں پہونچتا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان) (مسلم باب زواج نذیب بنت جحش ۱/۲۶۱ و مستدرک ۲/۴۱۷)

## ایصال ثواب کے لیے دن مقرر کرنا

تعیین کی دو قسمیں ہیں

عادی:

شرعی:

شرعی:

وہ جس کے لیے شریعت نے وقت مقرر فرما دیا اس کے علاوہ وہ ہو نہیں سکتا جیسا کہ قربانی ہے شریعت نے اس کے لیے وقت مقرر کر دیا ہے لہذا ان دنوں کے علاوہ قربانی ہو نہیں سکتی ایسے ہی حج ہے کہ مخصوص دنوں کے علاوہ نہیں ہو سکتا وغیرہ وغیرہ۔

عادی:

یہ کہ شریعت کی طرف سے کوئی قید نہیں جب چاہیں عمل میں لائیں لیکن کام کرنے کے لیے زمانہ ضروری ہے اور زمانہ غیر معین میں وقوع محال عقلی ہے اس لیے یہ دونوں ضروری ہیں (کذا فی فتاویٰ رضویہ جلد ۹)

اگر ان کو تسلیم نہ کیا جائے تو ہر نیک کام جس کے لیے تاریخ مقرر کی جاتی ہے وہ ناجائز ہو جائے گا جس کے لیے شریعت نے کوئی وقت مقرر نہیں کیا۔

پھر نماز کے لیے وقت مقرر کرنا کہ ظہر ایک بج کر پندرہ منٹ پر ہوگی یہ بھی ناجائز ہوگا کیونکہ شریعت نے سوا ایک کی قید نہیں لگائی بلکہ زوال ختم ہونے سے سایہ دوگنا ہونے تک کا وقت مقرر کیا ہے یہ ہم نے اپنی آسانی کے لیے مقرر کیا ہے۔

اور اسی طرح جلسے وغیرہ جن کے لیے دن اور وقت کہ بعد از نماز ظہر یا عشاء یہ بھی ناجائز ہوں گے اور نکاح وغیرہ بھی سنت کی بجائے ناجائز ہو جائے گا کیونکہ شریعت نے اس کے لیے کوئی خاص دن مقرر نہیں کیا یہ تقرر ہماری طرف سے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ احادیث اس بات کی شاہد ہیں کہ خود نبی اکرم ﷺ نے بھی کچھ کام معین وقت میں کئے تھے اور صحابہ کرام بھی بعض نیک کاموں کے لیے وقت مقرر فرمایا کرتے تھے۔

قباء جانے کے لیے ہفتہ کے دن کو مقرر فرمانا

حدیث نمبر (۱)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
 كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ كُلِّ سَبْتٍ وَ كَانَ  
 يَأْتِيهِ رَاكِبًا وَمَا شَيْئًا قَالَ ابْنُ دِينَارٍ وَ  
 حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
 روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ہر  
 ہفتہ کے روز قبا شریف تشریف لے جاتے

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

تھے آپ سوار ہو کر اور پیدل جاتے اور ابن  
دینار نے کہا کہ بے شک ابن عمر بھی ایسا ہی  
کرتے تھے۔

(مسلم کتاب الحج ۱/۴۴۸)

### حدیث نمبر (۲)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ  
كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ كُلِّ سَبْتٍ وَ كَانَ  
يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْتِيهِ  
كُلَّ سَبْتٍ.

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے  
کہ بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر  
ہفتہ کے دن قبا شریف تشریف لے جاتے  
تھے اور وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سرور

کائنات ﷺ کو ہر ہفتہ کے روز تشریف

(مسلم کتاب الحج ۱/۴۴۸)

لاتے دیکھا ہے۔

روزہ کے لیے سوموار (بطور یوم ولادت) کا دن مقرر کرنا۔

### حدیث نمبر (۳)

عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ  
عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيهِ  
وَلِدْتُ وَ فِيهِ أَنْزَلَ عَلَيَّ وَ فِي رِوَايَةٍ  
كَانَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ الْاِثْنَيْنِ  
وَ الْخَمِيسَ.

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ  
ﷺ سے سوموار کے روز کے روزے کے  
متعلق پوچھا گیا پس آپ ﷺ نے فرمایا  
اس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ  
پر وحی نازل کی گئی اور ایک روایت میں ہے

کہ آپ ﷺ سوموار اور جمعرات کو روزہ  
رکھتے تھے۔

(مسلم کتاب الصیام ۱/۳۲۸ ابو داؤد ۱/۲۳۲ ترمذی ۱/۹۳ مشکوٰۃ ۹/۷۹۱ مسند احمد ۵/۲۹۹ والسنن الکبریٰ ۳/۲۹۳)

سفر کے لیے جمعرات کے دن کو پسند فرمانا۔

حدیث نمبر (۴)

إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ

حضرت عبدالرحمن بن كعب بن مالك سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جمعرات کے روز غزوہ تبوک کے لیے نکلے

(بخاری کتاب الجہاد السیر ۱/۳۱۴ مشکوٰۃ ۳۳۸ اور آپ ﷺ جمعرات کے روز نکلنا پسند فرماتے تھے۔ کنز العمال ۳/۷۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود کا وعظ کے لیے جمعرات کا دن مقرر کرنا۔

حدیث نمبر (۵)

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيسٍ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَوْ دِدْتُ أَنَّكَ ذَكَرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ قَالَ أَمَا إِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْ ذَلِكَ إِنِّي أَكْرَهُ عَنْ أُمَّلِكُمْ وَإِنِّي أَخَوُّ لَكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةً

حضرت ابو وائل فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر جمعرات کو لوگوں میں وعظ کرتے پس ان سے ایک شخص نے کہا اے ابو عبدالرحمن میری خواہش ہے کہ آپ ہمیں ہر روز وعظ کیا کریں فرمایا روزانہ وعظ میں یہ امر مانع ہے کہ کہیں تم اکتانہ جاؤ اور میں نے تمہاری

نصیحت کے لیے اسی طرح مقرر کیا ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو وعظ کے لیے وقت مقرر کیا ہوا تھا کہ کہیں ہم اکتانہ جائیں۔

السَّامَةِ عَلَيْنَا.  
(بخاری کتاب العلم ۱/۱۶)

سال میں ایک دن شہداء احد کے مقابر پر آپ ﷺ کا تشریف لے جانا۔  
حدیث نمبر (۶)

عن انس بن مالك ان رسول الله ﷺ كان يأتي أحد كل عام فإذا بلغ الشعب سلم "على قبور الشهداء فقال سلام" عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار.  
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ہر سال احد تشریف لاتے جب درہ کوہ پر پہنچتے تو شہیدوں کی قبروں پر سلام کرتے اور فرماتے تمہیں سلام ہو تمہارے صبر پر کہ دار آخرت کیا ہی عمدہ گھر ہے۔

(در منشور بحوالہ منذر و ابن مردويه زیر آیت سلام عليكم)

حدیث نمبر (۷)

عن محمد بن ابراهيم قال كان النبي ﷺ يأتي قبور الشهداء على رأس كل حول فيقول السلام "تشریف لاتے پھر فرماتے سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار. اور ابو الدار. و ابو بكر و عمر و عثمان و بكر و عمر و عثمان اور كير میں ہے



فِي الْكَبِيرِ وَالْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةَ هَذَا كَمَا خَلَفَاءُ أَرْبَعًا إِيَّاهِ كَرْتِي تَحْتِ  
كَانُوا يَفْعَلُونَ.

(جامع البيان ابن جرير زيت آیت سلام علیکم تفسیر الکبیر زیر آیت سلام علیکم)  
ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھنے کا حکم فرمانا جن کو پیر یا جمعرات کو  
شروع کرنا۔

حدیث نمبر (۸)

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنِي أَنْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَضْرَتِ سَلْمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا  
أَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ أَوَّلَهَا فَرَمَاتِي هِيَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَجَّهْ فَرَمَا  
كَرْتِي تَحْتِ كَمَا فِي هَرْمَهِينَه مِثْلَ تِينِ دِنِ  
الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

(ابو داؤد ۱۵۲۴/۲۴۴ و مشکوٰۃ ۱۸۰)  
روزے رکھا کروں اور ان روزوں کو پیر  
سے شروع کروں یا جمعرات سے۔

ہر مہینہ میں تین روزے تیر ہوں۔ چودہ ہوں۔ پندرہ ہوں رکھنے کا حکم۔

حدیث نمبر (۹)

إِذَا صُومْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَضْرَتِ ابُو ذَرِّ غَفَارِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ  
فَصُومُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ وَ  
خَمْسَ عَشْرَةَ .  
فَرَمَا كَمَا اِگَرْتُو رُوْزَه رَكْنَا چَا هِي تُو مَهِينَه مِثْلِ  
تِينِ دِنِ كَمَا رُوْزَه رَكْنَا . هَرْمَهِينَه كِي

(ترمذی ۹۵/۱ و مشکوٰۃ ۱۸۰)

تیر ہوں۔ چودہ ہوں اور پندرہ ہوں کو۔

رات کے آخری حصہ کو جنت البقیع میں آپ ﷺ کا تشریف لے جانا۔

## حدیث نمبر (۱۰)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَلَّمَ مَا كَانَ لَيْلَتَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جَبَّ مِيرَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ بَارِيٍّ فِي تَشْرِيفٍ لَاتِي تَوْرَاتِ كِ الْآخِرَى الْيَلُ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقُولُ السَّلَامُ " حَصَّ فِي جَنَّةِ الْبَقِيعِ فِي تَشْرِيفٍ لِي جَاتِي وَأُرْفَرَاتِي اسْلَامَ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ .  
(مسلم ۳۱۳۱۱ و نسائی ۱/ ۲۸۷)

مومنین۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے دینی اور دنیوی مصلحتوں کے تحت تاریخ مقرر کرنے کا ثبوت ملتا ہے تو اگر کوئی ایصالِ ثواب کے لیے بھی دن مقرر کرے تو وہ بھی ناجائز یا حرام نہیں ہاں اس کا فرض یا واجب سمجھنا ناجائز ہے جو نہیں سمجھنا چاہیے۔

## اعتراض نمبر (۱)

رب تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے!

وَإِنَّ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى . اور یہ کہ آدمی نہیں پائے گا سوائے اپنی کوشش کے۔

اس آیت کریمہ سے تو پتہ چلا کہ انسان کو اپنے اعمال کا ہی فائدہ ہوگا دوسرے کے اعمال کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

اس اعتراض کے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ جواب ذکر کئے ہیں

پہلا جواب!

إِنَّهَا مَنْسُوخَةٌ بِقَوْلِهِ تَعَالَى وَالَّذِينَ يَهْتَمُّونَ بِأَعْمَالِهِمْ وَأُولَئِكَ سَنَجْزِيهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ . یہ آیت کریمہ دوسری آیت کریمہ والذین

آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ أَلَيْسَ الْأَبْنَاءُ الْجَنَّةَ بِصَلَاحٍ الْأَبَاءِ.

امنوا واتبعتهم... الآية. سے منسوخ ہے۔ اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ آباء کی نیکیوں کی وجہ سے ان کی اولاد کو بھی جنت میں داخل کر دیا جائے گا جبکہ ان کے اپنے اعمال میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

دوسرا جواب!

انہا خاصة بقوم ابراهيم و موسى اس آیت کریمہ کا حکم قوم ابراہیم علیہ السلام علیہما الصلوٰۃ والسلام فاما هذه اور قوم موسیٰ علیہ السلام سے خاص ہے کہ الامۃ فلها ما سعت وما سعى لها انہیں صرف اپنے ہی اعمال کا فائدہ ہوتا تھا لیکن امت مصطفیٰ ﷺ کو اپنے اعمال کا بھی

فائدہ ہوتا ہے دوسرے لوگ جو اپنی عبادات کا ثواب انہیں پہنچائیں اس کا فائدہ بھی انہیں حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام عکرمہ نے فرمایا

تیسرا جواب!

ان المراد بالانسان هنا الكافر فاما بے شک آیت کریمہ میں جو انسان کا ذکر

المؤمن ما سعى و سعى له قاله ہے اس سے مراد کافر ہے کہ کافر کو کسی  
 الربیع بن انس . دوسرے شخص کے عمل کا کوئی فائدہ حاصل  
 نہیں ہوگا لیکن مومن کو اپنے اعمال کا فائدہ  
 بھی ہوگا اور دوسروں کے اعمال کا بھی جن کا  
 ثواب اسے پہنچایا گیا ہو حضرت ربیع بن  
 انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی قول ہے۔

چوتھا جواب!

لیس للانسان الا ما سعى من طریق آیت کریمہ میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ  
 العدل فاما من باب الفضل فجائز انسان صرف وہی پائے گا جو اس نے خود  
 ان يزيد الله ما شاء قاله الحسين کوشش کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ  
 بن فضل . تعالیٰ کے نظام میں صرف عدل کی بات  
 ہوتی تو یہ شخص کسی دوسرے کے عمل کا فائدہ  
 حاصل نہ کر سکتا لیکن نظام قدرت میں فضل  
 کو بھی دخل ہے اس لیے وہ اپنے فضل سے  
 انسان کو اس کے اپنے اعمال کا فائدہ بھی  
 دے گا اور دوسروں سے پہنچائے گئے ثواب  
 کا فائدہ بھی دے گا وہ اپنے فضل سے جتنا  
 چاہے انسان کے مراتب کو زیادہ کرے یہ  
 قول حضرت حسین بن فضل رضی اللہ عنہ کا ہے۔

پانچواں جواب!

أَنَّ اللَّامَ فِي الْإِنْسَانِ بِمَعْنَى عَلِيٍّ أَيْ لِلْإِنْسَانِ فِي لَامٍ بِمَعْنَى عَلِيٍّ كَيْ  
لَيْسَ عَلِيٌّ الْإِنْسَانُ إِلَّا مَا سَعَى .  
(مرقاة ۸۶/۳)  
ہے اب آیت کریمہ کا معنی یہ ہوگا کہ انسان  
کو نقصان صرف اپنے برے اعمال کا ہوگا  
کسی دوسرے کی بد اعمالیوں کا اسے نقصان  
نہیں ہوگا۔

اور اسی آیت کے تحت ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ابن تیمیہ لکھتے  
ہیں۔

سئل ! عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ( وَ أَنْ لَيْسَ  
لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى ) وَ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ، إِلَّا  
حضور نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا قول ہے جب  
مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ أَوْ عِلْمٌ يَنْتَفِعُ  
انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو  
بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ، فَهَلْ  
جاتا ہے مگر تین عمل صدقہ جاریہ یا وہ علم جس  
يَقْتَضِي ذَالِكَ إِذَا مَاتَ لَا يَصِلُ  
سے نفع حاصل ہو یا نیک اولاد جو اس کے  
إِلَيْهِ شَيْءٌ " مِنْ أَفْعَالِ الْبِرِّ .  
لئے دعا کرے۔ پس کیا یہ آیت اور حدیث

فاجاب! الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .  
تقاضا کرتی ہیں کہ انسان کی وفات کے بعد  
لَيْسَ فِي الْآيَةِ وَلَا فِي الْحَدِيثِ إِنَّ  
اس کو نیک افعال میں سے کوئی چیز نہیں  
الْمَيِّتِ لَا يَنْتَفِعُ بِدُعَاءِ الْخَلْقِ لَهُ، وَ  
پہنچتی۔ پس جواب دیا! تمام تعریفیں اللہ  
بِمَا يَعْمَلُ عَنْهُ مِنَ الْبِرِّ بَلْ أُمَّةٌ  
تعالیٰ کے لیے ہیں جو پایہ تکمیل تک

الاسلام مُتَّفِقُونَ عَلَى انْتِفَاعِ  
الْمِيَّةِ بِذَلِكَ وَ هَذَا مِمَّا يَعْلَمُ  
بِالاضْطِرَارِ مِنْ دِينِ الْاسْلَامِ وَقَدْ  
ذَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْاِجْمَاعُ  
فَمَنْ خَالَفَ ذَلِكَ كَانَ مِنْ اَهْلِ  
الْبِدْعِ.

پہنچانے والا ہے تمام جہانوں کا۔ بے شک  
اس آیت اور کسی حدیث میں نہیں ہے کہ  
میت کو مخلوق کی دعا سے اور اس نیک کام  
سے جو اسکی طرف سے کیا جائے نفع نہیں  
پہنچتا۔ بلکہ تمام آئمہ اسلام ان سے میت کو  
نفع پہنچنے پر مفتق ہیں اور یہ حکم ان میں سے  
ہے جو اضطرار کے ساتھ دین اسلام سے  
جانے جاتے ہیں اور بے شک اس پر  
کتاب و سنت اور اجماع دلالت کرتا ہے۔  
تو جو شخص اس کی مخالفت کرے گا وہ اہل  
بدعت میں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان  
ہے جو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو اور  
وہ جو عرش کے ارد گرد (حلقہ زن) ہیں وہ  
تسبیح کرتے ہیں حمد کے ساتھ اپنے رب کی  
اور ایمان رکھتے ہیں اس پر اور استغفار  
کرتے ہیں ایمان والوں کے لیے (کہتے  
ہیں) اے ہمارے رب تیرے رحمت و علم  
میں ہر چیز سمائی ہے پس بخش دے انہیں  
جنہوں نے توبہ کی اور پیروی کی ہے تیرے

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ( اَلَّذِينَ يَحْمِلُونَ  
الْعَرْشَ وَمِنْ حَوْلِهِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ  
رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ  
لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ  
رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَ  
اتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ  
الْجَحِيمِ. رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنَّاتٍ  
عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ  
اَبَائِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ اِنَّكَ  
اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ  
وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ  
رَحِمْتَهُ ) فَقَدْ اَخْبَرَ سُبْحَانَهُ اِنَّ  
الْمَلَائِكَةَ يَدْعُونَ لِلْمُؤْمِنِينَ

بِالْمَغْفِرَةِ وَوَقَايَةِ الْعَذَابِ وَدُخُولِ الْجَنَّةِ وَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ لَيْسَ عَمَلًا لِلْعَبْدِ .

راستہ کی اور بچالے انہیں عذاب جہنم سے اے ہمارے رب داخل فرما انہیں سدا بہار باغوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور جو قابل بخشش ہیں ان کے اباؤ اجداد انکی بیویاں اور ان کی اولاد سے بیشک تو بڑی عزت والا اور حکمت والا ہے اور بچالے انہیں سزاؤں سے اور جس کو تو بچالے سزاؤں سے اس دن تو بے شک تو نے اس پر بڑی رحمت فرمائی۔ تو بے شک اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ بے شک ملائکہ مومنین کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں اور عذاب سے بچاؤ اور دخول جنت اور ملائکہ کا دعا کرنا آدمی کا عمل نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ! اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنین کو جس دن حساب

وَقَالَ تَعَالَى ( وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ) وَقَالَ الْخَلِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ . ( رَبِّ اغْفِرْ لِي وَالْوَالِدَيَّ وَاللْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ )

وَقَالَ نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ ( رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ) فَقَدْ ذَكَرَ اسْتِغْفَارَ الرَّسُولِ لِلْمُؤْمِنِينَ أَمْرًا بِذَلِكَ وَإِحْبَارًا عَنْهُمْ بِذَلِكَ وَمِنْ السُّنَنِ الْمُتَوَاتِرَةِ الَّتِي مَنْ جَحَدَهَا كُفْرَ صَلَاةِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى الْمَيِّتِ وَدُعَاؤُهُمْ لَهُ فِي الصَّلَاةِ . وَكَذَلِكَ شَفَاعَةُ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَإِنَّ السُّنَنُ فِيهَا مُتَوَاتِرَةٌ بَلْ لَمْ يَنْكُرْ شَفَاعَتَهُ لِأَهْلِ الْكِبَائِرِ إِلَّا

اهل البدع. بل قد ثبت انه، يشفع لأهل الكبائر وشفاعته، دُعاؤه،  
 وسؤاله الله تبارك وتعالى فهذا وأمثاله، من القرآن والسُننِ  
 المتواترة وجاهد مثل ذلك كافر بعد قيام الحجّة عليه. والاحاديث  
 الصّحيحة في هذا الباب كثيرة“  
 مثل ما في الصّحاح عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أن رجلاً قال  
 للنبي ﷺ إن أمي توفيت أفينفعها  
 أن تصدق عنها قال نعم! قال إن لي  
 مخرفاً أي بستاناً أشهدكم إنني  
 تصدقتُ به عنها وفي الصّحيحين  
 عن عائشة رضي الله عنها أن رجلاً  
 قال للنبي ﷺ إن أمي افطنت  
 نفسها ولم توص وأظنّها لو  
 تكلمت تصدقت فهل لها أجر إن  
 تصدقت عنها قال نعم وفي صحيح  
 مسلم عن أبي هريرة رضي الله

قائم ہوگا۔ اور نوح علیہ السلام نے عرض کی  
 اے پروردگار بخش دے مجھے اور میرے  
 والدین کو اور اس کو جو میرے گھر میں ایمان  
 کے ساتھ داخل ہوا اور بخش دے سب  
 مومن مردوں اور عورتوں کو۔ پس ذکر کرنا  
 رسولوں کا مومنوں کے استغفار کے لیے اللہ  
 تعالیٰ نے اس کے ساتھ حکم دیا ہے اور خبر دینا  
 ہے ان سے ساتھ اس کے اور سنن متواترہ  
 سے ہے اور جس نے اسکا انکار کیا کفر کیا۔  
 نماز پڑھنا مسلمانوں کی میت پر اور ان کا  
 اس کے لیے دعا مانگنا نماز میں اور اسی طرح  
 نبی اکرم ﷺ کا قیامت کے دن شفاعت  
 کرنا بلکہ کبیرہ گناہوں والوں کے لیے  
 آپ ﷺ کی شفاعت کا انکار اہل بدعت  
 کے علاوہ کسی نے نہیں کیا بلکہ یہ بات ثابت  
 ہے کہ بے شک حضور اکرم ﷺ اہل کبار  
 کے لیے شفاعت فرمائیں گے اور آپ کا  
 شفاعت کرنا دعا اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے  
 سوال کرنا ہے۔ پس اس کی مثالیں قرآن



عَنْهُ إِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ أَبِي مَاتَ وَلَمْ يُوصَ أَيَنْفَعُهُ، إِنَّ تَصَدَّقْتَ عَنْهُ، قَالَ نَعَمْ. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ الْعَاصِ بْنِ وَائِلَ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يُذَبِّحَ مِائَةَ بَدَنَةٍ وَإِنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ نَحَرَ حِصَّةً، خَمْسِينَ وَإِنَّ عَمْرًا وَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ أَمَا أَبُوكَ فَلَوْ أَقْرَبَ بِالتَّوْحِيدِ فَصُمْتُ عَنْهُ، أَوْ تَصَدَّقْتُ عَنْهُ، نَفَعَهُ، ذَلِكَ.

اور احادیث متواترہ میں بے شمار ہیں اور ایسی دلیل قائم ہونے کے بعد اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ اور اس باب میں بہت زیادہ احادیث صحیحہ ہیں جس طرح صحاح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ بے شک میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو اس سے نفع پہنچے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تو اس نے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا باغ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کیا اور صحیحین میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بے شک میری والدہ اس دنیا سے رخصت ہو گئی ہیں اور وصیت نہ کر سکیں اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ کلام کرتیں تو صدقہ کرتیں تو کیا

وَفِي سُنَنِ الدَّارِ قُطْنِي إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ يُقَالُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي أَبَوَانِ وَكُنْتُ أْبْرَهُمَا حَالِ حَيَاتِهِمَا فَكَيْفَ بَالِ بَرٍّ بَعْدَ مَوْتِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ مِنَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لَهُمَا مَعَ صَلَاتِكَ وَأَنْ تُصُومَ لَهُمَا مَعَ صِيَامِكَ وَأَنْ تُصَدَّقَ لَهُمَا مَعَ صَدَقَتِكَ.

وَقَدْ ذَكَرَ مُسْلِمٌ فِي أَوَّلِ كِتَابِهِ عَنْ أَبِي اسْحَقَ الطَّالِقَانِي قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارِكِ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! الْحَدِيثُ الَّذِي جَاءَ أَنَّ الْبِرَّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لِأَبَوَيْكَ مَعَ صَلَاتِكَ وَتُصُومَ لَهُمَا مَعَ صِيَامِكَ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَا أَبَا اسْحَاقَ عَمَّنْ هَذَا قُلْتُ لَهُ؛ هَذَا مِنْ حَدِيثِ شَهَابِ بْنِ حِرَّاسٍ. قَالَ ثِقَّةٌ "قُلْتُ عَمَّنْ قَالَ عَنِ الْحِجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ فَقَالَ ثِقَّةٌ "عَمَّنْ قُلْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا أَبَا اسْحَقَ إِنَّ بَيْنَ الْحِجَّاجِ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَفَاوِزَ تَقَطَّعُ فِيهَا أَعْنَاقُ الْمُطِيِّ وَلَكِنْ لَيْسَ فِي الصَّدَقَةِ اخْتِلَافٌ" وَالْأَمْرُ كَمَا ذَكَرَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارِكِ فَإِنَّ هَذَا الْحَدِيثُ مُرْسَلٌ. وَالْأئِمَّةُ اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ الصَّدَقَةَ تَصِلُ إِلَى الْمَيِّتِ وَ

اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو ان کے لیے کوئی اجر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں یعنی ان کے لیے اجر ہے۔ اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ بے شک میرا والد انتقال کر گیا ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی تو کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کو صدقہ کا نفع حاصل ہوگا تو تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ بے شک عاص بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں سو اونٹ ذبح کرنے کی منت مانی تھی اور ہشام بن العاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ ذبح کر دیے اور حضرت عمرو نے اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا تو شفیع معظم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیرا باپ تو حید کا اقرار کر لیتا تو تو اس کی طرف سے روزہ

كَذَلِكَ الْعِبَادَاتِ الْمَالِيَةِ رَكَّهَتَا يَصَدَّقَهُ وَخَيْرَاتٍ كَرَّتَا تَوَاسُّوهُ كَوْتِيرَا يَهْمَلُ  
كَالْعِتْقِ. وَإِنَّمَا تَنَازَعُوا فِي الْعِبَادَاتِ نَفْعٌ دِيَتَا۔ اور سنن دارقطنی میں ہے کہ  
الْبَدَنِيَّةِ كَالصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَالْقِرَاءَةِ اِيكَ اَدَمِي نِي بَارِغَاهُ نُبُوْتِ مِي اَعْرَضُ كِيَا يَا  
وَمَعَ هَذَا فِي الصَّحِيحِينَ عَنْ عَائِشَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِي شَكِّ نِي رِي وَالدِّيْنِ  
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَن حَيَاتِ تَهْتِي اُوْر مِي اِن مِي اِن كِي زَنْدِغِي مِي اِن  
مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ، وَ لِيَّهِ، وَ دُونُوں كِي سَا تَه نِي كِيَا كَرَّتَا تَهَا تُو اِن كِي  
فِي الصَّحِيحِينَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ وَفَاتِ كِي بَعْدِ مِي اِن كِي سَا تَه كِي سِي نِي  
اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ امْرَاةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرُوں پَس نَبِي اَكْرَمِ اللّٰهِ ﷺ نِي اَرْشَادِ فَرَمَا يَا  
عَلَيْهِ اِنَّ اُمِّي مَاتَتْ وَ عَلَيْهَا صِيَامٌ كِي بِي شَكِّ نِي كِي يِه هِي كِي تُو اِنِّي نِمَازِ كِي  
نَذَرَ قَالَ اَرَأَيْتَ اِنْ كَانَ عَلِيٌّ اُمِّكَ سَا تَه اِن كِي لِي بِي نِمَازِ پَرُ هِ اُوْر اِنِّي  
دِيْنٍ "فَقَضَيْتُهُ" اَكَانَ يُوْءِ دِي ذَالِكِ رُوْرِي كِي سَا تَه اِن دُونُوں كِي لِي بِي  
عَنْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَصُومِي عَنْ رُوْرِي رَكَّه اُوْر اِنِّي صَدَقَهُ كِي سَا تَه اِن  
اُمِّكَ. وَ فِي الصَّحِيحِ عَنْهُ، اَنْ دُونُوں كِي لِي بِي صَدَقَهُ كَر اُوْر بِي شَكِّ  
امْرَاةً "جَاءَتْ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُسْلِمٌ نِي اِنِّي كِتَابِ كِي شُرُوْعِ مِي اَبُو  
فَقَالَتْ اِنَّ اُخْتِي مَاتَتْ وَ عَلَيْهَا اِسْحَاقُ (اِبْرَاهِيْمُ بِنُ عِيْسَى) الطَّالِقَانِي سِي ذِكْرِ  
صَوْمٍ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ. قَالَ اَرَأَيْتِ كِيَا كِي وَ هِي كِي تِي مِي نِي عِبْدِ اللّٰهِ بِنِ مَبَارِكِ  
لَوْ كَانَ عَلِيٌّ اُخْتُكَ دِيْنٍ "اَكُنْتُ سِي كِيَا اِي اَبُو عِبْدِ اللّٰهِ اِسْحَاقِ كِي  
تَقْضِيهِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَحَقَّ اللّٰهُ بَارِي مِي اِنِّي اَبُو كِي كِيَا خِيَالِ هِي۔ اِنِّي  
اَحَقُّ" وَ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ نِمَازِ كِي سَا تَه اِنِّي مَالِ بَابِ كِي لِي



حُجِّي عَنْهَا أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى  
 أَمِكِ دِينَ " أَكُنْتَ قَاضِيَةً عَنْهَا  
 أَقْضُو اللَّهَ فَاللَّهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ وَفِي  
 رَوَايَةِ الْبُخَارِيِّ أَنَّ أُخْتِي نَذَرْتُ أَنْ  
 تَحُجَّ وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ بَرِيدَةَ  
 أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 إِنَّ أُمَّي مَاتَتْ وَلَمْ تَحُجَّ أَفِيُجْزِي  
 أَوْ يَقْضِي أَنْ أَحُجَّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ. فَفِي  
 هَذِهِ الْإِحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ أَنَّ أَمْرَ  
 يُحَجُّ الْفَرَضَ عَنِ الْمَيِّتِ وَبِحَجِّ  
 النَّذْرِ كَمَا أَمَرَ بِالصِّيَامِ وَإِنَّ الْمَأْمُورَ  
 تَارَةً يَكُونُ وَلَدًا وَتَارَةً يَكُونُ أَخًا  
 وَشَبَّهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ بِالَّذِينَ  
 يَكُونُونَ عَلَى الْمَيِّتِ وَالَّذِينَ يَصِحُّ  
 قِضَاؤُهُ مِنْ كُلِّ أَحَدٍ فَدَلَّ عَلَى أَنَّهُ  
 يَجُوزُ أَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ مِنْ كُلِّ أَحَدٍ  
 لَا يَخْتَصُّ ذَلِكَ بِالْوَلَدِ كَمَا جَاءَ  
 مُصْرِحًا بِهِ فِي الْأَخ. فَهَذَا الَّذِي  
 ثَبَّتَ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ

اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم  
 ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی فوت ہو  
 جائے اس حالت میں کہ اس پر روزے  
 ہوں تو اس کی طرف سے اسکا ولی روزہ  
 رکھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ سے صحیحین میں روایت ہے کہ ایک  
 عورت بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئی اور عرض  
 کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہو گئی  
 اور اس پر نذر کے روزے تھے آپ ﷺ  
 نے فرمایا کہ اگر تیری والدہ پر قرض ہوتا تو تو  
 اسے ادا کرتی تو کیا وہ اس کی طرف سے ادا ہو  
 جاتا عورت نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو رسول  
 اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی ماں کی طرف سے  
 روزے رکھ۔ اور حضرت عباس رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما سے ہی صحیح بخاری میں روایت ہے  
 کہ بے شک ایک عورت بارگاہ رسالت  
 میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ بے شک  
 میری بہن اس حالت میں فوت ہوئی کہ  
 اس پر مسلسل دو ماہ کے روزے تھے

وَعِلْمٍ مُّفَصَّلٍ مُبَيِّنٍ فَعَلِمَ أَنَّ ذَالِكَ لَيْنَافِي قَوْلِهِ (وَإِنْ لَيْسَ لِلنَّاسِ الْإِلَهَ إِلَّا مَا سَعَى) إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ بَلْ هَذَا حَقٌّ وَ هَذَا حَقٌّ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو تو اس کو ادا کرتی عورت نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا حق زیادہ ہے کہ اس کا حق ادا کیا جائے۔

أَمَّا الْحَدِيثُ فَإِنَّهُ قَالَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ أَوْ عِلْمٌ يَنْتَفِعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ، فَذَكَرَ الْوَلَدَ وَ دُعَاؤَهُ لَهُ، خَاصِّينَ لِأَنَّ الزَّوَالَدَ مِنْ كَسْبِهِ كَمَا قَالَ (مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ) قَالُوا إِنَّهُ وَلَدَهُ وَ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَإِنْ وَلَدَهُ، مَنْ كَسَبَهُ فَلَمَّا كَانَ هُوَ السَّاعِي فِي وُجُودِ الْوَلَدِ كَانَ عَمَلُهُ مِنْ كَسْبِهِ بِخِلَافِ الْإِخِ وَالْعَمِّ وَالْأَبِ. وَنَحْوِهِمْ فَإِنَّهُ يَنْتَفِعُ أَيْضًا بِدُعَائِهِمْ بَلْ بِدُعَاءِ الْإِجَانِبِ لَكِنْ لَيْسَ ذَالِكَ مِنْ عَمَلِهِ وَالنَّبِيُّ ﷺ

اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن بریدہ بن حصیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک بارگاہ نبوت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ بے شک میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے تھے کیا جائز ہوگا کہ میں اپنی والدہ کی طرف سے روزے رکھوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پس ان تمام احادیث صحیحہ میں ہے کہ کوئی شخص بھی میت کی طرف سے اس کی نذر کے روزے رکھے اور بے شک یہ بھی قرض ادا کرنے کے مشابہ ہوگا۔ اور آئمہ نے اختلاف کیا اس میں اس لیے کہ جن کو یہ احادیث نہیں پہنچیں اس نے مخالفت کی اور بے

قَالَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ، إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ لَمْ يَقُلْ. إِنَّهُ لَمْ يَنْتَفِعْ بِعَمَلٍ غَيْرِهِ فَإِذَا دَعَا لَهُ، وَلَدَهُ، كَانَ هَذَا مِنْ عَمَلِهِ الَّذِي لَمْ يَنْقَطِعْ وَإِذَا دَعَا لَهُ، غَيْرُهُ، لَمْ يَكُنْ مِنْ عَمَلِهِ لَكِنَّهُ يَنْتَفِعُ بِهِ. وَأَمَّا الْآيَةُ فَلِلنَّاسِ عَنْهَا أَجُوبَةٌ "مُتَعَدِّدَةٌ" كَمَا قِيلَ إِنَّهَا تَخْتَصُّ بِشَرَعٍ مِنْ قَبْلِنَا وَقِيلَ إِنَّهَا مَخْصُوصَةٌ "وَقِيلَ إِنَّهَا مَنْسُوخَةٌ" قِيلَ إِنَّهَا تَنَالُ السَّعْيَ مَبَاشِرَةً وَسَبَبًا وَالْإِيْمَانَ مِنْ سَعْيِهِ الَّذِي تَسَبَّبُ فِيهِ وَلَا يَحْتَاجُ إِلَى شَيْءٍ "مِنْ ذَلِكَ بَلْ ظَاهِرُ الْآيَةِ حَقٌّ لَا يَخَالِفُ بَقِيَّةَ النَّصُوصِ فَإِنَّهُ قَالَ (لَيْسَ لِلنَّاسِ إِلَّا مَا سَعَى) وَهَذَا حَقٌّ "فَإِنَّهُ" إِنَّمَا يَسْتَحِقُّ سَعْيَهُ هُوَ الَّذِي يَمْلِكُهُ، وَ يَسْتَحِقُّهُ، كَمَا أَنَّهُ إِنَّمَا يَمْلِكُ مِنَ الْمَكْسَبِ مَا اكْتَسَبَهُ، هُوَ وَأَمَّا سَعْيُ غَيْرِهِ فَهُوَ حَقٌّ "وَمِلْكٌ لِذَلِكَ" الْغَيْرِ لَا لَهُ، لَكِنْ

هذا لا يمنع أن ينتفع بسعي غيره بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ بے شک  
 كما ينتفع الرجل بكسب میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی  
 غيره. فمن صلى على جنازة فله، اور صحیح مسلم میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ  
 قیراط" فيثاب المصلي على سعيه عنہ سے روایت ہے کہ بیشک ایک عورت  
 الذي هو صلاته والميت ايضا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ  
 يرحم بصلاته الحي عليه كما قال ما فوت ہو گئی ہے اس حالت میں کہ اس نے  
 من مسلم يموت فيصلى عليه أمة حج نہیں کیا تھا کیا اگر میں اس کی طرف سے  
 من المسلمين يبلغون ان يكونوا حج کروں تو کفایت کرے گا یا ادا ہو جائے گا  
 مائة" و يروى أربعين و يروى ثلاثة اس کی طرف سے۔ رسول اللہ ﷺ نے  
 صفوف و يشفعون فيه إلا شفّعوا فرمایا کہ ہاں۔ پس ان احادیث صحیحہ میں  
 فيه أو قال غفر له، فالله تعالى يثيب ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے میت  
 هذا الساعي على سعيه الذي هو له، کی طرف سے فرض اور نذر کا حج ادا کرنے  
 و يرحم ذلك الميت بسعي هذا کا حکم دیا جس طرح روزوں کا حکم دیا اور  
 الحي لدعائه له، و صدقته عنه و بے شک حکم دیا ہوا یعنی مامور کبھی بیٹا ہوگا  
 صيامه عنه و حجه عنه. وقد ثبت في اور کبھی بھائی ہوگا اور رسول اللہ ﷺ نے  
 الصحيح عن النبي ﷺ انه قال ما اس کو قرض کے ساتھ تشبیہ دی جو میت پر  
 من رجل يدعوا لآخيه دعوة إلا ہوگا اور قرض ادا کرنا ہر ایک کی طرف سے  
 وكل الله به ملكا كلما دعا لآخيه صحیح ہے۔ پس یہ دلیل کہ اس کا بجالانا ہر  
 دعوة قال الملك المؤكل به ایک کی طرف سے جائز ہے اور یہ اولاد کے



آمین. وَلَکَ بِمِثْلِهِ. فَهَذَا مِنْ السَّعَى الَّذِی یَنْفَعُ بِهِ الْمُؤْمِنُ أَخَاهُ یُثِيبُ اللّٰهُ هَذَا وَیَرْحَمُ هَذَا (وان لیس للانسان الا ما سعی) وَلَیْسَ کُلُّ مَا یَنْتَفَعُ بِهِ الْمَیِّتِ اَوْ الْحَیِّ اَوْ یَرْحَمُ بِهِ یَكُوْنُ مِنْ سَعِیْهِ بَلْ اَطْفَالُ الْمُؤْمِنِیْنَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ مَعَ اَبَائِهِمْ بِلَا سَعَى فَالَّذِی لَمْ یُجْزِ اِلَّا بِهِ اَخَصَّ مِنْ کُلِّ اِنْتِفَاعٍ لِئَلَّا یَطْلُبُ الْاِنْسَانُ الثَّوَابَ عَلٰی غَیْرِ عَمَلِهِ وَهُوَ اَکَالِدِیْنِ یُوَفِّیْهِ الْاِنْسَانُ عَنْ غَیْرِهِ فَتَبَرَّاءَ ذِمَّتِهِ، لَکِنْ لَیْسَ لَهُ، مَا وُفِّیَ بِهِ الدِّیْنُ وَیَنْبَغِیَ لَهُ، اَنْ یَكُوْنَ هُوَ الْمُؤَفِّیُّ لَهُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ. (فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۲/۲۰۲ تا ۳۱۳)

ساتھ خاص نہیں ہوگا جس طرح تصریح آئی ہے کہ بھائی کے بارے میں۔ پس بہ وہ حکم ہے جو ثابت ہے کتاب و سنت اور اجماع امت سے علم مفصل مبین سے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے قول اور لیس للانسان الا ما سعی کے مخالف نہیں ہے اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کے فرمان اذامات ابن آدم انقطع عمله الا من ثلاث۔ کے مخالف ہے بلکہ یہ بات حق ہے۔ یہ حق ہے بہر حال حدیث میں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منقطع ہو جاتا ہے اس کا عمل مگر صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے نفع حاصل ہو یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ پس اولاد اور اس کی دعا کا ذکر خاص ہے میت کے لیے کیونکہ اولاد اس کا کسب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ما اغنی عنہ مالہ وما کسب۔ علماء نے کہا کہ کسب سے مراد اس کی اولاد ہے اور جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ چیز بہت زیادہ

پاکیزہ ہے جو آدمی اپنی کمائی سے کھاتا ہے پہنچتی ہے خود پر اور کسی سبب کے ساتھ اور اور بے شک اسکی اولاد بھی اسکی کمائی سے ایمان اس کی کوشش ہے کہ جس سے یہ سبب ہے۔ پس جب بیٹا باپ کی کمائی کا نتیجہ ہے پیدا ہوا۔ حالانکہ ان جوابات میں سے کسی تو اس کا عمل اسکے والد کا کسب ہے بخلاف جواب کی ضرورت نہیں بلکہ آیت کا ظاہر حق بھائی اور چچا اور باپ اور اس کی مثل کے۔ تو ہے اور یہ بقیہ نصوص کی مخالف نہیں ہے بے شک ان کی دعاؤں بلکہ اجنبی لوگوں کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان کے دعاؤں سے بھی میت کو نفع پہنچتا ہے اور نبی اکرم لیے وہی ہے جو اس نے کوشش کی اور یہ حق ﷺ نے فرمایا کہ تین اعمال کے علاوہ عمل ہے اور وہ اپنی کوشش کا حق دار ہے تو وہی منقطع ہو جاتے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ غیر کا عمل اس اس کا مال اور مستحق ہے جیسا کہ وہ اپنے کو نفع نہیں دیتا تو جب اس کا بیٹا اس کے لیے دیگر مکاسب کا مالک ہے اور کسی دوسرے دعا مانگے گا تو یہ عمل بھی اس میت کے عمل کی کوشش تو وہ بھی حق ہے اور یہ غیر کی ملک سے ہوگا جو منقطع نہیں ہوگا اور جب اس ہے اس کی نہیں لیکن یہ مانع نہیں کہ اس کو میت کے لیے اس کا غیر دعا مانگے گا تو وہ کسی دوسرے کی کوشش کا فائدہ و نفع ہو جیسا عمل میت کا نہیں ہوگا لیکن وہ اس سے نفع کہ آدمی کسی دوسرے کے کسب سے فائدہ مند ہوگا۔ اور جہاں تک آیت کا تعلق ہے تو حاصل کرتا ہے پس جس نے جنازہ پڑھا لوگوں نے اس کے کئی جوابات دیئے ہیں اس کو ایک قیراط ثواب ہے اور نمازی اپنی یہ کہ یہ آیت پہلی امتوں کے ساتھ خاص کوشش کا ثواب پاتا ہے اور وہ اس کی نماز ہے۔ اور یہ کہ یہ آیت مخصوص ہے اور یہ ہے اور میت پر بھی زندہ کے نماز پڑھنے کہ یہ منسوخ ہے اور یہ کہ کوشش سے رحم کیا جاتا ہے جیسا کہ

حدیث شریف میں ہے کہ جس مرنے دوسرے بھائی پر رحم فرماتا ہے اور آیت والے مسلمان پر مسلمان نماز جنازہ پڑھیں کریمہ کا انسان کے لیے وہی ہے جو اس اور ان کی تعداد ایک سو ہو اور ایک روایت نے عمل کیا تو جس عمل سے میت کو فائدہ ہوتا ہے چالیس اور ایک روایت میں تین ہے یا اس پر رحم فرمایا جاتا ہے تو وہ اس کا اپنا صفیں ہوں اور وہ اس کی سفارش کریں تو عمل تو نہیں ہے بلکہ مومنین کے بچے اپنے ان کی سفارش قبول کی جائے گی یا فرمایا کہ آباؤ اجداد کے ساتھ بغیر عمل کے جنت میں اس کو بخش دیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے جائیں گے پس جو نہیں جائز رکھتا مگر سب اس کوشش کرنے والے کو اس کی کوشش کا فائدوں و نفعوں سے زیادہ اس کے ساتھ ثواب دیا اور میت پر بھی اس زندہ کی دعا خاص ہے بعض اوقات انسان کسی غیر کے سبب رحم فرمایا اور اسی طرح اس کی عمل سے ثواب طلب کرتا ہے جیسا کہ قرض طرف سے صدقہ کرنے اور روزہ رکھنے اور جو کہ انسان کسی دوسرے کی طرف سے ادا حج کرنے سے اور صحیح بخاری میں روایت کرتا ہے تو وہ مقروض اس سے بری ہو جاتا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کے حق میں دعا ہے حالانکہ اس نے اپنا قرض ادا نہیں کیا اور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کی ڈیوٹی چاہے کہ وہ اس کی طرف سے ادا کرنے لگاتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے والا ہو۔ واللہ اعلم۔

دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے آمین اور تیرے لیے اس کی مثل ہو اور یہ اس سعی کا نتیجہ ہے جس سے مومن اپنے بھائی کو نفع دیتا ہے اور اللہ اس کو ثواب دیتا ہے اور

## مانعین و معترضین ایصالِ ثواب کا ایک اہم اعتراض

یہ کہ نذر و نیاز چونکہ غیر اللہ کے نام سے منسوب ہوتی ہے اس لیے حرام ہے جیسے گیارہویں کہ یہ غوثِ اعظم کے نام سے منسوب کی جاتی ہے اور یہ سب و ما اہل بہ لغیر اللہ کی زد میں آنے کی بنا پر حرام ہیں۔

اس آیت مبارکہ کو پیش کر کے عوام کو بہت بڑا دھوکہ دیا جاتا ہے سب سے پہلے تو ہمارا عقیدہ جاننا چاہیے کہ اس بارہ میں ہمارا موقف کیا ہے۔

ہم جس چیز کو بھی بزرگانِ دین کی طرف منسوب کرتے ہیں اس سے بزرگوں کا تقرب مقصود نہیں ہوتا بلکہ یہ نسبت عرفی و مجازی طور پر بزرگوں کی طرف کی جاتی ہے ہمارا مقصود صرف بزرگوں کی ارواح کو ایصالِ ثواب ہوتا ہے اصل میں وہ چیز ہم اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے تقرب اور ثواب حاصل کرتے ہیں تو صدقہ و خیرات پر جو ثواب ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے وہ ہم بزرگوں کی ارواح کو پیش کرتے ہیں اور جس بزرگ کی روح کو ایصالِ ثواب کرنا ہوتا ہے مجازی طور پر اس چیز کی نسبت اس بزرگ کی طرف کہ دی جاتی ہے کہ یہ چیز ان بزرگوں کی روح کو ایصالِ ثواب کرنے کے لیے وقف کی گئی ہے اس ارادہ اور نیت پر عمل کرنے کو اگر کوئی حرام کہتا ہے تو بجائے خود ایسا کہنا ہی حرام ہے۔

رہی بات ما اہل بہ لغیر اللہ کی تو اس کے متعلق جو ائمہ مفسرین کی تحقیق اور وضاحت ہے وہ بھی ملاحظہ کریں۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

(سورہ المائدہ پارہ چھ)

اہل کا معنی لغت کی کتابوں میں۔

نمبر (۱) لسان العرب!

أَصْلُ الْإِهْلَالِ رَفْعُ الصَّوْتِ وَكُلُّ أَهْلَالٍ كِي أَصْلٍ هِيَ آوَازٌ بَلَنْدٌ كَرْنَا أَوْرَ هِر رَافِعٍ صَوْتَهُ، فَهُوَ مُهَلٌّ " وَ كَذَلِكَ آوَازٌ بَلَنْدٌ كَرْنَا وَالْأَهْلَالُ هِيَ أَوْرَ اللّٰهِ تَعَالَى كَا قَوْلُهُ، عَزَّ وَجَلَّ وَمَا أَهْلٌ بِهٍ لِغَيْرِ اللّٰهِ. فَرْمَانٌ هِيَ وَمَا أَهْلٌ بِهٍ لِغَيْرِ اللّٰهِ يَعْنِي وَهُ هُوَا مَا ذُبِحَ لِأَلْهَتِهِ وَ ذَالِكِ لِأَنَّ جَوْزِحَ كَرْتِي تَحَّى أَپْنِي مَعْبُودَانِ بَاطِلِ كِي الذَّبَاحِ كَانَ يُسْمَعُهَا عِنْدَ الذَّبْحِ لِيِي أَوْرِيِي اس لِيِي كِي نَامِ پَكَارْتِي تَحَّى ان فَذَالِكِ هُوَا إِهْلَالٌ

(لسان العرب ۱۵/۲۰ بیروت)

نمبر (۲) المنجد

أَهْلٌ بِالتَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيحَةِ. ذَنْحٌ هُوَنِي وَالِي جَانُورِ پَرْتَسْمِيِي پَرَّهْنَا۔

(المنجد ۱۳۳ کراچی)

اہل کا معنی اہل تفاسیر کی نظر میں۔

نمبر ۱. تفسیر کبیر۔

وَ قَوْلُهُ، وَمَا أَهْلٌ بِهٍ لِغَيْرِ اللّٰهِ قَالَ الْأَضْمَعِيُّ أَصْلُهُ رَفْعُ الصَّوْتِ فَكُلُّ وَمَا أَهْلٌ بِهٍ لِغَيْرِ اللّٰهِ كِي قَوْلِ فِي كِي رَافِعٍ فَهُوَ مُهَلٌّ " هَذَا مَعْنَى الْإِهْلَالِ

فِي اللُّغَةِ ثُمَّ قِيلَ لِلْمُحْرَمِ مُهْلٌ " اصمعی نے کہ اہلال کے معنی آواز بلند کرنا لِرَفْعِهِ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ عِنْدَ الْاِحْرَامِ ہے پس ہر آواز بلند کرنے والا مہل ہے وَالذَّبِيحُ مُهْلٌ " لِأَنَّ الْعَرَبَ كَانُوا يُسَمُّونَ الْاَوْثَانَ عِنْدَ الذَّبْحِ . کہ احرام باندھنے والا مہل ہے جب آواز

بلند کرے اللہم لیک کہنے کے لیے اور اسی میں ہے

وَكَانُوا يَقُولُونَ عِنْدَ الذَّبْحِ بِاسْمِ اللّٰتِ وَالْعُزَّى فَحَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالَى ذَالِكَ . اور ہر ذبح کرنے والا مہل ہے جیسا کہ عرب ذبح کے وقت اپنے بتوں کا نام پکارتے۔ یعنی مشرک ذبح کے وقت کہتے

تھے بسم اللات والعزى تو اللہ تعالیٰ نے اس

تفسیر کبیر ۱۱/۱۳۳

کو حرام فرما دیا۔

## نمبر (۲) تفسیر انوار التنزیل

وَمَا أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللَّهِ أَى رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ الذَّبْحِ لِلصَّنَمِ . یعنی وہ جس کے ذبح کے وقت آواز بلند کی جائے بت کے لیے۔

(تفسیر انوار التنزیل فی اسرار التاویل ۱/۳۸ مصر)

## نمبر (۳) تفسیر روح البیان۔

أَى وَ حَرَّمَ مَا رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهِ لِلصَّنَمِ . یعنی وہ جانور حرام ہے جس پر ذبح کے وقت بت کی آواز بلند کی جائے (یعنی بت کا نام

لیا جائے)

(تفسیر روح البیان ۱/۲۷۷ کوئٹہ)

نمبر (۴) تفسیر ابی سعود۔

وَمَا أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللَّهِ أَي رُفِعَ بِهِ یعنی وہ جس کے ذبح کے وقت بت کے الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهِ لِلصَّنَمِ۔  
لیے آواز بلند کی جائے۔

(تفسیر ابی سعود المسمی ارشاد العقل السليم الى مزایا القرآن الکریم ۱/۱۹۱)

(بیروت)

نمبر (۵) تفسیر جلالین۔

وَمَا أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللَّهِ أَي ذُبِحَ عَلَىٰ وَمَا أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللَّهِ یعنی وہ جو غیر خدا  
اسمِ غیرہ وَاِلاهِلَالُ رَفَعُ الصَّوْتِ وَ کے نام پر ذبح کیا گیا اور اہلال کا معنی  
كَانُوا يَرْفَعُونَ عِنْدَ الذَّبْحِ لِأَهْتِهِمْ۔ آواز بلند کرنا ہے اور (کافر) اپنے  
(تفسیر جلالین ۲۴ کراچی) معبودوں کے لیے ذبح کرتے وقت آواز  
بلند کرتے تھے

نمبر (۶) تفسیر مظہری۔

وَعِنْدَ الذَّبْحِ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزَّىٰ اور جس پر ذبح کرتے وقت لات و عزی کا  
(مظہری ۳/۲۰ کوئٹہ) نام لیا گیا۔

نمبر (۷) تفسیر بیضاوی

أَي رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهِ یعنی وہ جس کو بت کے لیے ذبح کرتے  
لِلصَّنَمِ۔ وقت آواز بلند کی گئی ہو۔

تفسیر بیضاوی ۱۲۷ کراچی

نمبر (۸) جامع البیان فی تفسیر القرآن۔ (ابن جریر)

وَمَا أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللَّهِ فَإِنَّهُ وَمَا ذُبِحَ  
لِلْأَلِهَةِ وَالْأَوْثَانِ يُسَمَّى عَلَيْهِ لغيرِ  
اسْمِهِ.

اور وہ جو ذبح کیا گیا ہو ان کے معبودان  
باطلہ اور بتوں کے لیے اور اس پر ذبح کے  
وقت اللہ کا نام نہیں لیا گیا غیر کے نام کے  
ساتھ ذبح کیا گیا۔

(جامع البیان ابن جریر ۲/۵۰ مکة المکرمہ)

نمبر (۹) تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

وَمَا أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللَّهِ. مَا ذُبِحَ لغيرِ  
اسْمِ اللَّهِ عَمْدًا لِلْأَصْنَامِ.

اور وہ جو اللہ کے نام کے علاوہ بتوں کے  
لیے عمدہ ذبح کیا جائے۔

(تفسیر ابن عباس علی در منشور ۱/۷۸ ایران)

نمبر (۱۰) تفسیر در منشور فی التفسیر بالمأثور

أَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي  
قَوْلِهِ وَمَا أَهْلٌ قَالَ ذُبِحَ وَ أَخْرَجَ ابْنُ  
جَرِيرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ وَمَا  
أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللَّهِ يَعْنِي مَا أَهْلٌ لِلطُّوَاعِغِ  
وَ أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ  
وَمَا أَهْلٌ قَالَ مَا ذُبِحَ لغيرِ اللَّهِ.

یعنی ابن منذر نے ابن عباس سے نقل کیا و ما  
اہل کہا ذبح اور ابن جریر نے ابن عباس  
سے نقل کیا کہ و ما اہل شیطانوں کے لیے  
اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا کہ  
و ما اہل وہ جسے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا  
جائے۔

(تفسیر در منشور ۱/۱۲۸ ایران)

نمبر (۱۱) تفسیر القرآن العظیم. ابن ابی حاتم.

عَنْ مُجَاهِدٍ ( وَمَا أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللَّهِ )  
قَالَ مَا ذُبِحَ لغيرِ اللَّهِ وَ رُوِيَ عَنْ

مجاہد سے روایت ہے کہ وہ جو غیر اللہ کے  
لیے ذبح کیا جائے اور حسن، قتادہ، ضحاک و



الْحَسَنِ وَ قَتَادَةَ وَالضَّحَاكَ وَ الزُّهْرِي نَحْوَ ذَلِكَ .  
 زہری وغیرہ نے بھی اس کی مثل روایت کیا۔

( تفسیر القرآن العظیم ۱/۲۸۳ مکة المکرمة )

نمبر ( ۱۲ ) التفسیر الكبير المسمى البحر المحيط .  
 وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ . أَي مَا ذُبِحَ . حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہد  
 لِلْأَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيتِ قَالَهُ ، ابْنُ عَبَّاسٍ قَتَادَةَ أَوْ ضَحَاكَ وَغَيْرَهُ نَعَى كَمَا لَعِنَى وَهُوَ جَوْ  
 وَ مُجَاهِدٌ وَ قَتَادَةُ وَالضَّحَاكَ . ذبح کیا جائے بتوں اور شیاطین کے  
 ( بحر المحيط ۱/۲۸۸ بیروت ) واسطے۔

نمبر ( ۱۳ ) تفسیر خازن المسمى بلباب التاویل فی معانی  
 التنزیل

وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ يَعْنِي وَمَا ذُبِحَ يَعْنِي وَهُوَ جَوْ ذَبِحَ كَمَا جَاءَ بِتَوَاتُورٍ أَوْ طَوَاغِيتِ  
 لِلْأَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيتِ . کے لیے۔

اور اسی میں ہے  
 يَعْنِي مَا ذُكِرَ عَلَى ذَبْحِهِ غَيْرُ اسْمِ اللَّهِ وَ ذَلِكَ أَنَّ الْعَرَبَ فِي  
 الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَذْكُرُونَ أَسْمَاءَ أَصْنَامِهِمْ عِنْدَ الذَّبْحِ فَحَرَّمَ اللَّهُ  
 ذَالِكَ بِهَذَا الْآيَةِ .  
 یعنی وہ جانور حرام ہے جس کے  
 ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی  
 اور کا نام ذکر کیا گیا اور یہ اس لیے کہ عرب  
 جاہلیت میں ذبح کے وقت اپنے بتوں کے  
 نام ذکر کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس  
 آیت سے اس کو حرام فرمادیا۔

( تفسیر خازن ۱/۱۱۲-۱۱۳ لاہور )

نمبر (۱۴) تفسیر مدارک التنزیل و حقائق التاویل

وَمَا أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللَّهِ أَي ذُبِحَ یعنی جو بتوں کے لیے ذبح کیا گیا جس  
لِلْأَصْنَامِ فَذَكَرَ عَلَيْهِ غَيْرُ اسْمِ اللَّهِ پر غیر خدا کا نام ذکر کیا گیا۔  
(تفسیر مدارک علی الخازن ۱/۱۱۲) (یعنی بوقت ذبح)

نمبر (۱۵) تفسیر روح المعانی

وَمَا أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللَّهِ أَي رُفِعَ الصَّوْتُ یعنی ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا آواز بلند  
لِغَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى عِنْدَ ذَبْحِهِ وَالْمُرَادِ کرنا اور یہاں اہلال سے مراد ذبح کے  
وَالْأَهْلَالِ هُنَا ذِكْرُ مَا يُذْبَحُ لَهُ، وقت اس چیز کا ذکر کرنا جس کے لیے ذبح  
كَاللَّاتِ وَالْعُزَّى. کیا گیا جیسے لات اور عزی۔

(تفسیر روح المعانی ۶/۵۷ بیروت)

نمبر (۱۶) تفسیر معالم التنزیل

أَيُّ مَا ذَكَرَ عَلَى ذَبْحِهِ غَيْرَ اسْمِ اللَّهِ یعنی ذبح کے وقت جس پر اللہ کے علاوہ نام  
اللَّهُ ذکر کیا جائے۔

(معالم التنزیل ۲/۸ ملتان)

نمبر (۱۷) تفسیر کمالین

یعنی مَا ذُبِحَ لِلْأَصْنَامِ وَهُوَ قَوْلُ مُجَاهِدٍ وَالضَّحَاكِ وَ قَتَادَةَ.  
(کمالین علی الجلا لیں ۲۴ کراچی)

نمبر (۱۸) جامع البیان

مَا ذَكَرَ اسْمَ غَيْرِ اللَّهِ عِنْدَ ذَبْحِهِ. یعنی وہ جس پر ذبح کے وقت اللہ کے نام کے علاوہ ذکر کیا گیا۔

جامع البیان علی الجلائین ۲۴ کراچی

نمبر (۱۹) علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

وَهُوَ مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اسْمِهِ تَعَالَى مِنْ الْأَنْصَابِ وَالْأَنْدَادِ وَالْأَزْلَامِ وَنَحْوِ ذَلِكَ مِمَّا كَانَتْ الْجَاهِلِيَّةُ يَنْحَرُونَ لَهُ.

اور وہ جو ذبح کیا جائے غیر اللہ کے لیے انصاف، انداد اور ازلام اور ان کی مثل جو دور جہالت میں کرتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر ۱/۲۰۵ لاہور)

نمبر (۲۰) حضرت امام جصاص حنفی فرماتے ہیں۔

وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ الْمُرَادَ بِهِ الذَّبِيحَةُ إِذَا أَهْلٌ بِهَا لِغَيْرِ اللَّهِ عِنْدَ الذَّبْحِ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَزْعُمُ أَنَّ الْمُرَادَ بِذَلِكَ ذَبَائِحَ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ الَّذِينَ كَانُوا يُذَبِّحُونَ لِأَوْثَانِهِمْ كَقَوْلِهِ تَعَالَى ( وَمَا ذُبِحَ عَلَى النَّصَبِ ) وَاجْازُوا ذَّبِيحَةَ النَّصْرَانِيِّ

مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس سے مراد ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کیا جائے۔ پس کچھ لوگ جو یہ گمان کرتے ہیں کہ بے شک اس سے مراد بتوں کی عبادت ذبح کے وقت ہے کیونکہ وہ اپنے بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے جیسے ارشاد گرامی ہے (وما ذبح

إِذَا سُمِّيَ عَلَيْهَا بِاسْمِ الْمَسِيحِ وَهُوَ  
 مَذْهَبُ عَطَا. وَمَكْحُولٍ وَالْحَسَنِ  
 وَالشُّبْعِيِّ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ  
 وَقَالُوا إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ أَبَاحَ أَكْلَ  
 ذَبَائِحِهِمْ مَعَ عَلَيْهِ بِأَنَّهُمْ يُهْلُونَ بِاسْمِ  
 الْمَسِيحِ عَلَى ذَبَائِحِهِمْ وَهُوَ مَذْهَبُ  
 الْأَوْزَاعِيِّ وَاللَيْثِ بْنِ سَعْدٍ أَيْضًا وَ  
 قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَ أَبُو يُوسُفَ وَ  
 مُحَمَّدُ وَ زُفَرُو مَالِكٍ وَالشَّافِعِيُّ  
 لَا تَوْكُلُ ذَبَائِحَهُمْ إِذَا سَمُّوا عَلَيْهَا  
 بِاسْمِ الْمَسِيحِ وَ ظَاهِرُ قَوْلِهِ تَعَالَى  
 ( وَمَا أَهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ) يُوجِبُ  
 تَحْرِيمَهَا إِذَا سُمِّيَ عَلَيْهَا بِاسْمِ  
 غَيْرِ اللَّهِ لِأَنَّ الْإِهْلَالَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ هُوَ  
 إِظْهَارُ غَيْرِ اسْمِ اللَّهِ وَلَمْ يُفَرِّقْ الْآيَةُ  
 بَيْنَ تَسْمِيَةِ الْمَسِيحِ وَ بَيْنَ تَسْمِيَةِ  
 غَيْرِهِ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ الْإِهْلَالَ بِهِ  
 لِغَيْرِ اللَّهِ وَ قَوْلُهُ فِي آيَةِ أُخْرَى ( وَمَا  
 ذُبِحَ عَلَى النُّصْبِ ) وَ عَادَةُ الْعَرَبِ

(علی النصب) اور عیسائی اپنے ذبیحہ کو جن پر  
 عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیا جاتا۔ وہ جائز  
 سمجھتے۔ یہ عطا کا مذہب ہے۔ امام مکحول،  
 حسن، شععی اور سعید بن مسیب کہتے ہیں۔  
 ان کا کہنا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان  
 کے ذبیحوں کے کھانے کو مباح قرار دیا ہے  
 باوجود اس کے کہ وہ اپنے ذبیحہ جات پر مسیح  
 علیہ السلام کا نام بلند کرتے یہی مذہب  
 اوزاعی اور لیث بن سعد کا بھی ہے امام  
 اعظم ابو حنیفہ، ابو یوسف، امام محمد زفر اور امام  
 شافعی کے نزدیک ان کے ذبیحہ جات کا  
 کھانا جائز نہیں جب وہ ان پر مسیح کا نام بلند  
 کریں۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ظاہر  
 ہے (وما اهل به لغير الله) کے قول سے اس  
 کی تحریم واجب ہوتی ہے جب ان پر غیر  
 اللہ کا نام بلند کیا جائے کیونکہ اہلال بہ  
 لغير الله یعنی جس پر غیر اللہ کا نام بلند کیا  
 جائے۔ یہ اللہ کے نام کے علاوے کسی  
 دوسرے کا اظہار ہے اور نہ ہی مسیح اور غیر خدا

فِي الذَّبَائِحِ لِلْأَوْثَانِ غَيْرُ مَا نَعِ إِعْتَبَارِ  
 كے نام کے درمیان آیت فرق کرتی  
 عُمُومِ الْآيَةِ فِيمَا اقْتَضَاهُ مِنْ تَحْرِيمِ  
 ہے۔ اس کے بعد کہ اہلال بہ لغیر اللہ ہو۔  
 مَا سُمِّيَ عَلَيْهِ غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى وَ قَدْ  
 اور اللہ تعالیٰ کے اس قول (وما ذبح علی  
 رَوَى عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ زَادَانَ وَ  
 انصب) اہل عرب کا یہ طریقہ تھا کہ وہ  
 مَيْسِرَةَ اِنْ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اِذَا  
 بتوں کے لئے ذبائح کرتے تھے غیر  
 سَمِعْتُمُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُهْلُونَ  
 مانع۔ عطا بن سائب نے زادان اور میسرہ  
 لِغَيْرِ اللَّهِ فَلَا تَأْكُلُوْا وَاِذَا لَمْ تَسْمَعُوْا  
 سے روایت کی ہے کہ بے شک علی علیہ  
 هُمْ فَكُلُوْا فَاِنَّ اللَّهَ قَدْ اَحَلَّ  
 السلام فرماتے ہیں جب تم یہود و نصاریٰ کو  
 ذَبَائِحَهُمْ وَهُوَ يَعْلَمُ مَا يَقُولُونَ وَاَمَّا  
 ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کرتے  
 مَا اَحْتَجَّ بِهٖ الْقَائِلُونَ بِاَبَاحَةِ ذَالِكِ  
 ہوئے سنو تو فلا تا کلو۔ پس تم نہ کھاؤ اور  
 لِاَبَاحَةِ اللَّهِ طَعَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ مَعَ  
 جب تم ان سے غیر اللہ کے علاوہ نام نہ سنو  
 عِلْمِهِ بِمَا يَقُولُونَ فَلَيْسَ فِيْهِ دَلَالَةٌ  
 تو (فکلو) کھا لیا کرو۔ پس اللہ تعالیٰ نے  
 عَلٰى مَا ذَكَرُوْا اِلَّا اَبَاحَةَ طَعَامِ اَهْلِ  
 ان کے ذبائح کو حلال کیا ہے اور وہ جانتا  
 الْكِتَابِ مَقْضُوْدَةٌ بِشَرِيْطَةِ اَنْ  
 ہے جو وہ کہتے ہیں اور بہر کیف جو (گروہ)  
 لَا يُهْلُوْا لِغَيْرِ اللَّهِ اِذَا كَانَ الْوَاجِبُ  
 ان کے ذبیحہ کو مباح کہتے ہیں ان کی دلیل  
 عَلَيْنَا اسْتِعْمَالُ الْاَيَّتَيْنِ  
 یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے  
 بِمَجْمُوعِهِمَا فَكَانَتْهُ قَالَ وَ طَعَامُ  
 کھانے کو اس علم کے ساتھ جو وہ کہتے  
 الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ مَا  
 ہیں۔ پس اس میں دلیل نہیں ہے اس پر جو  
 يُهْلُوْا بِهٖ لِغَيْرِ اللَّهِ  
 انہوں نے ذکر کی۔ کیونکہ اہل کتاب کا

کھانا اس شرط کے ساتھ مقصود ہے کہ ان لا

یہلوا غیر اللہ کہ وہ ذبح کے وقت (صفحہ نمبر ۱/۱۲۵، ۱۲۶ بیروت)

غیر اللہ کا نام بلند نہ کریں۔ جب ہم پر

واجب ہو دو آیات کا استعمال اس کے

مجموعہ کے ساتھ۔ پس یہ آیات طعام

الذین اوتوا الكتاب حل لکم۔ ما یہلوا بہ

لغیر اللہ۔ اس سے مراد یہ کہ ذبح کرتے

وقت غیر اللہ کا نام بلند نہ کریں۔

نمبر (۲۱) امام راغب فرماتے ہیں

أَيُّ مَا ذُكِرَ عَلَيْهِ اسْمُ اللَّهِ وَهُوَ كَانَ

يُذْبَحُ لِأَجْلِ الْأَصْنَامِ. جائے اور وہ جو ذبح کیا جائے بتوں

کے لیے۔

(مفردات القرآن ۱۵۴۴، المكتبة المرتضوية)

نمبر (۲۲) امام قرطبی فرماتے ہیں۔

أَيُّ ذِكْرٍ عَلَيْهِ غَيْرِ اسْمِ اللَّهِ تَعَالَى

وَهِيَ ذَبِيحَةُ الْمَجُوسِيِّ وَالْوَثْنِيِّ

يُذْبَحُ لِلْوَثْنِيِّ وَالْمَجُوسِيِّ لِلنَّارِ.

جائے اور وہ مجوسی کا اور بت پرست کا ذبح

کیا ہوا ہے کیونکہ بت پرست ذبح کرتے

(تفسیر قرطبی ۲۲۳/۲ تھران)

ہیں بتوں کے لیے اور مجوسی ذبح کرتے

ہیں آگ کے لیے۔

نمبر (۲۳) صفوة التفاسیر . محمد علی الصابونی .  
 ای وَمَا ذُبِحَ لِلْأَصْنَامِ فذَكَرَ عَلَيْهِ  
 یعنی جو بتوں کے لیے ذبح کیا گیا اور اس پر  
 کفار کی طرح ذبح کے وقت نام لیا گیا جیسے  
 اسْمُ غَيْرِ اللَّهِ كَقَوْلِهِمْ بِاسْمِ اللَّاتِ  
 وہ لات و عزی کا نام لیتے تھے۔  
 وَالْعُزَى .

(صفوة التفاسیر ۱/۱۱۵ بیروت)

نمبر (۲۴) تفسیر حسینی  
 وَمَا أَهْلًا بِهِ وَحَرَامٍ كَرْدَ أَنْجَه آواز  
 یعنی اور حرام کی وہ چیز جس پر ذبح کے وقت  
 بردار نہ دے وقت ذبح لغیر اللہ  
 آواز بلند کریں لغیر اللہ واسطے غیر خدا کے  
 برائے غیر خدا بنام بتاں یا اسم  
 بتوں کے نام پر اس جانور کو قتل کریں یا  
 پیغمبران بکشند۔  
 پیغمبروں کے نام پر۔

تفسیر حسینی فارسی ۵۶ لاہور)

نمبر (۲۵) ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

و آنچه آواز بلند کرده شود در  
 اور وہ جانور جس پر ذبح کے وقت سوائے  
 ذبح وے بغیر خدا  
 اللہ تعالیٰ کے آواز بلند کی جائے۔

(ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ ۳۳ لاہور۔)

نمبر (۲۶) شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں۔

اور وہ جانور جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا یعنی جس جانور کو بسم اللہ اللہ اکبر  
 کے بجائے کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا گیا جیسے بسم زید یا بسم عمر وغیرہ۔

(موضح القرآن ۲۶ شیخ غلام علی ایند سنز لاہور)

نوٹ:

لیکن اب جو اختصار شدہ کے نام سے شائع ہو رہا ہے اس میں یہ ترجمہ نہیں کیا گیا بلکہ بدلہ ہوا ہے۔

نمبر (۲۷) تفسیر مواہب الرحمن۔

اور جس چیز کے ساتھ غیر اللہ کا نام پکارا جائے یعنی سوائے اللہ کے غیر کے لیے ذبح کیا گیا اور نام پکارا اس واسطے فرمایا کہ بت پرست بتوں کے نام سے پکارتے اور ذبح کرنے کے وقت بتوں کا نام لیتے۔ (مواہب الرحمن ۱۱۰۳ لاہور)

نمبر (۲۸) علامہ شبیر عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں۔

البتہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے فقراء کو کھلائے اور اس کا ثواب کسی قریبی عزیز یا پیر اور بزرگ کو پہنچا دے یا کسی مردہ کی طرف سے قربانی کر کے اس کا ثواب اس کو دینا چاہے کیونکہ یہ ذبح غیر اللہ کے لیے ہرگز نہیں۔

نمبر (۲۹) تفسیر روفی۔

وما اهل به لغير الله! اور جو جانور کہ ذبح کیا جائے بنا نام غیر خدا معلوم ہووے کہ اکثر ان لوگوں کو اس آیت کے معنی میں مفسدوں کے بہکانے سے شک پڑتا ہے سو ہم یہاں اس کی تفصیل احقاق الحق میں سے کئی تفسیروں کی عبارت کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

(آگے کئی تفاسیر کی عبارات نقل کی ہیں جو آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں اور کچھ



آگے آرہی ہیں) آگے مزید لکھا ہے کہ

یہاں سے صاف معلوم ہوا کہ جو گاؤ اولیاء کے نام سے نذر کی جاتی ہے جیسا

کہ اس زمانے میں رسم ہے سو حلال طیب ہے کیونکہ ذبح کے وقت اس پر کچھ غیر خدا کا نام نہیں لیا جاتا۔ اگرچہ ان کے نام سے اس کو نذر کرتے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ خاص نظر خدا کے واسطے ثابت ہے غیر کے لیے نہیں اس لیے ذبیحہ اپنی اصلی حالت پر قائم رہا پھر جب ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا تو بیشک حلال ہے۔

اگر کسی نے ذبح کرتے وقت عمداً خدا کا نام نہ کہا تو ابوحنیفہ کے یہاں وہ ذبیحہ ناجائز ہے اور شافعی کے یہاں حلال ہے اگر سہواً ذبح کرتے وقت خدا کا نام بھول گیا تو بالاتفاق حلال ہے جاننا چاہیے کہ تفسیر فتح العزیز میں کسی عدو نے الحاق کر دیا ہے اور یوں لکھا ہے کہ اگر کسی بکری کو غیر کے نام سے منسوب کیا ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتی اور غیر خدا کے نام کی تاثیر اس میں ایسی ہو گئی ہے کہ اللہ کے نام کا اثر ذبح کے وقت حلال کرنے کے واسطے بالکل نہیں ہوتا سو یہ بات کسی نے ملا دی ہے۔

خود مولانا مرشدنا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کبھی ایسا سب مفسرین کے خلاف نہ لکھیں گے اور ان کے مرشد اور استاد اور والد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں ما اھل کے معنی ما ذبح لکھا ہے یعنی ذبح کرتے وقت جس جانور پر بت کا نام لیا سو حرام ہے اور مردار کے جیسا ہے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا سو کیونکہ حرام ہوتا ہے بعضے نادان تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد شریف کی نیاز

حضرت پیران پیر کی نیاز اور ہر اک شہداء و اولیاء کی نیاز فاتحہ کے کھانے کو بھی حرام کہتے ہیں اور یہ ایک دلیل لاتے ہیں کہ غیر خدا کا نام جس پر لیا گیا سو حرام ہے واہ کیا عقل ہے ایسا کہتے ہیں اور پھر جا کر کھاتے ہیں۔

(تفسیر روفی مطبوعہ ۱۳۵۵ء در مطبع نامی ختم الکریم بمبئی ۱۳۸ : ۱۳۹)  
نمبر (۳۰) غیر مقلدین کے پیشوا صدیق حسن بھوپالوی اپنی تفسیر فتح  
البیان میں لکھتے ہیں کہ

وَمَا أَهْلٌ بِهِ لَغَيْرِ اللَّهِ يَعْنِي مَا ذُبِحَ  
لِلْأَصْنَامِ وَالطَّوَاعِيتِ وَصَحِيحٌ فِي  
ذُبْحِ لَغَيْرِ اللَّهِ.  
وما اهل به لغير الله یعنی جو بتوں اور  
طاغوتوں کے لیے ذبح کیا جائے اور  
درست یہ ہے کہ غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا۔

(تفسیر فتح البيان ۱/۲۲۲ حیدرآباد)

نمبر (۳۱) درس قرآن۔

درس قرآن بورڈ (۱) خواجہ عبدالحی فاروقی (۲) حافظ مرغوب احمد توفیق

(۳) عبد الواحد (۴) حافظ نذرا احمد وغیرہ

وما اهل به لغير الله جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے یعنی کسی اور کے نام پر ذبح کیا  
جائے یا بھینٹ چڑھایا جائے اہل کے معنی آواز بلند کرنا اور پکارنا ہیں۔

نمبر ۳۲ تفسیرات الاحمدیہ. (ادارہ اصلاح تبلیغ لاہور درس قرآن ۱۹۷۷)

وَمَا أَهْلٌ بِهِ لَغَيْرِ اللَّهِ مَعْنَاهُ ذُبِحَ بِهِ وَمَا أَهْلٌ بِهِ لَغَيْرِ اللَّهِ كَمَا مَعْنَى يَهَى هِيَ  
لِاسْمِ غَيْرِ اللَّهِ مِثْلُ لَاتٍ وَعُزَّى وَ كَمَا غَيْرُ خُذَا كَمَا مَعْنَى يَهَى هِيَ  
أَسْمَاءُ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِ ذَلِكَ فَإِنَّ لَاتٍ وَعُزَّى وَغَيْرَهُ بَتُونَ كَمَا مَعْنَى يَهَى هِيَ

أَفَرَدَ بِاسْمِ غَيْرِ اللَّهِ أَوْ ذَكَرَ مَعَ اسْمِ  
اللَّهِ عَطْفًا بَانَ يَقُولُ بِاسْمِ اللَّهِ  
وَمُحَمَّدٍ رَسُولُ اللَّهِ بِالْجَرِّ حَرُمٌ  
الذَّبِيحَةُ وَإِنْ ذَكَرَ مَعَهُ مَوْضُوعًا  
مَعْطُوفًا بَانَ يَقُولُ بِاسْمِ اللَّهِ مُحَمَّدَ  
رَسُولِ اللَّهِ كُرْهٌ وَلَا يَحْرُمُ وَإِنْ ذَكَرَ  
مَفْضُولًا بَانَ يَقُولُ قَبْلَ التَّسْمِيَةِ وَ  
قَبْلَ أَنْ يَضْجَعَ الذَّبِيحَةَ وَبَعْدَهُ لَا  
بَأْسَ بِهِ هَكَذَا فِي الْهَدَايَةِ وَمِنْ هُنَا  
عَلِمَ أَنَّ الْبَقْرَةَ الْمَنْدُورَةَ لِلْأَوْلِيَاءِ  
كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِي زَمَانِنَا حَلَالٌ  
طَيِّبٌ لِأَنَّهُ لَمْ يُذَكَّرِ اسْمُ غَيْرِ اللَّهِ  
عَلَيْهَا وَقَدْ الذَّبَحَ وَإِنْ كَانُوا  
يَنْذِرُونَهَا لَهُ.

(تفسیرات الاحمدیہ ۲۲-۲۵ جمن گل پبلشرز پشاور)

گیا ہو یا انبیاء علیہم السلام وغیرہم کے نام  
سے ذبح کیا گیا ہو تو اگر تنہا غیر خدا کے نام  
پر ذبح کیا گیا یا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ  
عطف کر کے دوسرے کا نام ذکر کیا اس طر  
ح بسم اللہ و محمد رسول اللہ کہا اور لفظ محمد کے جر  
یعنی زیر کے ساتھ عطف کرے تو ذبیحہ حرام  
ہے اور اگر نام خدا کے ساتھ ملا کر دوسرے کا  
نام بغیر عطف کے ذکر کیا مثلاً یہ کہا بسم اللہ  
محمد رسول اللہ تو مکروہ ہے۔ حرام نہیں اور اگر  
غیر کا نام جدا ذکر کیا اس طرح کہ بسم اللہ  
کہنے سے پہلے اور جانور لٹانے سے قبل یا  
اس کے بعد غیر کا نام لیا تو اس میں کچھ  
مضائقہ نہیں ایسا ہی ہدایہ میں ہے یہاں  
سے معلوم ہوا کہ جو گائے اولیاء اللہ کے  
لیے نذر کی جاتی ہے جیسے کہ ہمارے زمانہ  
میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے اسلیے کہ اس  
پر وقت ذبح غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ  
وہ ان کے لیے نذر کرتے ہیں

## نمبر ۳۳۔ تفسیر ضیاء القرآن۔

اب مفسر قرآن جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ایم اے فاضل  
جامعۃ الازہر مصر جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان کی محققانہ دلچسپ تحقیق سے استفادہ

کیجئے زیر آیت وَمَا أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللہ فرماتے ہیں یہ آیت اس سے پہلے تین مرتبہ گزر چکی ہے اب چوتھی اور آخری بار یہاں مذکور ہے۔ اس آیت کا یہ حصہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے کیونکہ اس کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کے باعث ملت اسلامیہ میں افتراق و انتشار کا دروازہ کھل گیا ہے اور ایک فریق دوسرے کو کافر و مرتد کہنے سے بھی دریغ نہیں کرتا اور بڑی شد و مد سے ان تمام جانوروں کو حرام و مردار کہتا ہے جنہیں کسی بزرگ کی روح کو ایصالِ ثواب کے لیے ذبح کیا گیا ہو خواہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ہی لیا گیا ہو۔

آئیے اس آیت کریمہ کو اپنی آراء و اہواء کا اکھاڑا نہ بنائیں بلکہ اسے سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور لغت عرب کی روشنی میں سمجھنے کی مخلصانہ کوشش کریں تاکہ حقیقت عیاں ہو جائے اور باہمی اختلافات و منافرت کے بڑھتے ہوئے سیلاب پر قابو پایا جاسکے۔ وباللہ التوفیق۔

آیت کا جو مفہوم سلف سنی اور علما متقدمین نے خود سمجھا ہے اور ہمیں سمجھایا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی جانور کو اللہ تعالیٰ سے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ جانور حرام ہے جس طرح مشرکین باسْمِ اللات و عزی کہہ کر جانوروں کو ذبح کرتے تھے۔ امام ابو بکر بھصاحنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر احکام القرآن میں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ الذَّبِيحَةُ إِذَا أَهْلٌ لغيرِ اللہ عِنْدَ الذَّبْحِ۔ یعنی سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ بیضاوی، قرطبی، رازی اور دیگر مفسرین اسلاف نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے لیکن علماء متاخرین میں سے بعض لوگوں نے اسلاف اور قدماء مفسرین کی متفقہ رائے سے اختلاف کیا اور اس آیت سے ایک نیا

مفہوم اخذ کیا جس سے تکفیر کا دروازہ کھل گیا غیروں کو اپنا بنانے کی توفیق سے جو لوگ محروم تھے انہوں نے اپنوں کو بیگانہ بنانے کا شغل اختیار فرمایا اور اس فن میں وہ جدت طرازیوں اور موثر گافیاں کیں کہ عقل دنگ رہ گئی اور دل لرزا اٹھا۔ آئیے پہلے ان کے دلائل کو سنیں تاکہ ان کی اس غلط فہمی کا ماخذ آپ کو معلوم ہو جائے پھر ان میں غور فرمائیے ان دلائل کی بے سرو پائی آپ پر واضح ہو جائیگی۔

وہ اس آیت کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ جس جانور پر غیر اللہ کا نام لے دیا جائے اور وہ اس غیر کے نام سے مشہور ہو جائے تو ایسے جانور کو اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بھی ذبح کیا جائے تو وہ حلال نہیں ہوگا بلکہ حرام ہوگا جس طرح کتے اور خنزیر کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ ناپاک ہی رہتا ہے وہ اپنے اس مفہوم کی تائید کے لیے کہتے ہیں کہ لغت عرب اور عرف میں اہل کا معنی ذبح کرنا نہیں ہے کوئی شعر کوئی عبارت ایسی پیش نہیں کی جاسکتی جس میں کسی فصیح و بلیغ نے اہل کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہو بلکہ اہل لغت کے نزدیک اہل کا معنی آواز بلند کرنا ہے اور کسی چیز کو شہرت دینا ہے پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ اہل کا معنی ذبح کرنا ہے تو بھی آیت کا یہ معنی ہوگا کہ وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے اور اس کا جو معنی تم نے کیا ہے کہ وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے یہ تو کسی طرح مراد نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اس آیت کا جو معنی تم نے کیا ہے وہ تو صراحتہ تحریف آیت ہے۔ یہ ان کا استدلال ہے جو آپ نے پڑھ لیا۔

اب ہم بصد ادب ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اہل کا معنی اگر وہ لیا جائے جو تم نے لیا ہے کہ آواز بلند کرنا یا شہرت دینا تو چاہیے یہ کہ تمام ایسے جانور جن پر

غیر اللہ کا نام لے دیا جائے یا انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے نامزد کر دیا جائے تو وہ ابدی حرام ہو جائیں اور اگر تکبیر پڑھ کے ان کے گلے پر چھری پھیری جائے تب بھی وہ حلال نہ ہوں حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ بحیرہ سائبہ وغیرہ جانور وہ اپنے بتوں کے لیے نذر مانتے تھے اور اس سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا اپنے اوپر حرام کر دیتے تھے حالانکہ اگر کوئی مسلمان ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو وہ حلال ہیں ان جانوروں کو بتوں کے نام پر نامزد بھی کیا گیا انہیں کے نام سے وہ مشہور ہوئے حالانکہ انہیں اگر تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے تو وہ اس کے باوجود حلال ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں صراحتہ مرقوم ہے کہ اگر مجوسی نے اپنے آتشکدہ کے لیے یا کسی مشرک نے اپنے باطل خداؤں کے لیے کسی جانور کو نامزد کیا اور کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اسے ذبح کر دیا تو اسے کھایا جائے گا کیونکہ مسلمان نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اسے ذبح کیا ہے۔ مُسْلِمٌ ذَبَحَ شَاةَ الْمَجُوسِيِّ لِبَيْتِ نَارِهِمْ أَوْ الْكَافِرِ لَا لِهَيْبَتِهِمْ تَوَكَّلْ لِأَنَّهُ سَمِيَ اللَّهُ وَيَكْرَهُ لِلْمُسْلِمِ.

(فتاویٰ عالمگیری کتاب الذبائح)

تو اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کسی چیز پر محض غیر اللہ کا نام لے دینے سے وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ نیز ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ اہل کالہظ ذبح کے معنی میں لغت اور عرفاً مستعمل نہیں ہوتا یہ بھی درست نہیں کیونکہ فصاحت و بلاغت کے امام حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اہل کالہظ کے معنی میں استعمال کیا ہے اور آپ کا قول بلا اختلاف حجت اور سند ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

اذا سمعتم اليهود والنصرى يهلون یعنی جب تم سنو کہ یہود و نصاریٰ غیر اللہ کا  
 لغير الله فلا تاكلوا و اذا لم نام لے کر ذبح کرتے ہیں تو ان کا ذبح نہ  
 تسمعوهم فكلوا فان الله قد احل کھا و اور اگر نہ سنو تو کھا لو کیونکہ اللہ تعالیٰ  
 ذبائحهم و هو يعلم ما يقولون نے ان کے ذبح کو حلال کیا ہے اور وہ جانتا  
 ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ (فتح البیان جلد اول ۲۲۲)

آپ کے اس قول میں یهلون بمعنی یذبحون مستعمل ہے۔ اس لیے ان  
 کا یہ کہنا کہ اهل کا لفظ ذبح کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا صحیح نہ ہوا۔ قدام مفسرین نے بھی  
 اهل کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اهل کا لغوی معنی تو آواز بلند کرنا ہے لیکن  
 اب عرف میں یہ ذبح کے معنی میں یا ذبح کے وقت آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال  
 ہوتا ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی لغت کے امام اصمعی سے لفظ اهل کی تحقیق نقل کرتے  
 ہوئے رقمطراز ہیں۔

قال الاصمعی الاھلال اصله رفع اصمعی نے کہا کہ اھلال اصل میں آواز بلند  
 الصوت فكل رافع صوته فھو کرنے کو کہتے ہیں تو ہر آواز بلند کرنے والا  
 مھل.... وھذا معنی الاھلال فی مھل کہلائے گا یہ اھلال کا لغوی معنی ہے  
 اللغة صمه قيل للمحرم مھل لرفعه پھر محرم کو بھی مھل کہتے ہیں کیونکہ مشکرین  
 الصوت بالتلبیہ عند الاجرام عرب جانوروں کو ذبح کرتے وقت بلند  
 والذابح مھل لان العرب كانوا آواز سے اپنے بتوں کا نام لیا کرتے تھے۔  
 یسمون الاوثان عند الذبح و  
 یرفعون اصواتهم بذکرھا۔

علامہ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور اپنی لغت کی شہرہ آفاق کتاب لسان العرب میں اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

و اصل الاهلال رفع الصوت و كل رافع صوته فهو مهل و كذلك قوله عز و جل و ما اهل لغير الله به هو ما ذبح للالهة و ذلك لان الذابح كان يسمها عند الذبح فذلك هو الاهلال.

صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں۔

اصل الاهلال رفع الصوت..... حتى قيل لكل ذابح مهل وان لم يجهر بالتسميه.

اہلال کا لغوی معنی آواز بلند کرنا ہے یہاں تک کہ ہر ذبح کرنے والے کو مہل کہا جانے لگا اگرچہ وہ بلند آواز سے تکبیر نہ بھی کہے۔

علامہ سیوطی نے حضرت ابن عباس سے اہل کا معنی ذبح نقل کیا ہے اور امام تفسیر مجاہد نے ما اهل کا معنی ما ذبح لغير الله کیا ہے۔ علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

قال الربيع بن انس يعنى ما ذكر عند ذبحه اسم غير الله والاهلال... حتى قيل لكل ذابح مهل وان لم يجهر مهل.

ازراہ اختصار ان چند حوالوں پر اکتفا کیا جا رہا ہے ورنہ بے شمار حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں جن سے ثابت ہوا ہے کہ اہل بمعنی ذبح مستعمل ہوتا رہتا ہے۔ ان ان گنت اور واضح تصریحات کے باوجود یہ کہنا کہ اہل ذبح کے معنی میں نہ لغت استعمال ہوتا ہے اور نہ عرفاً یہ حق و انصاف سے اعراض کرنا ہے۔



نیز ان صاحبان کا ما اہل لغیر اللہ بہ کا یہ معنی بیان کرنا کہ غیر اللہ کے نام سے کسی جانور کو ذبح کرنا تحریف ہے یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ علامہ نووی شارح مسلم نے حدیث شریف کے ان الفاظ لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ کا یہ معنی کیا ہے اما الذابح لغیر اللہ ان یذکر باسم اللہ یعنی جس کو اللہ کے نام کے سوا کسی نام سے ذبح کیا جائے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے فارسی ترجمہ قرآن میں اس آیت کا یہی معنی کیا ہے وآنچہ ذکر کردہ شد نام غیر خدا بر ذبح وے۔ یعنی ذبح کے وقت جس پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے کیا اس تحریف کا الزام یہ حضرات آپ پر بھی عائد کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں۔

اس تفصیل سے یہ بات پائیہ تکمیل کو پہنچ گئی کہ آیت کا معنی وہی ہے جو علامہ ابو بکر جصاص نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے جو ابتداء بحث میں نقل ہو چکا ہے۔

نیز بخاری اور مسلم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اپنی والدہ کے لیے جو کنواں کھدوایا تھا اس کا نام ہی بئرام سعد رکھا گیا تھا یعنی سعد کی ماں کا کنواں اگر کسی غیر کا صرف نام لے دینے سے کوئی چیز ناپاک ہو جاتی تو اس کنویں کا پانی بھی ناپاک ہو جاتا اسے پینا اس سے وضو یا غسل کرنا اور اس سے کپڑے دھونا سب ممنوع قرار پاتا۔

حضور رحمت عالمیاں ﷺ ہر سال ایک دنبہ اپنی طرف سے قربانی دیا کرتے اور دوسرا دنبہ اپنی امت کی طرف سے۔ کئی لوگ کسی ولی کی نذر مانتے ہیں کیا اس طرح وہ چیز حرام ہو جاتی ہے یا نہیں تو اس کے متعلق مختصر عرض ہے کہ

نذر کے دو معنی ہیں شرعی اور عرفی۔ نذر شرعی عبادت ہے اور عبادت کسی غیر اللہ کے لیے جائز نہیں اس لیے شرعی معنی میں تو نذر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کے علاوہ کسی اور کی نذر ماننا شرک ہے لیکن عرف عام میں نذر عبادت کے معنی میں استعمال نہیں ہوتی بلکہ نیاز کے معنی میں استعمال ہوتی ہے اور یہ شرک نہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے فتاویٰ میں یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ وہ عبارت آپ کی خدمت میں بعینہ پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں امید ہے یہ گتھی بھی سلجھ جائے گی۔

لیکن حقیقت اس نذر آنست کہ اهداء ثواب طعام و انفاق و ہنزل مال بروح میت کہ امریست مسنون و از روئے حدیث صحیحہ ثابت است مثل ماورد فی ایحسین من حال ام سعد و غیرہ اس نذر مستلزم می شود پس حال اس نذر آنست کہ اهداء ثواب ہذا القدر الی روح فلاں۔ و ذکر ولی برائے تعیین عمل منذر است نہ برائے مصرف و مصرف اس نذر نزد ایشاں متوسلاں آں ولی می باشند از اقارب و خدم و ہمطریقاں و امثال ذالک ہمیں است مقصود نذر کنندگاں بلاشبہ و حکمہ انہ صحیح یجب الوفاء بہ لانیہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع۔

(فتاویٰ عزیزی جلد ۱ صفحہ ۱۲۱ مطبوعہ دیوبند)

ترجمہ! اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ اس طعام و غیرہ کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے اور یہ امر مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جیسے حضرت سعد کی والدہ کے کنویں کا ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے۔ اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے پس اس نذر کا حاصل یہ ہے کہ اس طعام و غیرہ کا ثواب فلاں ولی کو پہنچے نذر میں ولی کا ذکر اس لیے نہیں کیا جاتا کہ وہ اس نذر کا مصرف ہے اس کا مصرف تو اس ولی کے قریبی

رشتہ دار خدام درگاہ اور ہم مشرب لوگ ہوتے ہیں ولی کا نام صرف اس عمل کے متعین کے لیے لیا جاتا ہے نذر کرنے والوں کا بلاشبہ یہی مقصد ہوا کرتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی نذر صحیح ہے اور اس کو پورا کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ ایسی عبادت ہے جو شرعاً معتبر ہے۔  
حضرت حکیم الامت کی اس ایمان افروز وضاحت کے بعد کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہتا اگرچہ مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں لیکن محض مزید اطمینان کے لیے ایک دو حوالے اور پیش خدمت ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ عزیز یہ میں فرماتے ہیں۔

اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصالِ ثواب بروح ایشاں پختہ بخوارند جائز است مضائقہ نیست۔

یعنی اگر مالیدہ اور دودھ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کے ارادے سے پکا کر کھلائیں تو کچھ مضائقہ نہیں جائز ہے۔  
(فتاویٰ عزیز یہ جلد اول صفحہ ۵۰ مطبوعہ دیوبند)

اسی صفحہ پر حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء را ہم خوردن جائز است واللہ اعلم۔  
یعنی اگر کسی بزرگ کے نام فاتحہ دی گئی تو مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے۔  
حضرت شاہ صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت اما میں نمایند و بر آں فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک

می شود و خوردن بسیار خوب است۔ (فتاویٰ عزیز یہ جلد ۸ صفحہ ۷۸ مطبوعہ دیوبند)

یعنی وہ کھانا جس کا ثواب حسنین کریمین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ قل

شریف اور درود شریف پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔  
شاہ اسماعیل دہلوی کی یہ عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے۔

پس در خوبی اس قدر امور امور مرسومہ فاتحہ ہا و اعراض و نذر و نیاز اموات شک  
و شبہ نیست۔ (صراط مستقیم ۵۵)

پس امور مروجہ یعنی اموات کے فاتحوں اور عرسوں اور نذر و نیاز سے اس قدر  
امر کی خوبی میں کچھ شک و شبہ نہیں۔

اب فاتحہ خوانی کا طریقہ بھی شاہ اسماعیل دہلوی کے الفاظ میں سن لیجئے۔

اول طالب را باید کہ با وضو و زانو بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنا ماکا بر این طریق  
یعنی خواجہ معین الدین سنجرى و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و غیر ہما خواندہ التجا  
بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط این بزرگان نماید و بنیاد تمام وزاری بسیار دعائے کشود کار  
خود کردہ ذکر و ضربی شروع نماید۔ (صراط مستقیم ۱۱۱ افخر الطابع)

یعنی پہلے طالب کو چاہیے کہ وضو کرے اور نماز کے طریقہ پر دوزانو ہو کر بیٹھے  
اور اس طریقہ کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجرى و حضرت خواجہ قطب الدین  
بختیار کاکی و غیر ہما کے نام فاتحہ پڑھے اور پھر درگاہ الہی میں ان بزرگوں کے وسیلہ سے  
التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع و زاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا  
کر کے دو ضربی ذکر شروع کرے۔

البتہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی اور کا نام لے کر کسی جانور کو  
ذبح کرے تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا اور ذبح کرنے والا مشرک ہوگا اسی طرح اگر کسی شخص کے  
ذہن میں ایصال ثواب کا تصور تک نہیں بلکہ کسی ولی یا نبی کی لیے محض اس جانور کا خون

بہانے (اراقۃ الدم) کو ہی وہ درجہ قربت سمجھ کر ذبح کرتا ہے تب بھی وہ جانور حرام ہوگا کیونکہ جان کا مالک وہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے جان کو پیدا فرمایا۔ اس لیے اس کو حق نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ کی چیز کو کسی کے لیے قربان کرے چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں متعدد بار اس مسئلہ کی تحقیق فرمائی اور ایسے جانور کی حلت و حرمت کا فیصلہ کرنے کے لیے یہی معیار مقرر فرمایا۔ آپ لکھتے ہیں!

فمتی کان اراقہ الدم للتقرب الی یعنی اگر کسی جانور کا خون اسی لیے بہایا غیر اللہ حرمت الذبیحۃ و متی جائے کہ اس خون بہانے سے غیر کا تقرب کان اراقۃ الدم لله تعالیٰ والتقرب الی الغير بالاکل والانتفاع حلت الذبیحۃ لان الذبح عبارة عن الاراقۃ لا عن المذبوح ای الذی یحصل بعد الذبح من اللحم والشحم وعلی هذا قلنا لو اشتری لحمًا من السوق او ذبح بقرة او شاة لاجل ان یطبخ مرقا و طعاما لیطعم الفقراء و یجعل ثوابها لروح فلان حلت بلا شبہة۔

حاصل ہو تو وہ ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور اگر خون اللہ تعالیٰ کے لیے بہائے اور اس کھانے اور اس سے نفع حاصل کرنے سے کسی غیر کا تقرب مقصود ہو تو ذبح حلال ہوگا کیونکہ ذبح کا معنی خون بہانا ہے نہ وہ جانور جسے ذبح کیا گیا اسی لیے ہم نے کہا ہے کہ اگر کسی نے بازار سے گوشت خریدا یا گائے یا بکری ذبح کی تاکہ اسے پکا کر فقیروں کو کھلائے اور اس کا ثواب کسی روح کو پہنچائے تو یہ (گوشت گائے بکری) بلاشبہ حلال ہوگی۔

(فتاویٰ عزیز یہ جلد اول صفحہ ۷۷ د)

میں علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ مسلمان نہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے سوا کسی کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں اور نہ وہ محض اراقۃ الدم (خون بہانے) کو وجہ تقرب سمجھتے ہیں بلکہ ان کے پیش نظر صرف ایصالِ ثواب ہوتا ہے۔ بفرض محال اگر کوئی شخص اپنی جہالت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو اسے فوراً تائب ہونا چاہیے مبادا اس گمراہی پر اسکی موت آجائے نیز ان لوگوں کو بھی خدا کا خوف کرنا چاہیے جو ہر مسلمان پر بلا امتیاز شرک و کفر کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں اور اس کو اپنی شہرت کے حصول کا آسان اور موثر ذریعہ سمجھتے ہیں۔

حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ . (ضیاء القرآن جلد ۲ صفحہ ۶۰۹ تا ۶۱۳)

(نمبر ۳۴۔)

مزید وضاحت کے لیے مندرجہ ذیل حوالہ جات دیکھیں۔

- توضیح القرآن ۳۳۹ کشف السرار و علة الابرار ۱ / ۵۷۷ کشف المحجوبین  
 ۱ / ۸۹ کتاب الوجیز تفسیر قرآن العزیز ۱ / ۵۰۴ مراح لبید تفسیر النووی ۱ / ۹۶ تفسیر  
 یسیر پنجابی ۱ / ۴۱۹ تفسیر نبوی... تفسیر نذیر القرآن. تفسیر عزیز البیان ۴۰ تفسیر  
 القرآن انشاء اللہ ۴۰ درس القرآن خواجہ عبدالولی جز ۲ صفحہ ۶ تفسیر ازہری ۴۶  
 سراج المنیر ۱۰ افتح الرحمن ۳۳ تفسیر فتح القدیر شوکانی ۱۲۸ تفسیر مراغی جز ۲  
 صفحہ ۲۸ ظلال القرآن جز ۸ صفحہ ۶۸ / ۶۹ صاوی ۲ / ۴۷۷ جمل ۱ / ۱۳۸ عمدة  
 التفسیر حافظ ابن کثیر جز ۳ صفحہ ۶ تاج التفاسیر ۱ / ۳۵ تفسیر نیشاپوری ۲  
 ۰۲ تفسیر نعمانی صفحہ ۱۴ تفسیر قادری ۱ / ۴۲ تفسیر القرآن ۲۰۷ تفسیرات  
 نوٹ یہ حوالہ جات مختلف جگہ سے نقل کیے ہیں۔

## کسی کی طرف نسبت کرنا احادیث کی روشنی میں

حدیث نمبر (۱)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ!

فَاتِي بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ پس ایک مینڈھا لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ نے اس کو اپنے ہاتھوں سے ذبح فرمایا اور کہا  
 أَكْبَرُ هَذَا عَنِّي وَ عَمَّنْ لَمْ يَضِحْ مِنْ بِسْمِ اللَّهِ أَكْبَرُ یہ میری طرف سے اور میری  
 امت میں سے اس کی طرف سے جس نے  
 قربانی نہیں کی۔

اخرجه الترمذی فی الجامع ۱/۲۷۸ و ابو داود فی السنن ۲/۳۲ و احمد فی مسنده

۳/۳۶۲ و حاکم فی المستدرک ۳/۲۲۹ و سنن دارقطنی ۳/۲۸۴ و زاد المعاد

۲/۳۱۳

اس حدیث مبارکہ میں نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے مینڈھا کی نسبت ذبح کرنے  
 کے فوراً بعد اپنی اور اپنی امت میں سے ہر اس شخص کی طرف کی جس نے قربانی نہیں کی  
 اگر کسی جانور کی نسبت غیر خدا کی طرف ہونے سے وہ حرام ہو جاتا تو شارع ﷺ کبھی بھی  
 ایسا نہ فرماتے۔

حدیث نمبر (۲)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا!

اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ اے اللہ اس کو محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ اور  
وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ امت محمد ﷺ کی طرف سے قبول فرما۔

(اخرجه ابو داود في السنن ۳۰/۲ و مسلم برقم ۵۰۹۱ و بغوی في الشرح السنة  
۳۵۷/۴ و بیہقی في السنن الكبرى ۲۸۶/۹ و حاکم في المستدرک ۵۹۴/۳ و ابن  
عساکر تهذیب تاریخ ۱۴/۳ و عبدالحق کتاب الاحکام الوسطی ۱۳۲/۴)

اس حدیث مبارکہ میں بھی محبوب رب العالمین نے اپنی اور اپنی اولاد اور اپنی  
امت کی طرف بعد از ذبح نسبت فرمائی۔

حدیث نمبر (۳)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی  
يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّهُ أَنْ تَأْكُلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِيرِي خِوَاهِشْ هَيْهْ كَهْ آپ  
مِنْ رَطْبِهِ وَ بَسْرِهِ وَ تَمْرِهِ وَ تَدْنُو بِهِ رَطْبِ بَسْرِهِ وَ كَهْجُورِي كَهْ مِيں اور اس کے  
وَلَا ذَبْحَنَّ لَكَ مَعَ هَذَا أَفْقَالَ إِنْ سَاتَهْ مِيں آپ کے لیے ضرور بکری ذبح  
ذَبَحْتَ فَلَا تَذَبْحَنَّ ذَاتَ دَرِفَا خَذَ كَرُوں گا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مگر  
عَنَا قَالَهُ، أَوْ جُدِيًّا فَذَبْحَهُ، تو دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا تو انہوں نے  
بکری کا بچہ نہ زیادہ پکڑا اور اس کو ذبح کیا۔

(اخرجه الطبرانی في الصغير ۹۲/۱ و لفظ له و في الاوسط ۳۲/۳ و ابن حبان في

الصحيح ۳۲۴/۸)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ میزبان رسول اللہ ﷺ نے بھی قبل از  
ذبح جانور کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی فرمایا (لک) آپ کے لیے اور نبی اکرم



سراپا رحمت ﷺ نے دودھ والی بکری ذبح کرنے سے ان کو منع فرمایا اور انہوں نے بچہ ذبح کیا اگر غیر خدا کی طرف نسبت سے جانور حرام ہو جاتا تو صحابی رسول ﷺ کبھی بھی ایسا نہ کہتے اور آپ ﷺ بھی اس کو ایسا کہنے سے منع فرماتے۔

حدیث نمبر (۴)

عن جابر قال خرج رسول الله ﷺ عن جابر رضي الله تعالى عنه فرماتے ہیں  
 وَاَنَا مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ لَانَصَارٍ فَذَبَحَتْ لَهُ شَاةً.  
 کہ میں رسول اکرم ﷺ کی معیت میں باہر نکلا تو آپ ﷺ ایک انصاری عورت کے گھر تشریف لے گئے تو اس نے آپ کے لیے بکری ذبح کی۔

(اخرجه الترمذی فی الجامع ۲۴/۱ و بغوی فی الشرح السنة ۲۹۴/۱۱ وابن ابی

عاصم فی کتاب السنة ۶۲۴/۲ برقم (۴۱۵۳)

حدیث نمبر (۵)

عن مجاهد ان عبد الله بن عمرو مجاہد کہتے ہیں کہ بیشک عبد اللہ بن عمر رضی  
 ذَبَحَتْ لَهُ شَاةٌ فِي أَهْلِهِ.  
 اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کے لیے اپنے گھر میں ایک بکری ذبح کی۔

(اخرجه الترمذی فی الجامع ۱۶/۲)

نمبر ۴ سے معلوم ہوا کہ انصاری عورت نے آپ ﷺ کے لیے بکری ذبح فرمائی

اور راوی نے بھی اس کی نسبت آپ کی طرف ہی کی۔

نمبر ۵ سے معلوم ہوا کہ صحابی نے تابعی کے لیے اپنے گھر میں بکری ذبح کی اگر نسبت سے جانور حرام ہوتا ہے تو وہ لوگ کبھی بھی ایسے فعل کے مرتکب نہ ٹھہرتے۔

حدیث نمبر (۶)

عن جابر من ذبح لضيافته ذبيحة حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے

مہمان کے لیے جانور ذبح کرے وہ ذبیحہ (کنز العمال ۲۴۵/۹ برقم ۲۵۸۵۳ و حاکم فی تاریخہ)

اس کے لیے دوزخ کی آگ سے فدیہ ہو جائے گا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اگر انسان کسی کے لیے جانور ذبح کرے اور وقت ذبح اس پر اللہ کا نام ذکر کرے تو وہ جانور حرام نہیں ہوتا اور جو مہمان کے لیے جانور ذبح کرے تو وہ کیا تو اس نے مہمان کے لیے ہے لیکن بوقت ذبح اللہ کا نام ہی لیا ہے تو وہ حرام نہیں بلکہ وہ اس کے لیے دوزخ سے فدیہ ہو جائے گا اس حدیث میں اس ذبیحہ کی نسبت کو رسول اللہ ﷺ نے مہمان کی طرف ہی کیا۔

حدیث نمبر (۷)

حضرت حنظل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو قربانیاں کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ دو قربانیاں کیوں کرتے ہیں فقال ان رسول الله ﷺ او صاني پس علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ان اضحیٰ عنه، فانا اضحیٰ عنه، کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میں ایک قربانی آپ ﷺ کی طرف سے کیا کروں لہذا میں ایک اپنی طرف سے اور ایک رسول اللہ ﷺ کی

( اخرجہ ابو داود فی السنن ۲۹/۲ و طرف سے کرتا ہوں۔

احمد فی مسندہ ۱۵۰/۱ و حاکم فی

المستدرک ۲۳۰/۲)

حدیث نمبر (۸)

عن بریدة قال من ضحى عن والديه أو عن أبويه ميتين فله أجره كاملاً و أجر الميت و يقال لروحه إن فلاناً ضحى عنك أو تصدق عنك.

جس نے اپنے فوت شدہ والدین یا ماں باپ کی طرف سے قربانی کی اس کو اسکا پورا اجر ملے گا اور میت کو بھی اور اس کی روح کو کہا جائے گا کہ بیشک تیری طرف سے

فلاں نے قربانی کی یا صدقہ کیا۔

( اخرجہ موافق الدین فی مرشد الزوار الی

قبور الابرار ۱۱۷/۱)

حدیث نمبر (۹)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده إن امرأة أتت النبي ﷺ فقالت يا رسول الله عليّ اني نذرت أن أضرب عليّ رأسك بالدف قال أو في بندرك قالت اني نذرت أن أذبح بمكان كذا وكذا مكان " كان يذبح فيه أهل الجاهلية قال لصنم قالت لا قال لوثن قالت لا

حضرت عمرو بن شعيب روایت کرتے ہیں کہ بے شک ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو عورت نے عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ فلاں فلاں جگہ قربانی کروں گی اور وہ جاہلیت کا مذبح

قَالَ أَوْ فِي بِنْدَرِكِ .  
 ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ بت کے لیے

(اخرجه ابوداؤد فی السنن ۱۱۳/۲)

اس نے عرض کی نہیں فرمایا وشن کے لیے

عرض کیا نہیں فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔

اس حدیث میں دوسری نذر سے معلوم ہوا کہ معین جگہ پر ذبح کرنے کی نذر بھی جائز ہے

بشرطیکہ اس جگہ بت یعنی صنم و وشن کے لیے (یعنی جواہر معدنیہ اور پتھر لکڑی سے بنے

ہوئے) نہ ہو تو جائز ہے۔

حدیث نمبر (۱۰)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ حَدَّثَنَا سَلْمَانَ حَضْرَتِ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

بْنِ عَامِرِ الضَّبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةَ

فَأَهْرٍ يَقْوَا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ

الْأَذَى .

اس کی طرف سے عقیقہ کرو اور اس سے

تکلیف دور کرو۔

(اخرجه البخاری برقم (۵۴۷۲) و حاکم فی المستدرک ۲۳۸/۳ و ابوداؤد ۳۶۱/۲ و الترمذی ۲۷۸۱)

والنسائی ۱۰۸۰/۲ و ابن ماجہ برقم (۳۱۶۳) والطبرانی فی الکبیر ۲۷۴/۶ و شرح مشکل الآثار ۷۳/۳ برقم

(۱۰۴۹) و عبدالحق فی کتاب الاحکام الوسطی ۱۴۰/۳ و ابن ابی الدنیا فی کتاب العیال ۲۷ (برقم ۵۷) و

دارمی فی السنن ۸/۲۰

حدیث نمبر (۱۱)

عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَضْرَتِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةَ

كُلَّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيْقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُسَمَّى فِيهِ يُحَلِّقُ رَأْسَهُ.  
 ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بچہ اپنے  
 عقیقہ کے ساتھ گروی ہوتا ہے ساتویں دن  
 اس کی طرف سے اس کو ذبح کیا جائے اور  
 اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈایا  
 جائے۔

(اخرجه الترمذی ۲۷۸/۱ و ابو داود ۳۶/۲ والنسائی ۱۱۷۰/۲ و ابن ماجه  
 (۳۱۶۵) و احمد فی مسنده ۱۸/۴. ۲۱۴ و طبرانی فی الکبیر ۲۰۱/۷ و الحاکم فی  
 المستدرک ۲۳۷/۴ والطحاوی فی شرح مشکل الآثار ۵۷/۳ برقم (۱۰۳۰)  
 و عبدالحق فی احکام الوسطی ۱۴۰/۴ و ابن قیم فی زاد المعاد ۳۱۵/۲ و ابن ابی الدنيا  
 فی کتاب العیال ۳۰ برقم ۷۲)

حدیث نمبر (۱۲)

ان عمران ابن حصین لَمَّا اُحْتَضَرَ جب عمران بن حصین کی وفات کا وقت  
 قَالَ اِذَا اَنَامْتُ فَشُدُّوْنِي عَلٰی قریب ہوا تو انہوں نے کہا میری چار پائی پر  
 سَرِيْرِيْ بِعِمَامَةٍ فَاِذَا رَجَعْتُمْ مجھے میرے عمامہ سے باندھ دینا پھر جب تم  
 فَانْحَرُوْا وَاطْعِمُوْا. واپس جاؤ (جنازہ سے) تو میرے لیے

(اخرجه ابی سلیمان فی وصایا العلماء عند  
 ایک اونٹ کا بچہ ذبح کرنا اور لوگوں کو کھلانا۔

حضور الموت ۶۷)

حدیث نمبر (۱۳)

عن عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سَمِيَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ أَوْصَى بِهَا جَارِيَةً لَهُ، كَانَتْ فِي الْغَنَمِ وَ كَانَ يَتَعَاهَدُهَا وَ يَنْظُرُ إِلَيْهَا كُلَّمَا آتَى الْغَنَمَ حَتَّى سَمَنْتَ وَ صَلَحَتْ فَجَاءَ يَوْمًا فَفَقَدَهَا مِنَ الْغَنَمِ فَسَأَلَهَا عَنْهَا فَقَالَتْ ضَاعَتْ وَ لَطَمَ وَ جَهَّهَا فَلَمَّا سُرِيَ ذَلِكَ عَنْهُ، آتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، بِالْقِصَّةِ فَقَالَ لِمَ أَمَلِكُ نَفْسِي أَنْ لَطَمْتُهَا قَالَ فَاعْظَمَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ لَعَلَّهَا مُؤْمِنَةٌ

حضرت عبداللہ بن رواحہ سے روایت ہے کہ بے شک انہوں نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری رسول اللہ ﷺ کے لیے نامزد کر رکھی تھی اور اپنی لونڈی کو وصیت کی کہ اس بکری کی نگہبانی کرے چنانچہ وہ اس کی نگہبانی کرتی تھی اور جب وہ بکریوں میں آتے تو اس بکری کو دیکھتے تھے یہاں تک کہ وہ خوب موٹی اور فر بہ ہو گئی ایک دن وہ آئے تو اس بکری کو گم پایا تو اس لونڈی سے اس کا حال پوچھا اس نے کہا کہ وہ بکری ضائع ہو گئی ہے تو انہوں نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا پھر جب ان کا غصہ ختم ہوا تو نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے تو اس واقعہ کی

( کتاب الآثار للامام محمد ۷۸، ۷۹ )  
کراچی )

اطلاع دی پھر عرض کیا کہ میں بے اختیار ہو گیا تھا اور غصے پر قابو نہ پاسکا پس رسول اللہ ﷺ پر یہ معاملہ دشوار گزرا اور فرمایا کہ شاید وہ لونڈی ایماندار ہو۔

## حدیث نمبر (۱۴)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے تاجدارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں عرض کیا

يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيَّ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ يَأْسُوكَ اللَّهُ تَعَالَى مِثْلَ تَوْبَتِي يَوْمَ تَوْبَتِي يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيَّ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ يَأْسُوكَ اللَّهُ تَعَالَى مِثْلَ تَوْبَتِي يَوْمَ تَوْبَتِي

کہ میں اپنے سارے مال سے نکل جاؤں  
اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے لیے صدقہ  
الی رسولہ ﷺ

کر کے۔

(اخرجه البخارى فى الصحيح كتاب الوصايا برقم (۲۷۵۷) و كتاب المغازى برقم (۴۴۱۸) و مسلم فى الصحيح برقم (۷۰۱۶) و ابو داود كتاب الايمان والنذر برقم (۳۳۱۷) والنسائى ۱۱۴/۲ و الترمذى كتاب التفسير برقم (۳۸۵۴) و احمد فى مسنده ۳/۲۵۲. ۲۵۶. ۲۵۹ و البيهقى فى السنن الكبرى ۱/۲۲۵. ۳/۱۸۱. ۹/۳۵. ۱۰/۶۸ و ابن ابى شيبه فى المصنف ۱۲/۵۴۵ برقم (۱۸۸۵۳) و البغوى فى الشرح السنة ۶/۱۸۲ برقم (۱۶۷۶) و الطبرانى فى المعجم الكبير ۱۹/۴۶. ۵۱. ۵۲. ۵۳. ۵۴. ۵۵. ۵۶. ۵۷. ۵۸ برقم (۹۰. ۹۱. ۹۲. ۹۳. ۹۴. ۹۵. ۹۶. ۹۷. ۹۸. ۹۹. ۱۰۰. ۱۰۱. ۱۰۲) و عبدالرزاق فى المصنف ۵/۲۰۵ برقم (۹۷۴۴) و عن ابى لبابة ايضا ۵/۲۰۶ برقم (۹۷۴۵) و البيهقى دلائل النبوة ۵/۷۸ و الطبرانى فى الاوسط ۸/۲۹۲ برقم (۸۵۳۵) و ابن حبان فى الصحيح ۶/۱۵۶ برقم (۳۳۶۹)

## حدیث نمبر (۱۵)

ایک عورت اور اس کی بیٹی بارگاہِ نبوت میں یمن سے حاضر ہوئیں بیٹی کے ہاتھ

میں بھاری بھاری کنگن سونے کے تھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تعطین زکوٰۃ هذا اس کی زکوٰۃ دے گی اس نے عرض کی نہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

أَيُّسْرُكٍ أَنْ يُسَوِّرُكَ اللَّهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ سَوَارِينَ مِنْ نَارٍ... فَقَالَتْ هُمَا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ.

پہنائے اس نے فوراً اوتار کر ڈال دیئے اور عرض کرنے لگی کہ یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔

(اخرجه ابو داود في السنن ۲۱۸/۱ والنسائي ۲۰/۲ والدارقطني ۱۱۲/۲ والبيهقي سنن الكبرى ۱۴۰/۳ و معرفة السنن الآثار ۲۹۶/۳) حدیث نمبر (۱۶)

حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَهْجُرُ دَارَ قَوْمِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ میں اپنی قوم کا محلہ جس الَّتِي أَصَبْتُ بِهَا الذَّنْبَ وَانْخَلَعُ مِنْ مَالِي صَدَقَةً لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ فَقَالَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُجْزِي عَنْكَ الثَّلَاثُ

کر کے باہر آتا ہوں۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا اے ابولبابہ تمہاری مال کافی ہے انہوں نے ثلاث مال اللہ ورسول کے لیے صدقہ کر دیا۔



(اخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير ۳۳/۵ برقم (۴۵۰۹. ۴۵۱۰) و احمد فی مسنده  
 ۵۶۳/۳ (۵۰۳. ۴) والحاكم فی المستدرک ۶۳۲/۳ والبيهقي فی السنن الكبرى  
 ۱۸۱/۴ و عبدالرزاق فی المصنف ۴۰۶/۵ برقم (۹۷۴۵) و ابن ابی عاصم فی  
 الاحاد والمثاني ۳۲۸/۳ برقم (۱۸۹۸. ۱۸۹۹) والبغوی فی الشرح السنة  
 ۳۷/۱۰ ومالك فی الموطا كتاب النذور والایمان باب جامع البيان)

حدیث نمبر (۱۷)

عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
 قال بینما نحن فی المسجد روایت ہے کہ ہم مسجد میں تھے کہ نبی اکرم ﷺ  
 خرج النبی ﷺ فقال انطلقوا الی مسجد سے باہر تشریف لے آئے اور ہم سے  
 یهود فخرجنا حتی جئنا بیت فرمایا یہود کی طرف چلو پس ہم چل پڑے  
 المدراس فقال اسلموا تسلموا او یہاں تک کہ بیت المدراس پہنچے پس آپ  
 اعلموا ان الارض لله ورسوله وانی نے یہودیوں سے فرمایا اسلام لے آؤ  
 اريد ان اجليكم من هذه الارض محفوظ ہو جاؤ گے ورنہ اچھی طرح جان لو کہ  
 فمن يجد منكم بماله شيئا فليبعه زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے اور  
 والا فاعلموا ان الارض لله و بے شک میں تمہیں اس جگہ سے نکال دینا  
 رسولہ چاہتا ہوں پس جس کے پاس مال ہے وہ  
 اسے فروخت کر دے ورنہ معلوم ہو جانا  
 چاہیے کہ بے شک زمین اللہ کی اور اس کے  
 رسول کی ہے

(اخرجه البخاری فی الصحيح ۴۴۹/۲ برقم (۳۱۲۷. ۲۹۴۴) و مسلم فی الصحيح

باب املاء اليهود من الحجاز برقم (۴۵۹۱) و ابو داود ۶۷/۲ برقم (۳۰۰۳)  
 والنسائی فی السنن الكبرى ۲۱۰/۵ برقم (۷۶۸۷) والبیہقی فی السنن الكبرى  
 ۲۰۸/۹ و احمد فی مسنده ۴۵۱/۲ والہندی فی کنز العمال ۷۷/۱ والطحاوی فی  
 شرح مشکل الآثار ۵۷/۱۱ برقم (۴۲۷۸)

ان تمام احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تمام اشیاء کے لیے اللہ  
 اور اس کے رسول ﷺ کا نام لیا جس کا مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کا نام آنے پر اشیاء حرام نہیں  
 ہوتیں۔

اہل کا معنی محدثین اور فقہاء کی نظر میں۔

نمبر (۱) امام نووی

شرح مسلم میں باب التلبیۃ و صفتھا و وقتھا کی ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں  
 قَوْلِهِ تَعَالَى وَمَا أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللَّهِ اىٰ ليعنى اللہ تعالیٰ کے قول وما اهل به لغير اللہ  
 رُفِعَ الصَّوْتِ عِنْدَ ذَبْحِهِ لغيرِ  
 سے مراد ہے کہ ذبح کے وقت اللہ کے ذکر  
 ذِكْرِ اللَّهِ  
 کے علاوہ آواز بلند کرنا۔

(مسلم مع نووی ۱/۳۷۶)

نمبر (۲) امام نووی ہی فرماتے ہیں

اِمَّا ذَبْحٌ لغيرِ اللَّهِ فَالْمُرَادُ بِهِ اَنْ بهر حال ذبح لغير اللہ پس اس سے مراد یہ  
 يُذَبِّحُ بِاسْمِ غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى كَمَنْ ہے کہ ذبح کیا جائے غیر اللہ کے نام کے  
 ذَبْحٍ لِلصَّنَمِ وَالصَّلِيبِ اَوْ الْمَوْسَىٰ ساتھ جیسے وہ شخص جس نے ذبح کیا بت  
 اَوْ الْعِيسَىٰ وَلَا كَعْبَةٍ وَنَحْوِ ذَلِكَ کے لیے یا صلیب کے لیے یا موسیٰ علیہ

فَكُلُّ هَذَا حَرَامٌ وَلَا تَحِلُّ هَذَا  
الذَّبِيحَةُ سُوءًا كَانَ الذَّبِيحُ مُسْلِمًا  
أَوْ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَهُودِيًّا نَصَّ عَلَيْهِ  
الشَّافِعِيُّ التَّفَقُّ عَلَيْهِ إِصْحَابُنَا قَصَدَ  
مَعَ ذَلِكَ تَعْظِيمَ الْمَذْبُوحِ لَهُ  
غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى وَالْعِبَادَةَ لَهُ، كَانَ  
ذَلِكَ كُفْرًا فَإِنْ كَانَ الذَّبِيحُ  
مُسْلِمًا قَبْلَ ذَلِكَ صَارَ ابْدِيحٍ  
مُرْتَدًّا أَوْ ذَكَرَ الشَّيْخُ إِبْرَاهِيمُ  
الْمَرْوَزِيُّ مِنْ أَصْحَابِنَا أَنْ مَا يُذْبَحُ  
عِنْدَ اسْتِقْبَالِ السُّلْطَانِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِ  
أَفْتَى أَهْلُ بُخَارَا بِتَحْرِيمِهِ لِأَنَّهُ  
مِمَّا أَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى قَالَ  
الزَّرَافِعِيُّ هَذَا إِنَّمَا يُذْبَحُ وَنَهْهُ اسْتَبْشَارًا  
لِقُدُومِهِ فَهُوَ كَذْبِخِ الْعَقِيْقَةِ لَوْلَادَةِ  
الْمَوْلُودِ مِثْلَ هَذَا لَا يُوجِبُ التَّحْرِيمَ  
وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

(مسلم مع نووی ۲/۱۳۸-۱۳۹)

نمبر (۳) شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں

وَقَالَ مِنْهُ، ابْنُ زَيْدٍ مَا ذُبِحَ عَلَىٰ اور ابن زید نے کہا کہ جو نصب پر ذبح کیا  
النَّصَبِ وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ذِكْرَ جائے دونوں ایک ہی چیز ہیں اور وما اهل  
اسْمُ غَيْرِ اللَّهِ مِنْ أَسْمَاءِ الْاَوْثَانِ به لغیر اللہ کا معنی ہے کہ جو اللہ کے نام کے  
الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَهَا وَكَذَ الْمَسِيحِ بغیر ان بتوں کا نام لے کر ذبح کیا جائے  
وَكُلُّ اسْمٍ سُوْءٍ عَزَّوَجَلَّ جن کی وہ لوگ عبادت کرتے تھے اور ایسے

ہی مسیح کا نام یا جو بھی اللہ تعالیٰ کے سوا نام  
لے کر ذبح کیا جائے حرام ہے۔  
(عمدة القاری شرح صحیح البخاری ۲۱/۴ بیروت)

نمبر (۴)

وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ أَيَّ مَا ذِكْرَ اسْمِ وہ جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا  
غَيْرِ اللَّهِ عِنْدَ ذَبْحِهِ كَانَتْ بِفِعْلِهِ جائے (کافر) بتوں کی عبادت کے لیے  
عَبْدَةَ الْاَوْثَانِ ایسا کرتے تھے۔

(تاج الجامع ۱/۹۴ بحوالہ گیارہویں شریف)

نمبر (۵) امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں

اِنَّمَا كَلَّفْنَا بِالظَّاهِرَةِ بِالْبَاطِنِ فَاذَا یعنی ہمیں شرح نے ظاہر پر عمل کرنے کا حکم  
ذُبِحَهُ، عَلَىٰ اسْمِ اللَّهِ وَجَبَ أَنْ يُحَلَّ فرمایا باطن کی تکلیف نہیں دی جب اس نے  
وَلَا سَبِيلَ لَنَا إِلَى الْبَاطِنِ اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جانور کا حلال ہو

جانا واجب ہوا کہ دل کا ارادہ جان لینے کی  
طرف ہمیں کوئی راہ نہیں۔



نمبر (۸) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

وما اهل به لغير الله اى ذِكْرَ اسْمٍ يعنى اس کے ذبح کے وقت غير الله کا نام  
غَيْرِ اللّٰهِ عِنْدَ ذَبْحِهِ  
ذکر کیا۔

(مسوی شرح موطا ۲/۱۷۳)

نمبر (۹) امام ابو الیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ۔

النَّاذِرُ لِغَيْرِ اللّٰهِ اِنْ قَصَدَ بِالنَّذْرِ  
التَّقَرُّبُ اِلَى غَيْرِ اللّٰهِ وَظَنَّ اَنَّهُ  
يَتَصَرَّفُ فِي الْاُمُورِ كُلِّهَا دُونَ اللّٰهِ  
فَنَذْرُهُ حَرَامٌ بَاطِلٌ وَاِرْتِدَادُهُ ثَابِتٌ  
وَ اِنْ قَصَدَ بِالنَّذْرِ التَّقَرُّبُ اِلَى اللّٰهِ وَ  
اِيْصَالَ الثَّوَابِ لِلْاَوْلِيَاءِ وَيَعْلَمُ اَنَّهُ لَا  
تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَجْعَلُ  
الْاَوْلِيَاءَ وَ سَائِلُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اللّٰهِ فِي  
حُصُولِ مَقَاصِدِهِ فَلَا حَرَجَ فِيهِ وَ  
ذَبِيْحَةٌ حَلَالٌ طَيِّبٌ فَتَاوَى اَبِي  
الْيَثِ.

غیر اللہ کی نذر ماننے والے نے اگر اپنی نذر  
سے غیر اللہ کی طرف تقرب عبادت کا ارادہ  
کیا اور یہ گمان کیا کہ تمام امور میں یہ ہی  
متصرف ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ تو اسکی نذر حرام و  
باطل ہے اور اسکا مرتد ہونا ثابت ہے اور  
اگر اس نے نذر سے تقرب الی اللہ کا ارادہ  
کیا اور اولیاء اللہ کو ثواب پہنچانے کی نیت کی  
اور وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن  
کے بغیر کوئی ذرہ متحرک نہیں ہوتا اور وہ  
اولیاء اللہ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان  
وسائل قرار دیتا ہے تاکہ اس کے مقاصد  
حاصل ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں

(بحوالہ گیارہویں شریف)

اور اسکا ذبیحہ حلال و طیب ہے۔

## مخالفین کی نظر میں

نمبر (۱۰) محمد اشفاق الرحمن کاندھلوی دیوبندی اسکی شرح میں لکھتے ہیں۔  
 قَالَ مَالِكٌ وَالْفُسُوقُ الذَّبْحُ امام مالک نے کہا اور فسوق ذبح لانا نصاب  
 لِلانصابِ جَمْعُ نُصْبٍ بِضَمَّتَيْنِ جمع نصب پھر (بت) جن کو گاڑ لیتے تھے  
 حِجَارَةً "تَنْصَبُ وَتُعْبَدُ اللَّهُ أَعْلَمُ" اور پوجتے تھے واللہ اعلم۔

(كشف المغطاء عن وجه الموطأ ۴۱۱ کراچی)

نمبر (۱۱) مولوی وحید الزمان غیر مقلد۔

وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ مَخْصُوصٌ " وما اهل به لغير الله حيوان کے ساتھ  
 بِالْحَيَوَانَ تَمَّ اخْتَلَفُوا فَقَالَ الْبَعْضُ مخصوص ہے پھر اس میں اختلاف ہے اور  
 الْمُرَادُ بِهِ مَا نُودِيَ عَلَيْهِ بِاسْمِ بعض حضرات نے کہا اس سے مراد ذبح  
 غَيْرِ اللَّهِ عِنْدًا ذَبْحَهُ فَلَوْ ذَكَرَ عَلِيٌّ كَرَّ عَلِيٌّ کے وقت غیر اللہ کا نام اس پر پکارنا ہے پس  
 حَيَوَانَ اسْمُ غَيْرِ اللَّهِ كَمَا يُقَالُ بِقَرَّةِ اگر حيوان پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا جائے جیسے  
 السَّيِّدِ أَحْمَدَ الْكَبِيرِ أَوْ تَيْسُ الشَّيْخِ کہتے ہیں کہ سید احمد کبیر کی گائے یا شیخ  
 صدر الدين أَوْ دِيكُ أَوْ جَالًا شَاةِ صدر الدين کا مینڈھا یا مرغ پھر اللہ کے  
 تَمَّ ذَبْحَ عَلِيٍّ اسْمِ اللَّهِ فَهُوَ حَلَالٌ " نام پر ذبح کیا جائے پس وہ حلال ہے۔

(ہدیۃ المہدی ۳۹ جمعیت اہل سنت لاہور)

نمبر (۱۲) علامہ محمد عبدالحی لکھنوی

اور تفسیر درمنثور میں ہے اور اخرج ابن منذر عن ابن عباس وما اهل  
 قال ذبه و اخرج ابن ابی حاتم عن مجاهد وما اهل قال ما ذبح لغير الله

انتھی صاحب تفسیر درمنثور) نے ابن منذر کے حوالے سے ابن عباس کا قول نقل کیا کہ  
وما اھل فرمایا ذبح اور ابن ابی حاتم کے حوالے سے مجاہد کا قول نقل کیا کہ وما اھل کہا جو ذبح  
کیا جائے غیر اللہ کے لیے۔ آگے لکھتے ہیں۔

پس بکرا شیخ سدو وغیرہ کا کہ خاص غیر خدا کے واسطے جان دینا اسمیں منظور ہوتا  
ہے اور خون بہانا تقریباً الی غیر اللہ تعالیٰ مقصود ہوتا ہے حرام ہے نہ ذبیحہ فاتحہ بزرگان کہ  
جنہیں اراقۃ الدم اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوتا ہے اور مقصود ایصال ثواب ہوا کرتا ہے اور جو  
جانور کہ ہنود چھوڑ دیتے ہیں وہ آیت میں داخل نہیں اور حرمت انکی اس آیت سے  
ثابت نہیں اسوجہ سے کہ وہاں ذبح نہیں ہوتا بلکہ زندہ رہا کرتا ہے باقی رہی آیت ماجعل  
اللہ اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ کفار مکہ نے جانوروں میں اپنی رائے سے تحلیل و تحریم کر دی  
تھی کبھی مادہ شتر کو کان شق کر کے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اس کا دودھ کسی کو  
نہیں دیتے تھے اس کو بحیرہ کہتے ہیں اور سائبہ اس جانور کو کہتے ہیں جو بتوں کے نام پر  
چھوڑ دیا جائے اور اس سے کسی قسم کی بار برداری کی محنت نہ لی جاوے۔ حق جل شانہ نے  
اس حکم کا اول سے ابطال کر دیا اور ماجعل اللہ من بحیرۃ الخ ارشاد فرمایا پس آیت سے  
صرف انکے احکام کا بطلان ثابت ہوتا ہے نہ تحریم ذبح بحیرہ و سائبہ ہر گاہ یہ امر مہمہد ہوا پس  
سمجھنا چاہیے کہ جو جانور کہ گزگا پر چڑھائے جاتے ہیں یا بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے  
ہیں کہ انکو پکڑ کر یا نکال کے ذبح کرنا نہ اسوجہ سے حرام ہے کہ وہ ما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل  
ہیں اور نہ اسوجہ سے کہ بحیرہ و سائبہ کا ذبح حرام ہے بلکہ اسوجہ سے کہ وہ جانور اس رہا  
کرنے سے ملک مالک سے خارج نہیں ہوتے پس بدون اذن مالک کے ان کا حکم  
منسوب و مسروق کا ہوگا اور اگر مالک اجازت دے دے یا اباحت عامہ کر دے تو اسوقت



انکو بسم اللہ کہے ذبح کرنا اور اسکو کھانا درست ہوگا اور حرکت قبیحہ اور نیست شفیعہ رہا کرنے والے سے حکم حرمت کا نہ ہوگا۔ (مجموعہ الفتاویٰ ۸۹-۹۰ عمر فاروق اکیڈمی لاہور)

نمبر (۱۴) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

اگر مالیدہ و شیر بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایساں پختہ بخوراند مضائقہ نیست جائز است (فتاویٰ عزیزی ۱/۳۹ دارالاشاعت العربیہ کوئٹہ) یعنی اگر مالیدہ اور دودھ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کے ارادے سے پکا کر کھلائیں تو کچھ مضائقہ نہیں جائز ہے۔ اسی صفحہ پر شاہ صاحب لکھتے ہیں! اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء را ہم خوردن از ان جائز است۔

(فتاویٰ عزیزی ۱/۳۹)

یعنی اگر کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ دی گئی تو مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے۔ اور یہی شاہ صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں۔

طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت یعنی وہ کھانا جس کا ثواب حسین کریمین کو امامین نمانید و بر آن فاتحہ و قل پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ قل شریف اور درود و خواندن تبرک میشود درود شریف پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا خوردن بسیار خوب است۔ ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

(فتاویٰ عزیزی ۱/۷۱)

نمبر (۱۴) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی۔

یکے آنکہ برائے اولیا اللہ باشد کہ ایک جماعت وہ ہے جو اولیاء اللہ کی ہے کہ حق تعالیٰ احسان بایشان و ایصال جنکے ساتھ نیکی کرنا اور انکی (بارگاہ) میں

ثواب باینہا پسندیدہ میدارد، و ایصال ثواب کرنا خدا تعالیٰ کو پسند ہے اور ازان جماعۃ امید مکافات بہتر اس جماعت اولیاء سے اس سے بہتر بدلے ازیں متوقع ست کہ عند اللہ قرب کی امید متوقع ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے قرب دارندو مورد عنایت اویند. و دوم خاص کے سزاوار ہیں اور اسکی عنایات کے برائے عامہ مومنین کہ استغفار وارد ہونے کا محل ہیں اور دوسرا عام مومنوں برائے ایشان و تصدق برائے ایشان کے لیے ہے کہ جنکے لیے استغفار کرنا اور و لباس و طعام دادن برائے ثواب انکے لیے صدقہ دینا اور ثواب پہنچانے کے ایشان نیز در جناب الہی پسندیدہ لیے لباس و طعام خیرات کرنا بھی اللہ تعالیٰ است چنانچہ در باب تصدق عن کی بارگاہ میں پسندیدہ ہے جیسا باب المیتۃ حدیثے وارد شدہ. الصدقہ عن المیت میں ایک حدیث (مجموعہ رسائل ۲/۳۷ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ) شریف وارد ہوئی ہے۔

نمبر (۱۶) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب! اگر غرض اس کی یہ ہے کہ اس بکری کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے صدقہ کروں گا اور ثواب اس کا بروح پر فتوح حضرت پیر صاحب پہنچاؤں گا تو وہ حلال ہے اور بعد ذبح کرنے کے اللہ کے نام پر کھانا اس کا فقراء کو درست ہے اور اگر یہ نیت نہیں ہے بلکہ پیر کے نام پر بطور تقرب ذبح کرنا ہے تو جائز نہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۳۰/۱۲ دارالاشاعت کراچی)

## نمبر (۱۶) مولوی خرم علی بلہوری۔

شریعت کے مطابق فاتحہ کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ کھانا پکوا کر محتاجوں اور غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے اور یوں کہا جائے الہی یہ کھانا تیری نذر ہے اپنے کرم سے اس کا ثواب میری طرف سے پیغمبر علیہ السلام کی روح کو یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو یا شیخ عبدالقادر جیلانی کی روح کو یا میرے باپ دادا کی روح کو پہنچا۔ کھانے کا ثواب کچھ درود اور الحمد کو پڑھنے پر موقوف نہیں ہے کھانے کا ثواب علیحدہ اور پڑھنے کا ثواب علیحدہ۔ (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ونصیحۃ المسلمین ۳۷۲ کارخانہ تجارت کتب کراچی)

بجملہ تعالیٰ ہم نے آیات قرآنی اور احادیث نبوی اور اقوال و افعال امت سے حقیقت ایصال ثواب کو واضح کرنے کی کوشش کی جس سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ جب کوئی مسلمان اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رخصت ہوتا ہے تو اس کے پسماندگان اس کے لیے اگر دعائے مغفرت کرتے ہیں تو اس کو نفع حاصل ہوتا ہے اور اگر صدقہ و خیرات اس کی طرف سے کرتے ہیں تو وہ بھی اس کے لیے باعث نفع ہوتا ہے اور اسی طرح حج۔ قربانی۔ تلاوت قرآن مجید اس کی طرف ہدیہ کرتے ہیں تو بھی وہ ان سے نفع حاصل کرتا ہے۔

اسی طرح ایصال ثواب کا کئی طرح سے جائز ہونا، مستحسن ہونا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہونا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہونا اور اسلاف کا طریقہ مبارکہ ہونا ثابت ہے اور جب یہ کام اصلاً ثابت ہے تو اگر کوئی تیسرے دن دسویں دن یا چالیسویں دن کرے تو بھی جائز ہے کیونکہ شرعاً کوئی پابندی نہیں۔

لہذا جن لوگوں کی قسمت میں دعا، صدقہ و خیرات، حج، قربانی، تلاوت قرآن

مجید کا ثواب لکھا ہوتا ہے انہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس طرح عطا فرماتا ہے کہ اس کے پسماندگان اس کی طرف سے اعمالِ حسنہ کر کے اسے ہدیہ کرتے ہیں اور جن لوگوں کو رب تعالیٰ ثواب سے محروم رکھنا چاہتے ہیں ان کے پسماندگان کے دلوں میں یہ بات پختہ طور پر ڈال دی جاتی ہے کہ یہ سب کام ناجائز ہیں پس جو کسی کی قسمت میں ہوتا ہے وہی ملتا ہے۔ لہذا میں برادرانِ اسلام کی خدمت میں مودبانہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر کوئی دعا نہ کرے صدقہ و خیرات نہ کرے قرآن خوانی کی محافل، قل دسواں چالیسواں وغیرہ (جو قرآن کی تلاوت اور دعائے مغفرت اور میت کے لئے کچھ صدقہ و خیرات کرنے کے لئے منعقد ہوتی ہیں) نہ کرے تو اس سے جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ کسی کو بخشوانے یا اس کے درجات کی بلندی آپکے ذمہ نہیں اور یہی گزارش ان حضرات سے ہے کہ وہ بھی ان اعمالِ حسنہ کرنے والوں کو حرام کام تکب، بدعتی یا مشرک کہہ کر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔

اہل اسلام کا کام لوگوں کو دین کی طرف بلانا ہے بھگانا نہیں اگر موجودہ دور میں کسی کے طریقہ اور عمل میں غیر شرع کام ہو تو اس کو ناجائز قرار دینا چاہیے نہ کہ کسی اچھے عمل کو رد کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور اس حقیر سی کاوش کو میرے اور میرے والدین، اساتذہ اور معاونین کے لیے ذریعہ نجات اور کفارہ سنیات بنائے آمین ثم آمین۔

بحرمة النبى الامين المكين عليه افضل الصلوة و اكمل  
التسليم آمين يا رب العالمين .

خادم مناظر اسلام و خاكپائے گلستان چشتیہ بالخصوص آستانہ عالیہ بھیرہ ضلع  
سرگودھا۔

قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی غفرلہ۔

بروز جمعرات ۲۹ مارچ ۲۰۰۱ء بوقت ۱۵-۴ بجے۔

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف و مرتبه	سن وفات مطبوعہ
۱-	قرآن مجید	منجانب اللہ	
۲-	مفردات القرآن	علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی	۵۰۲ مکتبۃ المرتضویہ
۳-	لسان العرب	علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی	۷۱۱ بیروت
۴-	المنجد	سعد حسن خان، عبدالصمد، سید حسن نورا احمد وغیرہ	کراچی
۵-	تنویر المقیاس	عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۶۸ ایران
۶-	معانی القرآن	امام ابوزکریا تکھی بن زیاد فراء	۲۰۷ تہران
۷-	جامع البیان	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری	۳۱۱ مکہ المکرمہ
۸-	تفسیر القرآن العظیم	امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس ابن ابی خاتم	۳۲۷ مکہ المکرمہ
۹-	احکام القرآن	امام ابوبکر احمد بن علی الرازی بھصاص	۳۷۰ بیروت
۱۰-	التبیان فی تفسیر القرآن	شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی	۳۸۵ بیروت
۱۱-	معالم التنزیل	امام ابی محمد الحسین بن مسعود بغوی	۵۱۶ ملتان
۱۲-	تفسیر کبیر	امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی	۶۰۶ بیروت
۱۳-	الجامع الاحکام القرآن	امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی	۶۶۸ تہران
۱۴-	انوار التنزیل	قاضی ابوالخیر عبد اللہ بن عمر بیضاوی	۶۸۵ مصر
۱۵-	مدارک التنزیل	علامہ ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد بن محمد نسفی	۷۱۰ لاہور
۱۶-	لباب التاویل	امام علی بن محمد خازن شافعی	۷۲۵ لاہور

بیروت	۷۵۳	ابوالحیاء عبداللہ محمد بن یوسف اندلسی	البحر المحیط	۱۷
لاہور	۷۷۳	حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر	تفسیر القرآن لابن کثیر	۱۸
ایران	۹۱۱	امام جلال الدین سیوطی	در الممشور	۱۹
کراچی		امام سیوطی و محلی	جلالین	۲۰
بیروت	۹۸۲	علامہ ابوالسعود محمد بن محمد عمادی	ابوسعود	۲۱
پشاور	۱۱۳۰	علامہ احمد جیون جوپوری	تفسیرات الاحمدیہ	۲۲
کوئٹہ	۱۱۳۷	علامہ اسماعیل حقی	روح البیان	۲۳
کوئٹہ	۱۲۲۵	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	مظہری	۲۴
کراچی	۱۲۳۹	شاہ عبدالعزیز دہلوی	تفسیر عزیز می مترجم	۲۵
بیروت	۱۲۷۰	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی	روح المعانی	۲۶
حیدرآباد	۱۳۰۷	نواب صدیق حسن بھوپالوی	فتح البیان	۲۷
کراچی		علامہ سلام اللہ دہلوی	تفسیر کمالین	۲۸
کراچی		شیخ سید معین الدین	جامع البیان	۲۹
بیروت		احمد مصطفیٰ المراغی	تفسیر مراغی	۳۰
بیروت		محمد علی الصابونی	صفوة التفاسیر	۳۱
مکہ المکرمہ		محمد علی الصابونی	روائع البیان تفسیر آیات الاحکام من القرآن	۳۲
لاہور		علامہ معین الدین واعظ کاشفی	تفسیر حسینی	۳۳
لاہور		شاہ عبدالقادر دہلوی	موضح القرآن	۳۴
لاہور		سید امیر علی	مواہب الرحمن	۳۵
بمبئی		علامہ محمد رؤف	تفسیر رؤفی	۳۶
لاہور	۱۳۱۸	پیر محمد کرم شاہ الازہری	ضیاء القرآن	۳۷

لاہور		درس قرآن بورڈ	درس قرآن	۳۸
لاہور	۱۱۷۶	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	فارسی ترجمہ شاہ ولی اللہ	۳۹
لاہور	۱۷۹	امام مالک بن انس	موطا امام مالک	۴۰
کراچی	۱۸۹	امام ابی عبد اللہ محمد بن الحسن الشیبانی	موطا امام محمد	۴۱
کراچی	۱۸۹	امام ابی عبد اللہ محمد بن الحسن الشیبانی	کتاب الآثار	۴۲
گوجرانوالہ	۲۰۴	امام سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی	مسند طیالسی	۴۳
بیروت	۲۱۱	امام ابی بکر عبد الرزاق بن ہمام	مصنف عبد الرزاق	۴۴
مدینۃ المنورہ	۲۱۹	امام ابی بکر عبد اللہ بن الزبیر الحمیدی	مسند حمیدی	۴۵
بیروت	۲۲۷	امام سعید بن منصور بن شعبہ	سنن سعید بن منصور	۴۶
بیروت	۲۳۰	امام عبد اللہ محمد بن سعد	طبقات الکبریٰ	۴۷
کراچی	۲۳۵	امام ابی بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ	مصنف ابن ابی شیبہ	۴۸
بیروت	۲۳۰	امام ابی الحسن علی بن الجعد بن عبید	مسند ابن جعد	۴۹
مدینۃ المنورہ	۲۳۸	امام اسحاق بن ابراہیم بن مخلد	مسند اسحاق بن راہویہ	۵۰
بیروت	۲۴۱	امام احمد بن حنبل	مسند احمد	۵۱
بیروت	۲۴۱	امام احمد بن حنبل	کتاب الزہد	۵۲
کویت	۲۴۹	حافظ عبد بن حمید	منتخب لعبد بن حمید	۵۳
ملتان	۲۵۵	امام ابو عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی	سنن دارمی	۵۴
دو ننج	۲۵۶	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری	صحیح بخاری	۵۵
بیروت	۲۵۶	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری	الادب المفرد	۵۶
بیروت		امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری	تاریخ الکبیر	۵۷
دو ننج	۲۶۱	امام ابی الحسین مسلم بن الحجاج قشیری	صحیح مسلم	۵۸
دو ننج	۲۷۳	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	سنن ابن ماجہ	۵۹



دو نسخ	۲۷۵	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بجستانی	سنن ابوداؤد	۶۰
دو نسخ	۲۷۹	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	جامع ترمذی	۶۱
قاہرہ	۲۸۱	امام ابن ابی الدنیاء	کتاب العیال	۶۲
ملتان	۲۸۵	امام علی بن عمر دارقطنی	سنن دارقطنی	۶۳
بیروت	۲۸۵	امام علی بن عمر دارقطنی	المؤتلف والمختلف	۶۴
بیروت	۲۸۷	امام ابی بکر عمرو بن ابی عاصم الضحاک	کتاب السنۃ	۶۵
بیروت	۲۸۷	امام ابی بکر عمرو بن ابی عاصم الضحاک	الاحاد والمثنائی	۶۶
بیروت	۲۹۲	امام احمد عمرو بن عبدالخالق بزار	مسند البزار	۶۷
سانگلہ ہل	۲۹۴	امام ابی عبداللہ محمد بن نصر المروزی	قیام الیل	۶۸
دو نسخ	۳۰۳	امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی	سنن نسائی مجتبیٰ	۶۹
بیروت	''	''	سنن الکبریٰ	۷۰
بیروت	''	''	عمل الیوم واللیلۃ	۷۱
بیروت	۳۰۸	امام احمد بن علی بن الہثمی التمیمی	مسند ابو یعلیٰ	۷۲
سانگلہ ہل	۳۱۰	امام محمد بن احمد بن حماد الدولابی	الکنی والاسماء	۷۳
بیروت	۳۱۱	امام ابی بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ	صحیح ابن خزیمہ	۷۴
بیروت	۳۱۱	امام ابی بکر احمد بن محمد بن ہارون الخلال	الامر بالمعروف والنہی عن المنکر	۷۵
بیروت	۳۱۶	امام ابی عوانہ یعقوب بن اسحاق	مسند ابو عوانہ	۷۶
ریاض	۳۱۸	امام ابی بکر محمد بن ابراہیم بن المنذر	الاوسط	۷۷
بیروت	۳۲۱	امام ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی	شرح مشکل الآثار	۷۸

ریاض	۳۴۱	امام ابی سعید احمد بن محمد بن زیاد بن	المعجم	۷۹
		الاعرابی		
سانگلہ ہل	۳۵۴	امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی	الاحسان بہ ترتیب صحیح	۸۰
			ابن حبان	
بیروت	۳۶۰	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی	المعجم الکبیر	۸۱
قاہرہ			المعجم الاوسط	۸۲
بیروت			المعجم الصغیر	۸۳
بیروت			کتاب الدعاء	۸۴
کراچی	۳۶۴	امام ابی بکر احمد بن اسحاق دینوری	عمل الیوم والیلہ	۸۵
		المعروف بابن السنی		
سانگلہ ہل	۳۶۵	امام عبداللہ بن عدی الجرجانی	الکامل فی ضعفاء الرجال	۸۶
بیروت	۳۷۹	حافظ ابی سلیمان محمد بن عبداللہ بن احمد	وصایا العلماء عند حضور الموت	۸۷
مصر	۳۸۶	شیخ ابوطالب محمد بن الحسن مالکی	قوت القلوب	۸۸
بیروت	۴۰۵	امام ابی عبداللہ الحاکم نیشاپوری	مستدرک	۸۹
بیروت	۴۰۳	ابی عبداللہ الحسین بن الحسن الخلیمی	المنہاج فی شعب الایمان	۹۰
بیروت	۴۳۰	امام ابو نعیم احمد بن عبداللہ	حلیۃ الاولیاء	۹۱
بیروت	۴۳۰	امام ابو نعیم احمد بن عبداللہ	دلائل النبوة	۹۲
مدینۃ المنورہ			کتاب الامامة	۹۳
بیروت	۴۵۸	امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی	شعب الایمان	۹۴
ملتان			سنن الکبری	۹۵
کراچی			سنن الصغیر	۹۶

بیروت	۹۷	معرفة السنن والآثار
بیروت	۹۸	کتاب الاعتقاد
عمان	۹۹	اثبات عذاب القبر
لاہور	۱۰۰	دلائل النبوة
ریاض	۱۰۱	الفقیہ المحققہ
	۴۶۲	امام ابی بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی
سانگلہ ہل	۱۰۲	تمہید
	۴۶۳	امام ابو عمر یوسف بن عبدالبر
بیروت	۱۰۳	جامع البیان العلم و فضلہ
سانگلہ ہل	۱۰۴	امام شیرویه بن شہر دار دیلمی
بیروت	۱۰۵	امام ابی محمد الحسین بن مسعود الفراء شرح السنۃ البعوی
قاہرہ	۱۰۶	امام ابی القاسم اسماعیل بن محمد بن فضل اصہبانی
بیروت	۱۰۷	امام ابی القاسم علی بن الحسین ابن عساکر
ریاض	۱۰۸	امام ابی محمد عبدالحق بن عبدالرحمن بن عبداللہ الشیبلی
مکہ المکرمہ	۱۰۹	کتاب العاقبۃ
لاہور	۱۱۰	ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی
قاہرہ	۱۱۱	موفق الدین بن عثمان مرشد الزواجر الی قبور الابرار
بیروت	۱۱۲	عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی المغنی
ریاض	۱۱۳	حافظ ابن القطان الفاسی کتاب الاحکام

بیروت	۶۷۱	شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن احمد قرطبی	التذکرۃ فی احوال الموتی	۱۱۴
مصر	۶۷۶	محی الدین ابی زکریا تھمی بن شرف نووی	کتاب الاذکار	۱۱۵
کراچی			شرح مسلم	۱۱۶
لاہور			فتاوی	۱۱۷
مکتہ المکترمہ	۶۸۰	تقی الدین ابو عمر و عثمان ابن المفتی صلاح الدین	فتاوی و مسائل ابن الصلاح	۱۱۸
سعودیہ	۷۲۸	علامہ تقی الدین ابن تیمیہ	فتاوی ابن تیمیہ	۱۱۹
کراچی	۷۴۰	علامہ ابو عبداللہ ولی الدین تبریزی	مشکوٰۃ المصابیح	۱۲۰
بیروت	۷۵۱	علامہ شمس الدین ابن قیم	کتاب الروح	۱۲۱
بیروت			زاد المعاد	۱۲۲
ملتان	۷۸۱	علامہ ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمن دمشقی	رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ	۱۲۳
بیروت	۷۹۵	علامہ زین الدین عبدالرحمن بن احمد بن ابن رجب حنبلی	احوال القبور و احوال اهلها الی لنشور	۱۲۴
بیروت	۸۰۷	علامہ نور الدین علی بن ابی بکر بیہقی	مجمع الزوائد	۱۲۵
بیروت			کشف الاستار عن زوائد البرزار	۱۲۶
حیدرآباد دکن	۸۵۲	حافظ ابن حجر عسقلانی	الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثمانۃ	۱۲۷
بیروت	۸۵۵	علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی	عمدۃ القاری	۱۲۸
بیروت	۹۰۴	حافظ محمد عبدالرحمن سخاوی	مقاصد الحسنہ	۱۲۹
لاک پور	۹۱۱	حافظ جلال الدین سیوطی	جامع الصغیر	۱۳۰

مدینۃ المنورہ			شرح الصدور	۱۳۱
لاہور			تدریب الراوی	۱۳۲
			تعقبات علی الموضوعات	۱۳۳
بیروت	۹۷۵	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی	کنز العمال	۱۳۴
کراچی	۱۰۰۰	علامہ محمد جعفر ابوبکائی	المتانۃ فی المرامۃ عن الخزانۃ	۱۳۵
ملتان	۱۰۱۳	علامہ علی بن سلطان محمد القاری	مرقات	۱۳۶
بیروت			فتح باب العنایۃ بشرح النقایۃ	۱۳۷
سانگلہ بل			الموضوعات الکبری	۱۳۸
بیروت	۱۰۶۹	علامہ شہاب الدین خفاجی	نسیم الریاض	۱۳۹
بیروت	۱۱۶۳	علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی	کشف الخفاء	۱۴۰
لاٹ پور	۱۱۷۶	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	انتباہ فی سلاسل اولیاء	۱۴۱
کراچی			مسوی شرح موطا	۱۴۲
کراچی	۱۱۶۱	ملا نظام الدین	فتاوی عالم گیری	۱۴۳
سانگلہ بل	۱۱۸۲	محمد بن اسماعیل امیر	سبل السلام شرح بلوغ المرام	۱۴۴
			حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح	۱۴۵
بیروت	۱۲۵۰	علامہ محمد بن علی شوکانی	البدر الطالع	۱۴۶
بیروت			نیل الاوطار	۱۴۷
لکھنؤ	۱۲۵۲	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	اشعۃ اللمعات	۱۴۸
لاہور	۱۲۳۶	شیخ اسماعیل دہلوی	صراط مستقیم (اردو)	۱۴۹

کوئٹہ	۱۲۵۲	علامہ ابن عابدین شامی	ردالمحتار علی درالمختار	۱۵۰
کوئٹہ	۱۲۳۹	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	فتاویٰ عزیزی	۱۵۱
دہلی	۱۲۲۵	علامہ ثناء اللہ پانی پتی	تذکرۃ الموتی والقبور	۱۵۲
کراچی	۱۳۰۳	علامہ عبدالحی لکھنوی	فتاویٰ عبدالحی (اردو)	۱۵۳
لاہور			مجموعہ الفتاویٰ	۱۵۴
ملتان	۱۳۱۷	حاجی امداد اللہ مہاجرکی	شائم امدادیہ	۱۵۵
لاہور			فیصلہ ہفت مسئلہ	۱۵۶
کراچی	۱۳۲۳	شیخ رشید احمد گنگوہی	فتاویٰ رشیدیہ	۱۵۷
لاہور	۱۳۰۷	نواب صدیق حسن بھوپالوی	کتاب التعویزات	۱۵۸
لاہور	۱۳۳۰	اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی	فتاویٰ رضویہ	۱۵۹
مدینۃ المنورہ	۱۳۳۶	مرتبہ علامہ حامد مرزا الفرعانی	فتح الرحمانی فی فتاویٰ سید ثابت ابی المعانی	۱۶۰
لاہور	۱۳۳۸	شیخ وحید الزمان	ہدیۃ المہدی	۱۶۱
کراچی	۱۳۶۲	شیخ اشرف علی تھانوی	فتاویٰ اشرفیہ	۱۶۲
گجرات	۱۳۹۱	مفتی احمد یار خان نعیمی	جاء الحق	۱۶۳
		محمد نذیر حسین	فتاویٰ نذیریہ	۱۶۴
لاہور		ثناء اللہ امرتسری	فتاویٰ ثنائیہ	۱۶۵
کراچی		مفتی عزیز الرحمن عثمانی	فتاویٰ دارالعلوم دیوبند	۱۶۶
گوجرانوالہ		ابوالبرکات احمد	فتاویٰ برکاتیہ	۱۶۷
کراچی		عبدالستار مفتی	فتاویٰ ستاریہ	۱۶۸
خانیوال		ابوالحسنات علی محمد سعیدی	فتاویٰ علمائے حدیث	۱۶۹
لاہور		مرتبہ ظہیر الدین	کمالات عزیزی	۱۷۰
مصر		سید محمد حقی النازلی	خزینۃ الاسرار الکبریٰ	۱۷۱

کراچی	خرم بلہوری	نصیحۃ المسلمین علی	۱۷۲
		تقویۃ الایمان	
کراچی	اشفاق الرحمن کاندھلوی	کشف المغاٹن وجہ	۱۷۳
		الموطا	
گوجرانوالہ	شاہ رفیع الدین	مجموعۃ الرسائل	۱۷۴
لاہور	محمد ابوالحسن	فقہ محمدیہ کلاں	۱۷۵
کراچی	علامہ سندھی	حاشیہ سندھی	۱۷۶
	استاد محترم علامہ محمد عباس رضوی	القول المنصور فی قرآۃ	۱۷۷
		القبور	
	علامہ صائم چشتی	گیارہویں شریف	۱۷۸

طہارت و نماز کے مسائل پر ایک منفرد اور مدلل کتاب

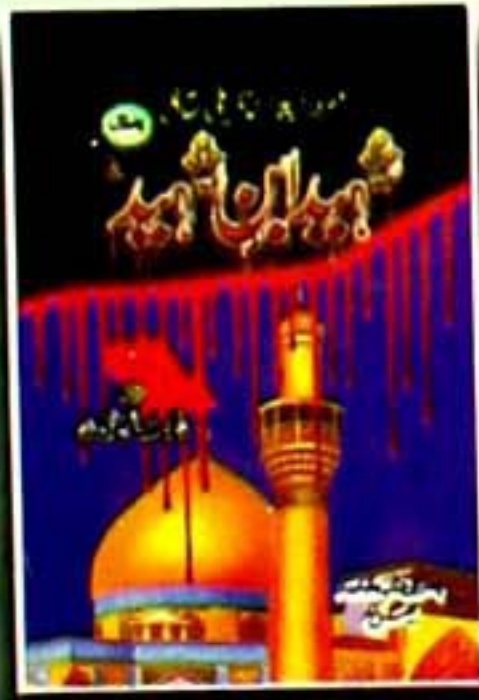
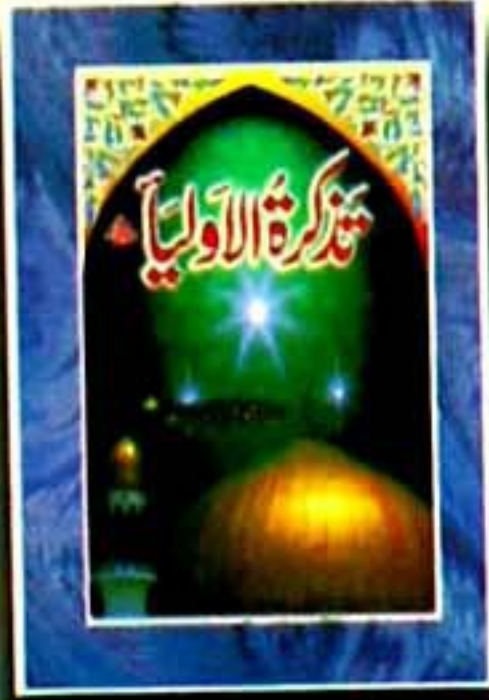
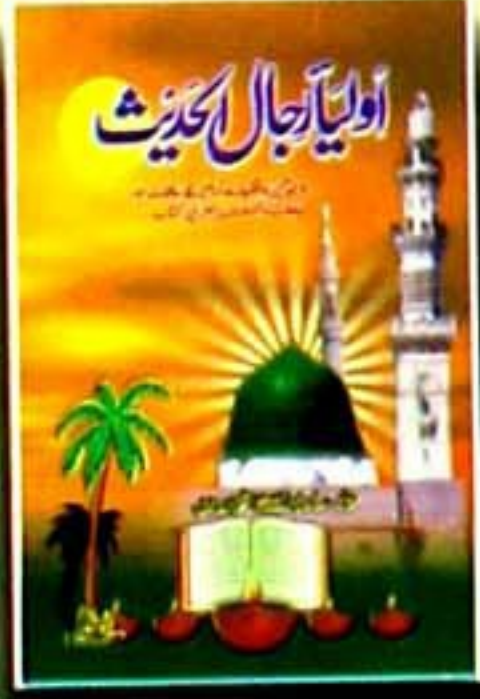
# القول الجلی فی الصلوٰۃ النبوی

(زیر ترتیب)

از قلم

خادم مناظر اسلام: قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی

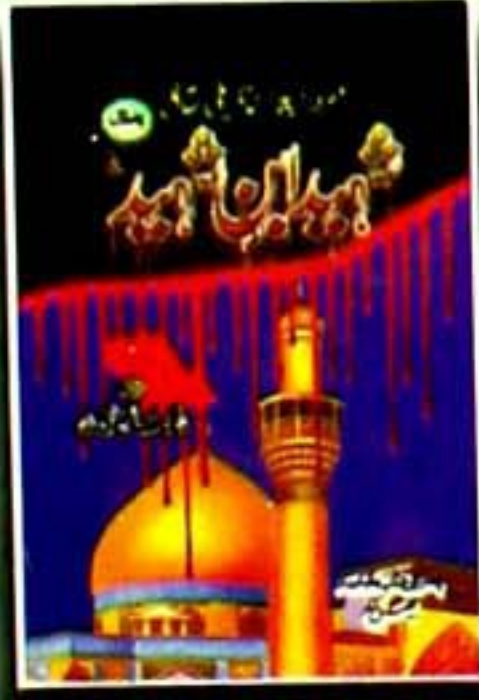
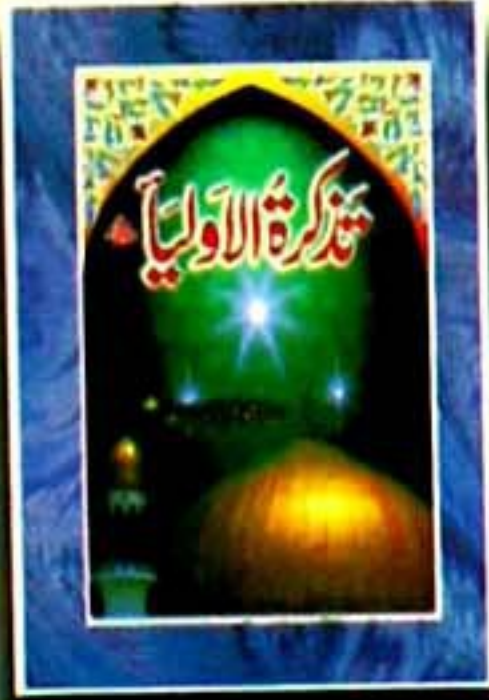
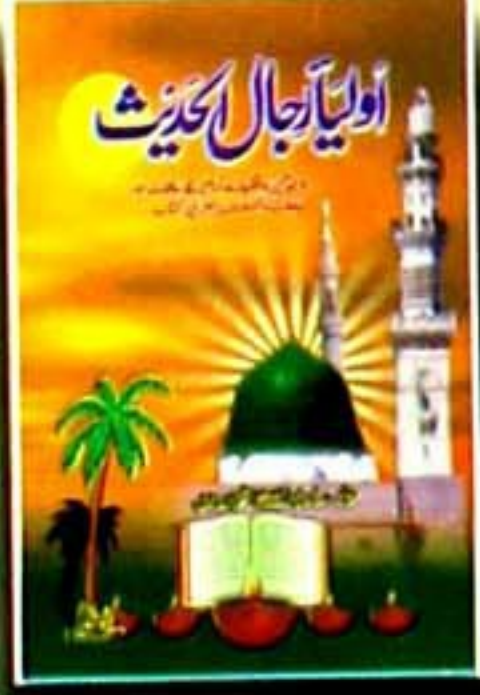
# ہماری چند خوبصورت کتابیں



شہداءِ اہل بیت  
بہارِ اہل بیت  
اردو بازارِ اہل بیت



# ہماری چند خوبصورت کتابیں



شہداءِ اہل بیت  
بہارِ اہل بیت  
اردو بازارِ اہل بیت